امیر الکونین

یعنی

دو جہان کا بادشاہ

تصنیف لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقانِ غوثیہ و فخر خاندانِ عاشقانِ آستانہ قادریہ

عالیہ عالیجناب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

سے

اللہ والے کی قومی دکان اور رسالہ اسرار تصوف کے

مالک و ایڈیٹر

ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت سے چھپوایا

(مشرقی پرنٹنگ پریس بی بلاک شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

سلسلہ تصوف نمبر ۱۰۲

اُردو ترجمہ کتاب

امیر الکونین

المعروف

دو جہان کا بادشاہ

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ و فخر عاشقان آستانہ عالیہ قادریہ حضرت سلطان باھُو قدس سرہ العزیز

جس کو

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ

مالک ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے

عاشقان رسول و محبان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے

بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت و صفائی کے ساتھ

تعلیمی پریس لاہور میں طبع کرا کر شائع کیا

فہرست مضامین امیر الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی دو جہان کا بادشاہ

اُردُو تَرجمہ

کتاب

اِمیرُ الکونین

یعنی دو جہان کا بادشاہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

بعد ازاں اس تصنیف کا مصنف غالب الاولیاء عارف خدا۔ دائم بحضور مصطفےٰ تلقین و تعلیم و دست بیعت کردہ محمد رسول اللہ۔ مرید دست گرفتہ حضرت شاہ محی الدین ولی اللہ غلام قادری۔ سروری۔ خاکپائے قادری سروری، طبیب القلوب با معالجہ شفاء اور جسم و وجود کو مطلوب کا بخشنے والا باہو فنافی ہو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ عرض پرداز ہے۔ کہ محی الدین غلام یار خلاص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اورنگ زیب بادشاہ عبید اللہ کے زمانے میں جس کی نگاہ ہر وقت حق پر ہے۔ چند کلمات جو مہمات کی چابی اور ہر مشکل کے قفل کشا ہیں جمع کر کے اُن کا نام امیر الکونین رکھا۔ اور پڑھنے والے کو اولی الامر۔ فنافی اللہ بے حجاب اللہ ادر عینہ یقین کا خطاب دیا ہے تصوف کی یہ کتاب قرآن شریف کی با تاثیر تفسیر ہے جس کے مطالعہ سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے کہ ظاہر میں دنیاوی خزانوں کا تصرف اور پوری پوری عنایت الٰہی اور باطن میں معرفت و ہدایت الٰہی کا تصرف حاصل ہوتا ہے جو شخص اس کتاب سے کوئی کام کی بات نہ نکال سکے۔ یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہ ہو سکے تو ہلاکت و زوال کا وبال اس کی گردن پر ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

تحدیث نعمت کی سائل کو نہ جھڑک اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کیا کر۔ ؎

دریک تصرف ہرحرف یافت گنج ۔۔۔ با اعظام شد در روز تنج
ہرکہ خواند بالیقین اورا چہ غم ۔۔۔ ہر ورق گنج است اکسیر کرم
واقف اسرار گردد از الٰہ ۔۔۔ از مطالعہ باخدا با مصطفےٰ
ذکر را بگذار فکر کوشش مکن ۔۔۔ غرق فی التوحید شو از راز کُن
ہرکہ یابد کنۂ کن عامل بود ۔۔۔ در حقیقت معرفت کامل بود
ایں مراتب کاملاں از حق عطا ۔۔۔ روز اول سبق از علمِ خدا

یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جو لایحتاج فقیر اور کونین کا حاکم ہے۔ درویشوں کی ہمنشینی خزانہ ہے جس شخص کو درویشوں کی صحبت سے الٰہی خزانے حاصل نہیں ہوتے وہ ہمیشہ خراب وخستہ حال اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر صاحب امر ہے۔ اگر بادشاہ ظل اللہ بھی ساری عمر طلب میں صرف کرے۔ تو بھی ولی اللہ فقیر کے مرتبے کو نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن فقیر اگر چاہے۔ تو قرب الٰہی کی توجہ سے بادشاہ کے ساتھ ملاقات کر سکتا ہے۔ اور بادشاہ کو اس طرح اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ کہ بادشاہ ننگے پاؤں بڑی عاجزی کے ساتھ حلقہ بگوش غلام کی طرح حاضر ہو جائے +

پس معلوم ہوا۔ کہ ظل اللہ فقیر ولی اللہ کے حکم میں ہے۔ لیکن ہونا فقیر کامل چاہیئے۔ اگر کامل ہے تو دونوں جہان اُس کے تصرف میں ہیں۔ فقیر پورا فیض بخش ہوتا ہے۔ یہ ٹکڑگدا فقیر کہلانے کے مستحق نہیں۔ جو نفس کے قیدی اور غلام بنے ہوئے ہیں۔ فقیر بذاتہ حاکم اور امیر ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو مفلس گدا کو ساتوں ولایتیں بخش سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو اس طرح پیس ڈالے۔ کہ اُس کا نام ونشان تک گُم کر دے۔ یہ خدمات فقیر کونین امیر اہل ذات کے ذمے ہیں +

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جس نے عزت وشرف حاصل کیا۔ فقر سے کیا۔ جو درویشوں کا منکر ہے۔ وہ دنیا اور آخرت میں خراب وخستہ حال رہتا ہے۔ فقیر وہ ہے جسے دائمی حضور حاصل ہو۔ اور علم دعوت میں عامل اور کامل ہو۔ صاحب امر اسے کہتے ہیں۔ جس کا امر رد کا نہ جائے۔ کیونکہ فقیر کی زبان رحمانی

تلوار ہوتی ہے جس چیز کے لئے وہ لفظ کُن کہتا ہے۔ وہ امر الٰہی سے دیر میں یا جلدی ہو ضرور جاتی ہے۔ فقیر کے دل کو دائمی حضور حاصل ہوتا ہے۔ اور بذریعہ دعوت اسے الہام باصواب ہوتا ہے۔ صاحب امر اسے کہتے ہیں جس کا امر سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آسکے۔ خواہ وہ اکیلا ہو اور خواہ لشکر کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا۔ کہ فقیر امر الٰہی سے امر پر غالب ہے۔ قولہٗ تعالےٰ: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ "اللہ اپنے امر پر غالب ہے" اس امر سے مراد بھی دعوت ہے۔ جو شیطان پر غالب اور اس کے مخالف ہے۔ اور رحمان کے موافق ہے۔ دعوت پڑھنے والا فقیر روشن ضمیر اور عین العیان بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ناقص مرشد تکلیف اٹھایا کرتا ہے لیکن کامل خزانہ بخشتا ہے اور دائمی دید عطا فرماتا ہے"۔

فقر کی انتہا کیا ہے؟ جس کو علم اس کے حال کے لئے کافی ہو۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ لاف زن مدعی جو فقر کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ بعض صرف قال ہی سے فقر کو پہنچتے ہیں اور بعض حال سے۔ اور بعض احوال سے۔ بعض اعمال سے بعض اقوال سے۔ بعض افعال سے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک شخص ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت کو حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ اور جس نے فقر کا مشاہدہ کیا ہو پس معلوم ہوا۔ کہ بہت سے ایسے ہیں۔ جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ہی ہوگا۔ جو فقر کا انتہا مقام حاصل کرتا ہو۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام سلطان الفقر ہے جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالےٰ ہمیشہ مدنظر رہتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ ایک لحظہ میں وہ حضوری میں جا پہنچتا ہے۔ خدا تو نہیں ہوتا۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ فقیر ایک نور صفا اور قرب الٰہی سے ملک عظیم ہے۔ اور فقیر کو قدیمی جمعیت حاصل ہے۔ ملک فقر میں نفس امارہ۔ دنیائے لئیم اور شیطان رجیم کبھی داخل نہیں ہوتا۔ جو اس ملک میں داخل ہوتا ہے۔ وہ امن میں ہو جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ فقر کے متعلق چار چیزیں ہیں ملک ازل۔ ابد۔ دنیا۔ اور عقبےٰ جسے فقر کا ملک مل جاتا ہے وہ ان چاروں پر حکمران ہو جاتا ہے۔ اور دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور ان چاروں کے رہنے والے فقیر کی نگاہوں میں مفلس

دکھائی دیتے ہیں اے احمق بے حیا! یہ فقر کے مراتب ہیں ؎

فقر را من دیدہ ام پرسیدہ ام ہر حقیقت فقر را خوش دیدہ ام

واضح ہے۔ کہ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی ہے لیکن نہیں ملا۔ صرف جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ جو آنحضرتؐ نے اپنی امت کے سپرد کیا یہ فقر محمدی فخر محمدی محض فیض ہے۔ فقر کے تین مراتب ہیں۔ جس میں بیشمار غیبی خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں پہلا قدم طریقت ہے۔ دوسرا قدم توجہ ہے۔ جس سے جس منزل یا مقام پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ یہ توجہ محض توفیق ہے۔ تیسرا قدم غرق فنا فی اللہ ہونا اور مجلس محمدی کا حضور حاصل ہونا جس فقیر کا قلب نور اور قالب کوہ طور کی طرح ہے۔ اور خود بمنزلہ کلام اللہ ہے۔ وہ موسےٰ علیہ السلام کی طرح جواب باصواب سنتا ہے۔ ایسا شخص دراصل پیر و مرشد ہونے کے لائق ہے۔ ورنہ عورتوں کے پیر تو بہت سے ہیں۔ جو بمنزلہ حجام ہیں۔ جو قینچی سے لوگوں کے بال کاٹتے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہیئے جو بے نیاز اور صاحب دعوت تیغ برہنہ ہو۔ اور جسے قرب فی اللہ اور بقا باللہ کا تصرف حاصل ہو۔

اور جسے نور نواور حاصل ہو۔ اور جو لی مع اللہ میں غرق ہو۔ اور لا یحتاج ہے لیکن ایک اور صورت سب کو حاصل ہے جس میں دنیاوی محبت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جو کہ بدعت کی جڑ ہے۔ مجلس محمدی سے دیکھنے والے کو دو مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک قرب اور دوسرے اس قرب میں نظر پیغمبر سے توفیق با تحقیق۔ بعض کو مقام جمالیت بعض کو مقام جمالیت اور جمعیت محمود حاصل ہوتی ہیں۔ جذب مجذوب مردود ہے پس مجلس محمدی اور آنحضرت کی زیارت کسوٹی کی طرح ہے جس سے صادق اور کاذب میں تمیز ہو جاتی ہے آنحضرت کی حضوری سے مشرف ہونے کے مراتب صرف اسم اللہ ذات کے حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس ؛

واضح ہے کہ اس قسم کی دعوت کل الکلید اور معرفت توحید کا مغز ہے۔ فقر قرب الٰہی سے الٰہی خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے اور اذا تم الفقر فہو اللہ غالب اور لایحتاج ہوتا ہے۔ وہ کسی سے التجا نہیں کرتا۔ مرشد کامل سے صادق طالب کو یہ سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر میں ظاہری خزانے اور باطن میں ہدایت کا تصرف پہلے روز کے سبق سے

حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب اِس کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کے نیک و بد طالع کا احوال معلوم کر لیتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مراتب منجم درویش کے ہیں۔ کیونکہ اس میں مذہب کی کچھ صداقت نہیں پائی جاتی۔ پیر و مرشد وہی ہے۔ جو کہ طالب بے طاعت کو شروع ہی میں قربِ الٰہی کا مشاہدہ بغیر کسی مجاہدہ کے اور گنج بے رنج۔ معرفت بے محنت۔ راز بے ریاضت اور نورِ حضوری تحقیق کی توفیق عطا کرے۔ یہ تمام مراتب تمام آیاتِ قرآنی کے ناظرات و حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے تمام علوم عیاں ہو جاتے ہیں۔ اور دونوں جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھتا ہے۔ حاضرات و ناظرات سے مُردہ دل بھی زندہ ہو جاتا ہے۔

جو مرشد پیر۔ فقیر۔ درویش۔ ولی۔ عارفِ خدا۔ اہلِ علم۔ دعوت۔ عالم باللہ۔ واصل ولی اللہ۔ حاضرات نہیں جانتا۔ وہ احمق ہے۔ جو اپنے آپ کو بلا کے نام صاحبِ باطن اور پیر و مرشد کہلواتا ہے۔

حاضرات ناظرات کے کئی اقسام۔ نام۔ نشان اور رسوم ہیں۔ حاضرات کی اصل یہ ہے۔ کہ وصل و قربِ الٰہی جمعیت توحیدِ مطلق حی اور قیوم سے حاصل ہو جس سے کل وجود واضح ہو جائے۔ اور جو کچھ لوحِ محفوظ میں لکھا ہے۔ منکشف ہو جائے۔ حاضرات کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول حاضرات وجود۔ دوم حاضرات موجود۔ سوم حاضرات مطلوب۔ جمیع مطالب و مقصود۔ چہارم اٹھارہ ہزار عوالم کے حاضرات۔ پنجم دنیا۔ نفس اور شیطان مردود کے حاضرات۔ انہیں کو دینی اور دنیاوی پانچ خزانے کہتے ہیں۔ جو مرشد حاضرات سے طالب اللہ کو ہر ایک مرتبہ ہدایت نہیں کرتا۔ اور حاضرات با توفیق سے ہر مرتبہ کی تحقیق نہیں کرتا۔ اور حیات و ممات کے درجات کے عز و جاہ اسے نہیں دکھلا دیتا۔ وہ ناقص اور ادھورا ہے۔ اس سے تلقین کا حاصل کرنا مرید کے لئے حرام ہے کیونکہ طالب کو حاضرات اور ناظرات کی تلقین حضوری کے سوا۔ ذکر فکر۔ مراقبہ اور مکاشفہ ورد و وظائف کچھ نہیں بتانا چاہئے۔ کیونکہ طالب اگر ساری عمر ان باتوں میں کوشش کرتا رہے۔ تو بھی کسی مطلب کو نہیں پہنچتا۔ ان مراتب میں طالب ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس

ادھورا پن سے کیا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ طالبی، مریدی، مرشدی اور پیری ہیں دلوں کا شمار نہیں ہوتا۔ کامل مرشد ہاتھ پکڑتے ہی حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور تمام حوادث سے اس کا رُخ پھیر کر ایک لحظہ میں حضور میں لے جاتا ہے۔ لیکن ناقص مرشد ٹال مٹول کرتا ہے۔ اور آج کل کرتا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے کامل مرشد بذریعہ توجہ کسی اور ہی راستے سے یکبارگی حضور میں لے جاتا ہے۔ جو سالہا سال کی ریاضت سے بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اگرچہ وہ ذکر روحی یا قلبی ہی کیوں نہ ہو۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی راہ توفیق کی چابی ہے جس سے تمام چھوٹی بڑی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ جو یہ سب کچھ دکھائے۔ وہ مرشد بحق رفیق ہے۔

واضح رہے۔ کہ اگر نفسانی اور شیطانی تمام آفات و حوادث کو ایک مکان میں بند کر دیا جائے۔ تو اس کی چابی دنیا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں معرفت۔ توحید نور اور قرب حضور کے خزائن بند ہیں۔ جن کی چابی اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔ جو ان سے واقف ہے۔ اور اسم اللہ ذات کی کنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں بے نیاز ہو جاتا ہے۔ "اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ" فقر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ ؎

ہر کہ داند حاضرات ان جان من ہر کہ ایں راہے نداند لاف زن

نفس کے حاضرات نفس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ قلب کے حاضرات سے قلب سے روح کے حاضرات روح سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضرات اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حاضرات اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ انتہائے فقر کے حاضرات سے تمام مقام و درجات حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ حاضرات مراتب کے نعم البدل ہیں۔ اسم قادری کیمیائے گنج اور رد وجود طلسمات ہے۔ جسے حاضرات ہی کھول سکتے ہیں۔ اور عین بعین دکھلا سکتے ہیں۔ اور حاضرات کا صاحب تصور، صاحب حضوری اور شہسوار غیور ہوتا ہے۔

واضح رہے۔ کہ فقر کے تین مراتب ہیں۔ مکان لاہوت میں رہ کر انوار معرفت کا دیدار کرے۔ اور دونوں جہان کی زندگی کی قوت اس میں ہو۔ اور ہمیشہ خاموش ہو کر غرق فی التوحید ہو۔ نہ اسے طالب کی حاجت ہو نہ مرید کی۔ وہ شخص کامل ہے۔ جو مرید اللہ

کو حضور میں پہنچا دے۔ اور سائل کو محروم نہ رکھے ✦

واضح رہے۔ کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات سے پہلے ہی دن جو سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس سے انسان فقر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ نفس پہ حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور اُسے فنا و بقا کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ مردانِ خدا پہلے نفس کو ٹھیک بناتے ہیں۔ پھر معرفت حضوری کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ پھر انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ مجاہدہ وغیرہ سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ۔ من عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہٗ بالبقاء ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ نفس کو اسم ذات کے تصور سے پہچانتا فنا و رفتا ہے۔ اور روح سے رب کو پہچانتا بقا و لقا ہے۔ اے مردہ دل بے حیا یہ عارفوں کی ابتدا ہے ✦

اہل روح فقیر کی یہ پہچان ہے۔ وہ جسم میں جان کی طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ روحانیت کی ملاقات سے میرے احوال ہیں۔ جو اہل نفس باطن میں اہل روحانیت کا ہم صحبت ہو۔ وہ نص، حدیث، ذکر، مذکور اور عین حضور میں باشعور ہوتا ہے۔ یعنی باطن میں نورِ توحید میں مستغرق ہوتا ہے۔ اور مجلس محمدی سے ایک دم کے لئے بھی جدا نہیں ہوتا۔ دائمی مجلس محمدی اُسے نصیب ہوتی ہے۔ گو ظاہر میں وہ عام لوگوں سے گفتگو ہی میں کیوں نہ مشغول ہو۔ اے احمق خام! یہ فقیر صاحب شریعت کے مقام ہیں۔ وہ ایسے بشر کی طرح ہوتا ہے جسے شریعت محمدی کا شرف اور روحانی قرب حاصل ہو ✦

اہل بدعت فقیر شیطان کا مصاحب ہے۔ اور صاحب شریعت فقیر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہے۔ اہل بدعت فقیر باؤلے کتے کی طرح ہے۔ ایسے لوگ گو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ فقیر نہیں۔ بلکہ وہ گداگر اور نفس کے کتے ہیں۔ باطن میں معرفت الٰہی سے محروم بدو دی کے لئے سائل بنتے ہیں۔ داڑھی منڈاتے ہیں۔ ان کو عمر بھر طریقت اور معرفت کی خبر نہیں ہوتی کیونکہ یہ اندھے ہو کر روٹی کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت فقیر کالے منہ والے۔ دن رات گناہ میں مشغول اور اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ارواح کی روحانیت کے احوال سے مطلق محروم ہوتے ہیں۔ وحدانیت لقا کی معرفت سے بالکل بے بہرہ

اور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے باطن سے محض بے خبر ہوتے ہیں۔ جو لوگ مجلس نبوی کی زیارت کرتے ہیں۔ وہ یکبارگی ولی اللہ اور عارف عیان کے مرتبے پر پہونچ جاتے ہیں۔ یا یکبارگی انہیں مجذوب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یا یکبارگی مراتب محمود کو پا لیتا ہے۔ یا مراتب محجوب مردود تک پہنچ جاتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ مجلس نبویؐ کے دیکھنے میں کسی قسم کا شک شبہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ مجلس بہشت سرشت ہے مجلس حضوری میں نص احادیث کا اور ذکر مذکور کا تذکرہ رہتا ہے۔ مجلس نبویؐ سے بعض محمود نیک خصلت بن جاتے ہیں۔ اور بعض مردود ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کسوٹی ہے۔ اس کے دیکھنے سے وجود کے اندر کا پوشیدہ کذب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور صادق جب اس مجلس کو دیکھتا ہے۔ تو اُس کا وجود سراسر نور ہو جاتا ہے۔ اور پھر اُسے مجلس نبویؐ کی حضوری دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ مجلس محمدیؐ بہشت سرشت ہے۔ کیونکہ جس طرح بہشت میں صرف پاک لوگوں کا گذر ہے۔ اور پلید نجس۔ دُنیا۔ مردار اور شیطان اور کافروں کو جرأت نہیں۔ کہ اس میں داخل ہوں اسی طرح مجلس محمدیؐ میں صرف پاک لوگوں کا گذر ہے پلید ہرگز ہرگز باریاب نہیں ہو سکتے۔ نہ ہی یہ لوگ بہشت، کعبہ، مدینہ اور روضہ مبارک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی شیطان میں یہ قدرت ہے کہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اختیار کرے۔ یا قرآن شریف یا سورج یا چاند یا کعبہ یا مدینہ یا اصحاب کبار یا شاہ محی الدین دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت اختیار کرے۔ غلبات ہدایت سے جو صورت بن جاتی ہے۔ وہ غرق فی اللہ ہوتی ہے۔ اور وہ صورت جو دنیاوی محبت کے دل میں ہونے سے بنتی ہے۔ وہ سراسر یعنی اور سیاہ ہوتی ہے مجلس نبویؐ کے دیدار کرنے والے کے لئے دو مراتب مخصوص ہوتے ہیں۔ ایک قرب دوسرا اسی قرب میں نظر پیغمبرؐ سے توفیق بعض کو اس سے مقام جمالیت بعض کو مقام جلالیت۔ بعض کو جمعیت محمود نصیب ہوتا ہے۔ اور بعض مجذوب مردود بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ مجلس نبویؐ کی زیارت کسوٹی ہے۔ جس سے سچے جھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے مجلس نبویؐ کی حضوری کے مراتب صرف اسم اللہ ذات کے حاضرات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس ۔

واضح رہے۔ کہ اگر آدم علیہ السلام سے لیکر جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے سارے انبیاء اصفیا اور مرسل پیغمبروں کے تمام ثواب جمع کئے جائیں۔ اور تمام اولیاء غوث۔ قطب۔ ولی۔ اوتاد۔ ابدال وغیرہ سے سارے ثواب جمع کئے جائیں۔ نیز فرشتوں مومنوں مسلمانوں اور جن انسان کے ثوابوں کا ایک مجموعہ بنایا جائے۔ تو ان ساروں کے مجموعے کو ثواب حسنات عظیم کہینگے۔ اور یہ سب کچھ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تمام گنہگاروں، کافروں، مشرکوں، کاذبوں، اور اہل خطا و گناہ کے تمام قصور خطائیں اور گناہ اکٹھے کئے جائیں۔ تو اس سارے مجموعے کو گناہ کبیرہ کہینگے +

پس خدا سے غافل ہونا گناہ کبیرہ کی جڑ ہے۔ پس اہل دُور اور اہل حضور کبھی اکٹھے نہیں بیٹھ سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ قصہ خوانی اور افسانہ دانی کی راہ اور ہے۔ اور اللہ میں یگانہ ہونے کی اور یگانہ اور بیگانہ ایک مجلس میں بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ یہ تمام مراتب علم کے نور کی برکت سے ہیں۔ علم کا نور وہ چیز ہے۔ جو عالم کے حضور سے مشرف کر دیتا ہے +

واضح رہے۔ کہ حضوری بھی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو اسم ذات کے تصور سے حاصل ہو جس سے قرب وصال ہاتھ آتا ہے۔ دوسرے بلا تصور جو ذکر فکر مراقبہ اور اعضا کے اعمال سے ہاتھ آئے۔ ناقص کے لئے یہ سب کچھ وہمی اور خیالی باتیں ہیں۔ مبتدی یا جو سکر کی وجہ گرمی احوال ہوتی ہے۔ وہ ناقص مرشد کی وجہ سے ہوتی ہے +

تصور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک با مشاہدہ حضوری جس سے قرب با توفیق حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے بے حضوری وہ سراسر شیطانی اور نفسانی حرص و ہوا کی تاثیر سے ہوتا ہے +

واضح رہے کہ ازلی لذت اور ابدی لذت متفق ہیں۔ اور دنیاوی لذت آخرت کی حور و قصور اور بہشتی نعمتوں کی لذت سے متفق ہیں۔ لیکن جب نور خدا کی معرفت کی لذت وجود میں آتی ہے۔ تو پہلی چاروں وجود سے نکل جاتی ہیں۔ ؎

لذت دیدار بہ دیدار دہ	لذت دیدار بر جول من بنہ
ہر کرا لذت نشد وحدت لقا	لعنت برتر زندگی آن بے حیا

ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ

وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہی رہیگا ۔ قطعہ

ہر کہ اینجا نہ بیند بے نصیب | بے خبر از معرفت اہل از رقیب
روئے سیاہ بود از دل سیاہ | دل سیاہ شد از حب دنیا عز و جاہ

اگر تو آجائے تو دیکھ لے ورنہ شیطان لعین کی قید میں رہ ے

یہ ہیں قدرت یہ ہیں وحدت حضور شد | یہ ہیں رحمت یہ از ہم ذات نور شد

اللہ بس باقی ہوس ہے

اگر حجاب یکی از خدا فرشتہ شوی | چنانچہ میکنی از مردماں حجاب اینجا

مثنوی

ببیں امروز چوں گویند فردا | ببین از عین بینم نیست پردا
بہ بینم با چشم عین العیانی | چو زندہ قلب روح و نفس فانی
مثل بستہ بصورت کے تواند | مشرف شد حضوری راز داند
ز نحن واقرب شود پیغام دائم | وجود واصلان زاں گشت قائم
فقیر آنکس کہ اینجا من رسیدہ | ز غیر حق ہمہ واز خود بریدہ
نماندہ احتیاج ذکر مذکور | حضوری با حضور است نور با نور
نماندہ ہیچ پردہ چشم باز است | حقیقت حق رسیدہ عین راز است
زہے دولت بدیدہ حق لقا شد | قلب قالب ز وحدت حق لقا شد
نہ آنجا علم نے غوغائے قال است | لاہوتی را نہایت یا جمال است
نماندہ بردلم افسوس مارا | بہ بینم سر پنہاں آشکارا
دو دل را نیست راہ یکدل طلب کن | کہ غیرے ماسوے از دل سلب کن
بیائے طالبے سر بیاں ؑ | سرے از تن جدا کن راہ تنہائی
باہو باہو فنا باہو بقا شد | کہ اول ہو آخر از ہو لقا شد
کہ ہو عینک شدہ بر چشم باہو | میاں از ہو بہ بیند یافت باہو
کسے منکر ز ہو مردود گردد | بجز ہوئے باہو نیست گردد

مثل بستہ بمثل بے مثال است
ز خود رفتہ شود با حق وصال است

جس شخص کو ولی مع اللہ فنا فی اللہ مع قرب اُلہ حاصل ہے اس کے لئے ورد و وظائف ذکر فکر اور اعضائی عمل کی طرف متوجہ ہونا گناہ ہے۔ غوث۔ قطب۔ بمنزلہ امراء اور فقیر بمنزلہ بادشاہ ہے۔ بادشاہ کو عدل سے کام نہ کہ محنت و مشقت سے۔ اس کو گفتگو سے کیا واسطہ۔ یہ تو روبرو مشرف بہ حضور ہو کر کلام کرتا ہے +

قولہٗ تعالٰی۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ جس طرف تم رُخ کرو اُس طرف ہی اللہ تعالٰی کا رُخ ہے۔ ؎

ہر طرف بینم بیابم ذاتِ نور ہر کہ از خود بگذرد یابد حضور

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس +

روشن ضمیر را چہ غم از اختلاطِ خلق دریا بہشتِ خاک مکدر نمے شود

یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جس کا قلب ہی بمنزلہ وحی ہو ؎

تا گلو پُر مشو کہ دیگ نۂ آب چنداں مخور کہ ریگ نۂ

کامل کی خوراک اس کا مجاہدہ اور اس کی خواب مشاہدہ ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ جس کی روح وحی کا حکم دیتی ہو ؎

چوں معدہ بود خالی از طعام دراں وقت معراج باشد تمام

مگر مکمل وہ شخص ہے جس کے لئے کھانا یا نہ کھانا بھوکے رہنا یا پیٹ بھر کر کھانا۔ مستی اور ہوشیاری، جاگنا یا سونا یکساں ہو۔ یہ مرتبہ وحی اسرار کا ہے۔ ؎

خام را مستی بود وہم از خیال مست را ہوشیار گرداند وصال

مگر اکمل شخص علم معرفت کا عامل ہوتا ہے۔ کہ بوجہ اٹھاتے والا اللہ جانو۔ یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جس کی زبان بھی بمنزلہ وحی ہو۔ اسے قربِ الٰہی سے پیغام آتے جاتے ہیں۔ صرف اسے پیغمبر علیہ السّلام کا مرتبہ نہیں حاصل ہوتا نہیں تو وہ دائمی طور پر مجلس نبوی، اولیاء اللہ اعلیاء باللہ سے پیغام لیتا دیتا رہتا ہے۔ پس دعوت پڑھنے کے لئے قابلِ ولایت وہ شخص ہے جو حضور پیغمبرؐ سے پیغام لے دے سکے۔ اس کا وجود نور اور معقور ہو۔ اور اللہ تعالٰی ہر وقت اُس کے مدِ نظر رہے۔ اور وہ اللہ تعالٰی کا منظور نظر ہو۔ مجلس محمدی میں داخل ہونا۔ سوال و جواب کا حاصل کرنا۔ باطن میں ہم صحبت اور ہم سخن ہونا۔ اور جب دل چاہے۔ آنا جانا یا لیجانا لانا۔ حضور و قربِ محمدی سے مشرف ہونا۔ اور احوال سے واقف ہونا۔

واسم اللہ ذات سے حاضرات کے تصرف کے ذریعے آسان بات ہے لیکن ہوتے ہوئے
خلق، علم، حلم، ترک، توکل، ارادت، سعادت، اجازت کا حکم، فقر کی ہدایت، فنا و
بقا کا عنایت ہونا اور رضا، صبر اور حیائے محمدی پر قابض ہونا۔ از بس مشکل ہے ہاں
اگر کسی کو اللہ تعالےٰ عنایت کرے تو اور بات ہے۔ یا توفیق مرشد، غالب الامر، اور قافلہ
سالار ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ دینی اور دنیاوی خزانوں کا تصرف، معرفت الٰہی کا تعرف۔
غرق فنا فی اللہ ہونا، ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، تجلیات۔ اٹھارہ ہزار عوالم۔
کے مقامات کی سیر۔ کل و جز کا مسخر کرنا۔ اور ان کو اپنی قید میں لانا آسان کام ہے۔
لیکن وجود میں حوصلہ وسیع رکھنا از بس مشکل ہے۔ خلقت کی تکلیف۔ ملامت۔ غیبت۔
اور دکھ سے رنجیدہ مت ہو۔ بلکہ ان کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا، اور انہیں نہ ستا۔
کیونکہ نجات کم ستانے میں ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
آپ کو کافروں، کاذبوں، منافقوں اور حاسدوں نے حد درجے کا ستایا۔ تو کیا فرمایا۔
"یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا" ۔ اے محمدؐ کے پروردگار! کاش کہ محمدؐ پیدا نہ
کیا جاتا"۔ جب آنحضرتؐ کی یہ حالت ہے۔ تو دوسرے کی کیا مجال کہ دم مارے۔
جو شخص فقر کی ہدایت، ملک اور ولایت کی انتہا پر پہنچتا ہے۔ اسے لوگ دیوانہ
اور خبطی کا خطاب دیتے ہیں۔ اور گھر والے اسے احمق کہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت و
معرفت کے اندھے اسے نہیں جانتے۔ وہ بے عقل حیوان ہیں۔
چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اَلْعَقْلُ نِیَامٌ فِی الْاِنْسَانِ
اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰتُ الْاِنْسَانِ۔ اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰتُ الرَّبِّ"۔ عقل انسان میں
سوتی ہے۔ اور انسان انسان کا آئینہ ہے۔ اور انسان پروردگار کا آئینہ ہے۔
عارف باللہ اور صاحب نظر کے لئے دلی آنکھیں درکار ہیں۔ نہیں تو ظاہری
آنکھیں تو حیوان مثلاً سور، ریچھ، گائے اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔
عقل دو قسم کی ہے۔ ایک عقل کل جو لازوال ہے۔ اور دوسری عقل جز جو
موجب احوال ہے۔
چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ فرماتے ہیں "لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیَوَانِ وَالْاِنْسَانِ
اِلَّا بِالْعِلْمِ"۔ انسان اور حیوان کا صرف علم کا فرق ہے۔

آنچہ مطلب بود کلی یافتم   کس نے یابد کہ پنہاں ساختم
ایں خزانہ شد نصیب باشعور   مے شناسد عارفاں اہل حضور
کے شناسد عارفاں را کرنر   مے شناسد آنکہ مے باشد خضر
باہو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا   نام باہو متصل شد با خدا

قولہ تعالیٰ :- وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۔ (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) +

مرشد کسوٹی کی طرح ہوتا ہے۔ اور حضوری حکمت سے حکیم ہوتا ہے۔ کامل مرشد۔ طالب اللہ کو کھانے پینے پر شکم کر دیتے ہیں۔ اور قسم قسم کی نعمتیں اور میوے کھلاتے ہیں۔ اور توجہ باطنی کی توفیق سے حضور میں پہنچا دیتا ہے +

پس معلوم ہوا۔ کہ ناقص مرشد طالبوں کو ذکر و فکر میں عاجز کر دیتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے۔ کہ مرشد کامل مرید کو پہلے ہی روز کامل بنا دیتا ہے۔ اور مکمل مرشد سے پہلے ہی دن طالب مکمل ہو جاتا ہے۔ اور اکمل مرشد سے طالب اللہ پہلے ہی روز اکمل ہو جاتا ہے۔ اور جامع مرشد پہلے ہی روز طالب کو جامع بنا دیتا ہے۔ مرشد نور سے پہلے ہی روز طالب نور میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور مرشد حضور سے پہلے ہی دن طالب صاحب حضور بن جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام مراتب فقر کے ابتدائی مراتب کی بھی برابری نہیں کر سکتے۔ فقیر مرشد سے طالب پہلے ہی روز فقیر کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ فقر کا نہ کوئی مرتبہ ہوتا ہے۔ نہ منزل۔ نہ مقام۔ بلکہ مقام فنا و بقا ہمیشہ اس کے زیر نظر رہتا ہے :- وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ۔ جب فقر درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو ذات سے ذات مل جاتی ہے۔ اے احمق خام! یہ تمام مراتب فقیر کے ہیں +

فقر اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو اللہ ذات سے باقی ہو۔ کیونکہ وہ اس کی ذات میں اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے۔ اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے ماسوی اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ اور اس کے لئے زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب صاحب نظر فقیر کے ہیں۔ ہر ملک کے ظل اللہ بادشاہ پر فقیر غالب حاکم ہوتا ہے۔ جو صرف ایک نگاہ سے تمام زمین کو سونا چاندی بنا دیتا ہے +

اے احمق ڈھور ڈنگر! فقیر اللہ تعالیٰ سے نگاہ نہیں اٹھاتا۔ احمق گو کہ لوگ دنیا

کی طلب میں بے عزت و رسوا ہوتے ہیں۔ اور پھر طلب معرفت اور دیدار کا دعوے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس کے قیدی، مردہ دل، شرمسار ہوتے ہیں۔ اور روح اُن سے بیزار ہوتی ہے۔ جو باطن باطل سے خالی ہے۔ حق کی جانب سے وہ حق پر ہے۔ ظاہر میں اُس کے تصرف میں قوتِ توفیق ہوتی ہے۔ فقر سلوک سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ سلطان الفقر صاحب سلطنت بادشاہ ہے جس کی نگاہ میں ہر سلوک اور ہر مقام ہے۔ اسے ہر طالب کی بابت معلوم ہوتا ہے۔ کہ آیا یہ محمود ہے یا مقصود ہے یا مردُود ہے۔ یا مرتد یا لایرتد ٭

جس طرح ظاہری علوم بکثرت ہیں۔ اسی طرح سلک سلوک باطنی بھی بے شمار ہے اگر میں انہیں لکھوں۔ تو کئی بڑی بڑی ضخیم جلدیں درکار ہوں۔ صرف تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔ سلک دو قسم کی ہے۔ سلک کامل اور سلک ناقص۔ سلک کامل میں قبض بسط سُکر، صحو، ذکر، فکر، مراقبہ۔ اور مکاشفہ عین بعین ہوتا ہے۔ سکر وہی ہے۔ جس کی ابتداء اور انتہا دونوں میں قرب الٰہی کے مشاہدے کا حضور حاصل ہو۔ اس سلوک کی بنیاد معرفت وصال ہے۔ اگر سالک ان صفات سے متصف نہ ہو۔ تو وہ ناقص ہے۔ وہ بیفائدہ سالہا سال محنت و کوشش کرتا ہے۔ اور پرلے درجے کا احمق ہے۔ اگر کوئی شخص ظاہر میں بڑی ریاضت اور محنت کرتا ہو۔ اور بادشاہ اور امراء کو مسخر کرنے کے لئے سخت محنت کرتا ہو۔ اسے سمجھ لو۔ کہ عوام میں سے ہے۔ اور گمراہی کے جنگل میں پڑا ہُوا ہے۔ اور لاہُوت کے خاصوں سے بے نصیب ہے۔ ~

ہر کرا خواہد دہد قرب و لقا　　　ہر کرا داند کند دوری جفا

اہل لقا اور اہل جفا کی ہمنشینی کبھی راست نہیں آتی۔ ~

چند گویم ناقص شرمندہ را　　　از ہوا باز آ و آ جانب خدا

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے۔ اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ میں معرفت صدق میں صادق ہوں۔ اور فنا و لقاء میں مجھے لقا حاصل ہے۔ تو اس امر کے لئے دو لام گواہ ہیں۔ ایک لاالہ کا لام۔ یعنی وہ شخص موتوا قبل ان تموتوا کے مقام میں ہونا چاہئے۔ یعنی اُس کی دُنیاوی اور نفسانی خواہشات بالکل زائل ہونی چاہئیں دوسرے لام لاہُوت۔ جو لامکان سے مشرف کرتا ہے۔ دوست کا اس

طرح پردیدار دیکھنا حسب ذیل آیت کے مطابق جائز ہے ؎

قولہ تعالےٰ "مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِہٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی" جو شخص اس دُنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا ؎

گر بگویم کور چشمے را بہ بین | کے بہ بیند کور چشمے بے یقین

نابینا اور بینا کی ہمنشینی راست نہیں آتی ملے اندھے! اس اندھے پن اور تاریکی کے لئے جو تیری آنکھ پر شیطانی پردے اور تیرے دل پر نفسانی پردے کے پڑنے سے پیدا ہوئی ہے۔ ایسی بینائی کی طلب کر جس سے معرفت الٰہی کا یقینی نور تجھے حاصل ہو۔ جب وہ تمام پردے تیری آنکھوں اور دل پر سے اٹھ جائینگے۔ تو تو عین بعین بینا ہو جائیگا ؎

نکتہ از عین غضبی دور کن | تا بیابی عین را از عین کن

کن ز کن حاصل شود کنش ز کن | غافلا ز ایں بود ایں یک سخن

جو شخص لفظ کن کا صاحب ہے۔ سلک و سلوک کی ابتدا اور انتہا اس کی زبان پر ایک نقطہ ہے ؎

پس صاحب کن اور صاحب سخن کو سلک و سلوک کی حاجت ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک ہی بات سے معرفت پروردگار کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کن کے ذریعے وہ عہد الست سے اللہ سے پیوست ہو جاتا ہے ؎

پس صاحب سلک سلوک سخن کن سے بے خبر و محروم ہے۔ گو وہ لوگوں کی نگاہوں میں مخدوم و بزرگ ہی کیوں نہ ہو ؎

ہر کہ شد مخدوم از خدمت فقر | نظر فقرش بہ بود از سیم و زر

خرس را آدم کند با یک نظر | لیس بود تعلیم علم از سر بسر

گردن بزن ایں ناقصاں طالب طلب | طلب کن اے طالباں کامل برب

اہل معرفت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی مجلس کی طرح قم باذن اللہ کہکر ولی اللہ اہل قبور سے ایک دوسرے کے ساتھ روحانی قوت کے سبب ہمکلام ہوتے ہیں۔ یہ توفیق اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین" گھڑی بھر کی سوچ بچار دونوں

جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ سوچ بچار سیر طبقات سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتی۔ یہ فناء فی اللہ ہو کر مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے ۔

قولہٗ تعالیٰ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۔ اے محمد! اپنے پروردگار کی طرف رغبت کر، جو فقیر اسم اللہ ذات کی توفیق سے اپنے نفس پر حکمران، فنا فی اللہ، روشن ضمیر عارف باللہ، صاحب کیمیائے نظر، باطن صفا، ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کی مجلس اقدس میں حاضر، عالم باتاثیر علم ظاہری و باطنی میں ماہر ہو۔ اور جسے اسم اللہ ذات اور جسے اسم اللہ ذات کے حاضرات سے تصرف، توجہ، تفکر، کی تحقیق حاصل ہو۔ وہ دونوں جہان کو اس طرح سمجھتا ہے۔ جیسے مٹھی میں دانہ سفید۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور زمین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی توفیق اور اسم اللہ ذات کے تصرف کا منکر ہے۔ وہ در اصل جھوٹا اور بے دین ہے۔ پس معلوم ہوا، کہ عارف باللہ کو لاہوت ولامکان سے قوت حاصل ہوتی ہے قرب لقاء اللہ سے نصیب ہوتا ہے۔ اور وہ خود صاحب نظارہ ہوتا ہے اسے نفلی نمازوں اور استخارہ کی کیا ضرورت ہے۔ جو عارف ولی اللہ، عالم باللہ، معرفت توحید و وصال میں مستغرق ہے۔ اسے رمل و فال کی کیا ضرورت ہے۔ جو علوم لوح محفوظ پر لکھے ہیں۔ وہ سب کے سب عارف باللہ پر منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا۔ اور جو نہیں کہتا وہ جانتا ہے۔ فقرہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کے ملک کا مالک اور صلح کل ہوتا ہے۔ یعنی سب کی چابی اس کے ہاتھ ہوتی ہے۔ تمام عالم پاکی کا بند وبست ازل پاکیزگی کے تصرف، عقبیٰ کا عقبیٰ۔ پاکیزگی کے تصرف۔ اور دین کے تصرف سے ابد کی پاکیزگی کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مراتب صلح کل فقیر کے ہیں ۔

ہر تصرف در علم آوردہ ایم ہر تصرف ترک کردہ پردہ ایم

فقر کی یہ راہ گفتگو کے متعلق نہیں۔ بلکہ اپنے مشاہدہ اور احوال کی دید پر منحصر ہے۔ جو فقیر فقر فی اللہ میں کامل ہے۔ اس کے لئے ذکر فکر مراقبہ اور مقام حرام ہے۔ قطعہ

مردہ دل عالم بود بے معرفت زندہ دل عالم بود عیسیٰ صفت

مُردہ دل زندہ کند بایک نظر موسیٰ را تعلیم شد علم از خضر

پس معلوم ہُوا کہ کل اپنے جزو کا لا محتاج ہے۔ اور جزو اپنے کُل کا محتاج ہے۔ سو فقر کُل ہے اور باقی تمام اہل طبقات مثلاً غوث۔ قطب وغیرہ کے مراتب بمنزلہ جزو ہیں فقر محی الدین کل الکلید۔ عارف توحید۔ قادری۔ تکلیف۔ اور تقلید سے فارغ ہے قادری اسے کہتے ہیں جو تمام مقامات صرف نظر ہی سے طے کر ڈالے اور جس کا طالب صرف ایک ہی نگاہ سے انتہا پر جا پہنچے۔ قادری کو یہ توفیق حاصل ہوتی ہے۔ کہ باطن میں قرب الٰہی سے آواز سُنتے۔ جو قادری کے سامنے دم مارتا ہے۔ وہ بے دین ہے۔ قادری کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں۔ یا ناقص ہے۔ یا نارسیدہ اور یا معرفت ربانی سے اندھا ہے۔ قادری متحمل اسم ربانی کا عامل۔ زندہ قلب۔ فانی النفس۔ صاحبِ اختیار لازوال ہوتا ہے۔ خواہ کہے یا نہ کہے ؎

یا ہو شخص را سعدہ گہ داند نظر نظر ناظر را بود روح الامر

یہ مراتب فقیر کو پہلے دن ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں +

اے عارف و عالم باللہ! اے عاقل اہل حضور ولی اللہ! اے صاحبِ شعور ظل اللہ! تمہیں واضح رہے۔ کہ علم توریت۔ علم انجیل۔ علم زبور۔ علم قرآن۔ اسم اعظم علم کیمیا اور جو کچھ چاروں کتابوں میں ہے۔ اور علم احادیث نبوی قدسی۔ علم صحیفہ و خواب و الہام جملہ پیغمبران اور علم ظاہر و باطن اور حکمت حکیم اللہ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین تک اور تمام مخلوقات کن فیکون اور اٹھارہ ہزار عوام۔ لوح محفوظ۔ عرشِ اکبر۔ کرسی۔ علم ازل و ابد۔ علم دنیا و عقبیٰ۔ علم دید از مشرف رب العالمین وغیرہ وغیرہ سب کچھ اسم اللہ کی شرح ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے طے کرنے میں ہے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اسم اللہ ذات کے طے کرنے سے باہر نہیں +

واضح رہے۔ کہ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزما لے۔ کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کریگا۔ تو آخر کار وہ مجنون و پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر بن جائیگا۔

اور اس کا دل سلب کر لیا جائیگا۔ جیسا کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
"مَن تزهد بغير علم جُنَّ فِي آخرِ عمرهٖ او مات كافراً" یعنی جس نے بغیر علم زہد
کیا۔ وہ آخری عمر میں یا دیوانہ ہوا یا کافر مرا۔

علم دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ظاہری عالم زبانی علوم کے عالم ہوتے
ہیں۔ اور انہیں وجود کا علم ہوتا ہے لیکن باطنی قلب کے عالم ہوتے ہیں جس شخص کو علم باطنی اور
معرفت و توحید الٰہی پورے پورے حاصل ہیں۔ اسے ظاہری علوم کی کیا ضرورت ہے مطلب
یہ کہ ظاہر علمِ دلالت اور رستے کا گواہ اور راستے کا نگہبان ہے رفیق طریق اور رفیق
با توفیق علم باطنی ہے۔ جس طرح علم ظاہر ہے۔ اسی طرح علم باطن ہے علم ظاہر بمنزلہ نمک ہے
اور علم باطن بمنزلہ طعام۔ جس طرح طعام میں نمک جذب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم باطن میں
علم ظاہری گم ہو جاتا ہے علم ظاہری چراغ کی طرح ہے اور علم باطن آفتاب کی طرح۔ علم
علم ظاہری دودھ ہے۔ تو علم باطنی مکھن و گھی۔ علم ظاہری بدن ہے۔ تو علم باطنی روح ہے۔ علم
ظاہری ذراعت ہے تو علم باطن غلہ ہے علم ظاہری تیس سالہ محنت و مشقت بعد کہیں
نصیب ہوتا ہے۔ لیکن علم باطنی اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ایک لحظہ میں حاصل ہو
سکتا ہے۔ بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔

اسم ذات کے حاضرات سے علم لازوال حاصل ہوتا ہے باطنی عالم ظاہری عالم پر اس طرح
غالب ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ چاہے۔ تو اس کے سینے سے سارا علم سلب کر لے یہاں تک
کہ ظاہری عالم حروف تہجی بھی یاد نہ رہیں۔

ظاہری علم چودہ ہیں۔ اور باطنی ستر کروڑ تین لاکھ پچاس ہزار پانسو اکتیس ہیں چنانچہ
ذکر و فکر کے ہزاروں ہی علم ہیں۔ اور عالم ملک کے بھی ہزار ہا علم ہیں۔ باطنی علوم کے لکھنے
کے لئے کئی دفتر ہی چاہئیں۔ کیونکہ یہ علوم بے شمار ہیں۔ مرشد کامل پہلے ہی سبق میں یہ سارے
علوم سکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب تمام کلی و جزوی علوم میں روشن ضمیر صاحب بیان اور مکان
لاہوت کا عارف بنجاتا ہے۔ یہ عالم فقیر نفس پر حکمران کا پہلا سبق ہوتا ہے۔ ایسا شخص
دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پہ دیکھ سکتا ہے اور خود صاحب نظر ہوتا ہے۔ اور
اسے توحید و معرفت کی پوری تحصیل اور تفسیر باتاثیر حاصل ہوتی ہے۔

طالب اللہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مردوا دوسرا مردغازی۔ مردوا وہ جو

دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان سے لڑائی کرتا ہے۔ اور غازی مرد وہ جو اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے اغیار کے سر تن سے جدا کر دے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جائے یعنی مطلب یہ کہ استقامت عبادت سے بڑھ کر ہے اس استقامت والے کو عالم باللہ اور عارف ولی اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ علم کی اصل وصل الٰہی ہے۔ جو علم بقا ہے۔ اور بقا کی اصل لقا ہے۔ جو عالم معرفت الٰہی۔ لقا، بقا اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت طلب نہیں کرتا وہ عالم کس طرح کہلا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ طالب دنیا بے حیا۔ مردار خوار اور چوپایوں سے بدتر ہوتا ہے۔ جو عارف فقط نظر ہی سے علم کو روان کر سکتا ہے اور توجہ سے طالبوں کو حضور میں پہنچا سکتا ہے۔ ایسے ظاہری علم پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ؎

علم بہر معرفت وحدت لقا ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیا

قولہ تعالیٰ "ولا تشتروا بایاتی ثمنًا قلیلًا" ۔ "میری آیتوں کی قیمت کم نہ لو۔ علم نصیحت اور الٰہی رازوں کی معرفت کے لئے ہوتا ہے ؎

ہر کہ خواند الف عالم شد تمام قید او عالم شود ہم خاص و عام

قولہ تعالیٰ "ونفخت فیہ من روحی" ۔ "اور اس میں میں نے اپنی روح پھونکی۔ جب روح اعظم حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آئی۔ تو کہا اے اللہ! اگر قیامت تک بھی یہیں رہوں۔ تو میں اسم اللہ کی انتہائی کنہ معلوم نہیں کر سکونگی +

پس اہل دعوت عالم وہ ہے جو اسم اللہ ذات کے قرب سے باترتیب کنہ مقام کن فیکون سے پڑھے۔ اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ ہو تمام انبیاء اصفیاء نبی۔ مرسل۔ غوث قطب اور اولیاء اللہ کو وسیلہ اور رفیق باتوفیق بنائے۔ اسم اللہ ذات کی کنہ کے تصرف۔ توجہ۔ نظر۔ تفکر۔ مشاہدہ۔ تجلیہ نور۔ غرق حضور۔ فنا و بقا۔ جمیعت جمال۔ معرفت وصال۔ محبت طالب و توفیق احوال۔ شوق شفقت۔ قلب سلیم اور روح رحمت سے مقام کن فیکون میں جب سات مرتبہ وجود یہ مشق کی جائے۔ تو حکیم اللہ کی ساتوں حکمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور قلب۔ قالب اور سارا وجود اس طرح بہشت اور پاک ہو جاتا ہے۔ کہ ساری عمر بلکہ قیامت تک چلہ خلوت مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی ؎

ہر علم را در علم اللہ بخواں　　اسم اللہ با تو ماند جاوداں
آنچہ خوانی غیر اللہ لاسوی　　آں علم بر باد شد کبر و ہوا

پس معلوم ہوا۔ کہ جب مرشد تلقین دوست بیعت کرے اور ذکر فکر اور علم کی تعلیم کرے اس وقت صاحب ذکر کے دل میں جس قسم کے خطرات وسوسے اور توہمات ہونگے عاقبت میں بھی وہی اسے نصیب ہونگے +

چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "انما الاعمال بالنیات" اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ نیز فرمایا "النہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ" شروع کی طرف لوٹنے کو نہایت کہتے ہیں، جو مرتبہ نہایت کی طلب کرتا ہے وہ صاحب ہدایت ہے جو شخص ہدایت و نہایت کا مرتبہ طے کر لیتا ہے۔ اسے جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ اشتغال اللہ سے ہاتھ آتا ہے +

پس معلوم ہوا۔ کہ جو عالم علم کی پوری پوری تحصیل کرے! اور جو ذاکر ذکر الٰہی کرتے کرتے کیڑا ہو جائے۔ تو ایسے عالم کو علم اور ایسے ذاکر کو ذکر باطن میں مجلس نبوی میں لے جاتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ اے عالم! جو کچھ علم تو چاہتا ہے مانگ۔ تا کہ تجھے عطا کیا جائے۔ اگر اس وقت عالم علم معرفت الٰہی کی طلب کرے تو غلطی نہیں کرتا۔ وہ عالم باللہ اور عارف ولی اللہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح ذاکر کو بھی فرماتے ہیں۔ اگر اس وقت عالم دنیاوی عز و جاہ کی طلب کرے تو دنیاوی عز و جاہ یا قرب بادشاہ طل اللہ میں نفس کا قیدی بن خراب ہوتا ہے +

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "طالب الخیر طالب اللہ و ذکر الخیر ذکر اللہ"، طالب للہ اچھا طالب ہے۔ اور ذکر الٰہی اچھا ذکر ہے +

طالب اسم اللہ ذات کے تصور کی طلب کرتا ہے جس سے تمام مطالب حل ہو سکتے ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "الدنیا قوس و حوادثھا سھام ففروا الی اللہ حتی نجات الناس"۔ دنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر ہیں۔ پس تم اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگو۔ یہانتک کہ تم نجات پا جاؤ۔ اشتغال اللہ یکدم اور اثبات قدم احوال یک دم کسے کہتے ہیں اور اثبات قدم کیا ہے۔ اور اشتغال اللہ کی راہ کیا ہے۔ اور احوال کا کون گواہ ہے +

سو واضح رہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کن فیکون کی ندا دی۔ تو قدرت الٰہی سے تمام مخلوقات ظاہر ہو گئی۔ اور نور محمدی مشہور ہو گیا۔ پھر قادر کل شیئ قدیر کی قدرت سے الست بربکم کی آواز ہر ایک روح کے گوش زد ہوئی۔ تو انہوں نے قالو بلیٰ کہا۔ بعض روحیں اس کہنے سے حال کی مستی میں آ گئیں۔ چنانچہ اسی دیدار کی حضوری میں مستغرق رہ کر ہی ماں کے پیٹ میں آ گئیں۔ اور اسی شغل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکلیں۔ اور مادر زاد ولی اللہ مرتے دم تک اسی شغل میں رہے +

چنانچہ جان کنی۔ قبر۔ اسرافیل کے کرنا پھونکنے سے اور قیامت کے قائم ہونے تک وہ اسی شغل میں رہتی ہیں۔ پھر میدان قیامت میں آنے پر بھی اشتغال اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ پلصراط سے گذرنے بہشت میں آنے۔ حور و قصور کے دیکھتے وقت بھی وہی شغل رہتا ہے۔ اور جناب سرور کائنات صلعم سے شراب طہور کا ساغر لیکر پیتے وقت اور پھر پانسو سال رکوع میں اور پھر پانسو سال سجود میں پڑے رہنے اور پھر اس رکوع و سجود سے نکلنے وقت اور دیدار معبود سے مشرف ہوتے وقت بھی اسی شغل میں رہتا ہے۔ یہ لازوال معرفت کے مراتب ہیں۔ ان سے قرب حضوری وصال اور ابتدا سے انتہا تک تمام کل و جزوی حالات معلوم ہو سکتے ہیں +

پس کامل مرشد وہ ہے۔ جو جامع نور تک پہنچانے والا۔ حضوری سے مشرف کرنے والا۔ باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔ پیر و مرشد کے لئے لازم اور فرض عین ہے کہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات طالب اللہ کو کنکی کے ذریعہ ابتدا سے انتہا تک کا تماشا دکھا دے۔ اور دیدار سے مشرف کر دے اور ہر گھڑی بلا ریاضت و طاعت حضوری میں پہنچا کر منصب پر لائے۔ اور شغل الٰہی میں مشغول کر دے +

جس مرشد کو مذکورہ بالا مراتب اور قرب حضوری اور معرفت وصال حاصل ہے وہ کامل ہے ورنہ مرشد خام ہے۔ اس سے تلقین حاصل کرنا مطلق حرام ہے۔ اگر باطن میں اشتغال الٰہی۔ معرفت الٰہی اور قرب و وصال الٰہی کی نعمتوں کی لذتیں نہ ہوتیں تو سب کے سب سالک گمراہ ہوتے۔ جو شخص اس راہ راست سے واقف ہے اسی حضوری و قرب الٰہی با توفیق حاصل ہے۔ اور اسکے رفیق با توفیق ہے جو شخص اس میں

شک کرے۔ وہ بے دین ہے۔ باطنی راہ آج تک شرک۔ کفر نفس امارہ دنیا اور شیطان سے فارغ ہے۔ جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا۔ یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں۔ جن کا باطن صفا ہے۔ "موتوا قبل ان تموتوا" اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے اللہ بس باقی ہوس ۔

کل وجز در یک حرف عارف شناس شاہی شناسند عارف ان اہر لباس

جسم را در اسم پنہاں مے نمود معرفت معراج وحدت میبر بود

یہ مراتب فناہ فی اللہ اشخاص کے ہیں

چناں کن جسم را در اسم پنہاں کہ ہبگر دد الف در اسم پنہاں

اس بوجھ کا اٹھانا مردوں کا کام ہے اہل لاہوت ولامکان کامل انسان۔ شرف البشر مثلاً انبیاء اور اولیاء ہی اسم عظمت اور بار عظیم کو اٹھا سکتے ہیں ؛

قولہ تعالےٰ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولاً "ہم نے امانت جب زمینوں آسمانوں اور پہاڑوں کے پیش کی۔ تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔ لیکن ظالم اور جاہل انسان نے اسے اٹھا لیا ؛

معرفت میں تین باتیں ہیں۔ اول مصیبت کے وقت صبر۔ دوم عطا کے وقت شکر اور سوم قضا پر راضی رہنا۔ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے۔ اور اس میں یہ باتیں نہ پائی جائیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ وہ سچا نہیں ہے ؛

مصنف رحہ فرماتے ہیں۔ کہ معرفت سے صفا آئینے کی طرح تمام مراتب نظر آتے ہیں اور صاحب معرفت کو ہر مقام اور ہر مرتبہ کی نہ صرف واقفیت ہوتی ہے بلکہ انہیں دیکھتا بھی ہے لیکن معرفت کی اصل نور ہے۔ جس سے عارف کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے یہ دائمی حضوری بعض کو وہم سے جو حد انبیت سے حاصل ہوتی ہے بعض کو خیال سے جو قرب وحضوری وصال اللہ سے ہو۔ بعض کو توجہ سے جو توحید تحقیق کی توفیق سے ہو۔ بعض کو فکر سے جو فنائے نفس اور روح کی فرحت ہے۔ بعض کو تصور سے جو ترک و توکل سے کہ نیک بخت کیلئے ہر روز سعادت کا دن ہے اور بد بخت کیلئے ہر روز بد بختی کا

دن ہے۔ اور اہل کافر کے لئے ہر روز ابتری کا دن ہے بعض کو تصرف سے کہ عارف کی نگاہ دونوں جہان پر ہوتی ہے۔ بعض کو حال سے بعض کو قال سے کہ انہیں ہر مرتبہ اور ہر ولایت کی واقفیت ہوتی ہے۔ یہ مراتب عارف باللہ۔ عالم۔ عارف اور عالم باللہ اور ولی اللہ کے ہیں ؎

انتظار شہر توفیق بر دن کاہلیت	خویش را افتان و خیزان بر سر منزل بیار
پست شمع رمے آید کار بیش او	ہر چہ داری پیشتر از مرگ کس بر خود نثار
ہر چہ بر خود مے پسندی بر کساں آنرا پسند	آنچہ بر خود چشم داری و آں زمردم چشم دار
خانہ در بستہ فانوس حضور حاضر است	ہم زبان را لبستہ ہم چشم را پوشیدہ دار
ہر کہ ایں دست رو ببینہ بر سائل نہاد	حاجت جنت گذارد چو پیش شد بیلد

امام خام کو وساوس شیطانی لاحق ہوتے ہیں۔ اور اسے جس چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے وہ بھی خام خیال ہوتا ہے۔ ناقص کا ذکر فکر اور مراقبہ بھی بے تحقیق ہوتا ہے جسے با تحقیق حاصل اسے مراقبہ یا توفیق حاصل ہوتا ہے ✣

غرق ایک قسم کا غیب ہے۔ غیب کو ہم کس طرح تحقیق کر سکتے ہیں۔ مراقبہ حضوری با توفیق ہے۔ توفیق کیا ہے؟ ایک نور ہے۔ جسے توفیق حاصل ہے۔ وہ نور توحید میں غرق ہے۔ اور غیب اللہ تعالے سے سوال کا جواب لے سکتا ہے ✣

پس معلوم ہوا کہ خاص غرق باطن میں صاحب حضوری ہے۔ اور صاحب باطن اس وقت باشعور ہوتا ہے۔ یہ تمام جمعیت مستغرق ہونے میں ہے اصلی راہ مستغرق ہونا ہے۔ سو ولی اللہ جو اکہتے ہیں جو باطن میں مستغرق یاد الٰہی نہ ہو۔ وہ باطل ہے۔ کیونکہ جو خاص ہیں۔ انہیں رب جلیل کا قرب حاصل ہوتا ہے ✣

واضح رہے۔ کہ اس راہ سے دل روشن ضمیر اور خود حی قیوم میں مستغرق ہو جاتا ہے جو اس مطالعہ میں مستغرق ہے۔ وہ حی قیوم کو جانتا ہے۔ اسے مطالعہ لوح محفوظ کی حاجت نہیں۔ محب محرم راز طالب کو خدا رسیدہ بناتا ہے۔ اور کاذب طالب نفسانی خواہشات کی طلب کرتا ہے۔ یہ تمام برکت و عظمت اسم اللہ کی ہے۔ قاضی الحق اس امر کیلئے ذاکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک ذکر دوام۔ دوم مشاہدہ حضوری مدام ✣

قاضی الحق فکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فنائے نفس دوم وجود میں حرص و ہوا

کا نہ ہونا۔ قاضی الحق مراقبہ سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک معرفت دوسرے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس۔ قاضی الحق اہل محبت سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مشاہدہ دوسرے مشاہدہ میں مجاہدہ قاضی الحق طلب سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک طلب دیدار۔ دوسرے بیزار از مردار +

قاضی الحق مرشد سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک نگاہ سے ولی آنکھیں کھولدے دوسرے طالب کو نور الہٰی میں مستغرق کردے +

قاضی الحق صاحب مذکور سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مجلس حضور دوسرے قرب الہٰی سے الہام نور +

قاضی الحق فقر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فیض دوسرے فضل مثل باراں رحمت +

قاضی الحق درویش سے دو گواہ طلب کرتا ہے ایک دائمی درد دوسرے علم لوحِ محفوظ کا شب و روز مطالعہ +

قاضی الحق عالم سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم نے فرمایا ہے۔ دوسرے معرفت الہٰی کی طلب نیک اعمال کا کرنا +

قاضی الحق قاضی سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ اول اللہ تعالےٰ کو قدرت قدیم سے حاضر سمجھے۔ دوسرے مفلس اور یتیم سے رشوت نہ لے۔ اہل حق کو حق دلائے۔ جھوٹے کو جھوٹا قرار دے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر سخت تعجب ہے جو اپنے نفس کے قاضی بن کر دن رات اس محاسبہ نہیں لیتے۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ تو ڈھور ڈنگروں سے بھی بدتر ہیں +

عزیز من! جو شخص ازل پر قدم اور سابگاہ پر نظر رکھتا ہے۔ وہ دن رات کو ایک ہی سمجھ کر ہر وقت یاد الہٰی میں مشغول رہتا ہے۔ اور دنیا کو ایک سرائے خیال کرتا ہے۔ دنیا کافروں کے لئے جمعیت اور جنت ہے۔ یہ آرائش کا مقام نہیں بلکہ امتحان اور آزمائش کا مقام ہے کیا تجھے دنیا پسند ہے یا خدا۔ اور کیا تجھے دنیا پسند ہے یا مصطفےٰ! اس دنیا کو فرعون نے پسند کیا تھا۔ یہ محض فتنہ و فریب نفس اور متاع شیطان ہے۔ اس کا طالب ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ جو شخص دنیاوی مال جمع کرکے شیطان کے

نہ کہ غم اور خوف ہیں مبتلا کرنے والا پس معلوم ہوا۔ کہ دونوں علم کی قید میں ہیں اور علم کلمہ طیب۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے جو شخص دلی تصدیق سے پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی کنہ جانتا ہے۔ اس سے کوئی علم بھی مخفی نہیں رہتا ظاہری علم راستے کیلئے ضروری ہے۔ اور باطنی علم سے معرفت و تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے معرفت توجہ باطنی ہی سے حاصل ہوتے ہیں علم باطنی کا عالم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو بے سر۔ بے زبان بے آنکھ۔ بے کان۔ بے ہاتھ۔ بے پاؤں۔ اور بے دل ہو۔ کیونکہ اولی شاگرد باطنی استاد سے فیض فضلی کے سبب توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ بغیر زبان کے کرتا ہے بغیر کانوں کے سنتا ہے۔ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے بغیر پاؤں کے چلتا ہے۔ اور بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے۔ اس قسم کا عارف زندہ قلب اور دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے یہ کبھی نہیں مرتا۔ اس قسم کے عارفوں کا جسم سراسر نور ہوتا ہے۔ اور معرفت کا مطالعہ کرتا ہے۔ روشن ضمیر فنا فی اللہ اور صاحب حضوری ہوتا ہے۔ حضور میں باشعور اور وجود مغفور ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی شفقت سے مسرور معشوق کہلاتا ہے۔ یہ مراتب عالم فی اللہ کے ہیں۔ جو شخص علم توحید و معرفت کا سبق پڑھتا ہے اسے ظاہری علوم کی ضرورت نہیں رہتی چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلعم فرماتے ہیں "من عرف ربہ فقد کل لسانہ۔ من سکت سلم ومن سلم نجی۔" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا وہ بچ رہا، یہ مراتب علم باللہ باطن صفا کے ہیں +

راہزن باطن نفس و شیطان خناس و خرطوم۔ وسوسہ و خطرات۔ روح منافق۔ قلب مریض۔ دنیا پریشان۔ جاہل احمق۔ باطن باتوفیق۔ باطن زندیق ظاہر بے ریا۔ اور ظاہر باخبر کی شرح +

واضح رہے۔ کہ جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی جانتا ہے۔ وہ جہان سے خالی ہاتھ جاتا ہے۔ جو فقر کو بے برکت جانتا ہے۔ وہ خود بے برکت رہتا ہے جو فقیر کو بے حکمت جانتا ہے۔ وہ خود بے حکمت ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور والے عارف فقر کو جاہل جانتا ہے۔ خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی۔ تو بھی وہ جاہل ہے۔ ایسا عالم بلاشک و شبہ دنیا میں فاقہ کشی کرتا ہے۔ اور ہلاک و تباہ ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کل اناء یترشح بما فیہ" ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ فقر مثل چہرہ دیکھنے والے آئینہ کے ہے جس طرح آئینے میں سے ہر رنگ خواہ سیاہ خواہ سرخ دکھائی دیتا ہے اسی طرح فقر سے انسان اپنی اصلی حالت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ جو فقیر کامل اور ناموز عالم بے ریا ہو اس کا ادب ملحوظ رکھو۔ خواہ ان کی تصویر دیوار پر ہی کیوں نہ بنی ہو۔ اگر تو عقلمند ہے۔ تو تجھے ایک ہی بات کافی ہے۔ اور اگر احمق ہے۔ تو نفس کی قید میں رہ۔ اہل نفس مکھی کی طرح ہیں۔ خواہ وہ اڑیں بھی تو بھی شہباز کو نہیں پہنچ سکتے ✦

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الفقر لا یحتاج الا الی اللہ"، فقر صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے، لا یحتاج فقیر علم دعوت تکسیر میں صاحب تصور کامل ہوتا ہے۔ کامل کی نگاہ کے تصرف میں اکسیر و پارس ہوتے ہیں ✦

ہم کاملم ہم عالمم ہم حق نما احتیاج کس ندارم جز خدا

جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ حرص و ہوا کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہے ✦

واضح رہے۔ کہ عارف فقیر صراف کی طرح ہیں۔ وہ باطنی صفائی کی وجہ سے نیک و بد کو صرف نظر ہی سے پرکھ لیتے ہیں۔ جس طرح کہ صراف نگاہ سے سونے چاندی کو پرکھ لیتے ہیں ✦

واضح رہے۔ کہ عارف خدا سے واردات غیبی اور فتوحات لاریبی کا علم حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے محمدی معجزات وقوع میں آئے۔ آنحضرت کی ہجرت کے بعد تصرف فضل باقی رہا۔ سو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور رفاقت سے علم غیبی کا الہام پورے طور پر ہوتا ہے۔ اس علم (علم محمدی)، کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ اس پر نکتہ چینی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تحقیق کے طریق سے ہے جو شک کرتا ہے۔ وہ بے دین ہو جاتا ہے۔ جو شخص عین العیان کے مرتبے پر پہنچا ہوا ہے وہ روشن ضمیر ہے۔ اس پر ساری باتیں منکشف ہیں بے ایمان۔ جھوٹے اور مشرک اور باایمان اور صادق کی پہچان۔ روز جمعہ کی نیک ساعت کا معلوم کرنا ننانوے اسماء الٰہی میں سے اسم اعظم کا معلوم کرنا۔ لوگوں میں سے اولیاء اللہ کو پہچاننا۔ اور ماہ رمضان میں شب برات کا معلوم کرنا

سب کچھ ایک گھڑی میں بغیر ریاضت و محنت حاضرات اسم اللہ ذات سے با توفیق حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی کے سبب روحانیات کی ملاقات کامل عارف باللہ مرشد سے حاصل ہوسکتی ہے ✣

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء۔" جو اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی، پس ایمان خوف و رجا کے مابین ہے ✣

اب یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ خوف کیا ہے۔ اور امید کیا؟ خوف تو یہ ہے کہ قیامت کو عین نگاہ سے دیکھ لے۔ اور ہوائے نفسانی کو چھوڑ دے۔ قولہ تعالیٰ "و نھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ"۔ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے ✣

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جنت میں وہ شخص جائیگا جو با ایمان ہوگا۔ رجا یہ ہے کہ انسان مکان ازل میں اہل ایمان کی صف میں ہو کہ الست بربکم کی آواز سن کر قالو بلی کہتے اور حقیقی مسلمان ہو جائے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اور معرفت اور توحید کا علم منکشف ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ یہ مراتب رجا اولیاء اللہ کو حاصل ہیں ✣

قولہ تعالیٰ "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔" بیشک اللہ تعالےٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا کھٹکا ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے ✣

پس ایمان کی کسوٹی اسم اللہ ذات۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ہیں۔ ان سے ایماندار اور بے ایمان کی تمیز ہوتی ہے۔ ایمان کی کسوٹی یہ ہے۔ کہ جب مرشد طالب اللہ کے وجود پر اسم اللہ ذات یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے باری تعالیٰ یا آیات قرآنی یا کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے توجہ کرتا ہے۔ تو اگر طالب با ایمان ہے۔ تو اس کے وجود میں اثر ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر صاحب ایمان ہے تو ان کا اثر ان کے وجود پر ہوگا۔ اور اسے عظمت عظیم فیض فضل قلب سلیم صراط مستقیم اور عطا عنایت ہونگے۔ اور وہ مرتے دم تک اللہ تعالےٰ سے روگردان نہ ہوگا بلکہ ثابت قدم عیسیٰ صفت۔ اور زندہ دم اور اور خلق محمدی سے آراستہ اور با ایمان رہیگا لیکن اگر وہ بے ایمان ہے تو اسکے وجود میں شرع محمدی اور اسم اللہ ذات کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ نہ

اسے قرآنی آیات فائدہ دینگی۔ نہ اسماء الہٰی کچھ تاثیر کرینگے۔ نہ اسم اعظم رواں ہوگا۔ بلکہ دعوت سے رجعت کھا کر کلام الہٰی پہ بے اعتقاد ہوئیگا۔ اور بے یقین۔ تابع حرص و ہوا۔ مشرک۔ بیدین۔ مصاحب شیطان اور دنیاوی طلب میں ہمیشہ سرگرداں رہیگا۔ اور سدا انانیت اور چون و چرا میں رہیگا۔

ہر گرا ایمان بود حاضر مدام در طلب مولیٰ بود ایمان تمام

ایمان با اعتقاد ہے۔ اور اعتبار با دیدار ہے۔ اور دیدار قلب بیدار سے ہے۔ ان مراتب کی اس شخص کو کیا خبر جو نیلی کا بیل ہے۔ حُب دو ہیں۔ ایک ایمان کی دوسری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ باقی تمام اقسام حب انہیں دو میں ہیں

ہر کہ این راہے نداند سر ہوا اہل ایمان دائمی شد باخدا

باخدا افتادہ ہیں۔ جو کہ باادب اور باحیا مومن ہوں۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الحیاء من الایمان۔" حیا ایمان کی وجہ سے ہوا کرتی ہے یا یہ کہ حیا ایمان کی علامت ہے۔ اس کو جمعیت کل کہتے ہیں۔ بے حیا ہمیشہ دنیا کی طلب میں پریشان رہتا ہے۔ اس کو جہل جمع جہولت، کہتے ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالےٰ بے پرواہ۔ اسلام حق ہے۔ اور کفر باطل۔ باطل طالب وہ ہیں۔ جو معرفت و توحید حق پرستی اور فقر محمدیؐ کو چھوڑ کر دنیاوی مراتب کو جو کہ فرعون کا باعث فخر تھے اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھوڈ انگروں سے بھی بدتر ہیں۔

اے عقلمند عزیز! ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز یہیں آنا ہوگا۔ اسے لئے تو معرفت و وصال الہٰی حاصل کرلے۔ کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہوگا۔ تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ تو نفسانی ہے۔ اور جو نفسانی ہے۔ اسے آخر فنا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اسے یاد رکھ اور اسکی فرمان برداری کر۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جحود العین من قوۃ القلب وقوۃ

القلب من اکل الحرام واکل الحرام من کثرت الذنوب وکثرۃ الذنوب من نسیان الموت ونسیان الموت من طول الامل وطول الامل عن الحب الدنیا"

نیند بھر سونا دل کی قوت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دل کی قوت حرام کھانے سے۔ حرام کھانا کثرت گناہ سے۔ کثرت گناہ موت بھلا دینے سے۔ موت کا بھلا دینا لمبی چوڑی دنیاوی خواہشات سے۔ اور خواہشات دنیاوی محبت سے پیدا ہوتی ہیں"۔

نیز فرمایا "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" "دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے"۔

جس شخص کے ساتوں اعضا اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے پاک ہیں اسے اول وآخرت کے محاسبے کا کیا خوف۔ اے اہل ہوا وہوس یہ ہیں۔ اولیاء اللہ کے مراتب۔ قولہ تعالیٰ "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"۔ "خبردار سوائے اس کے نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

گاہ ابتدا گاہ انتہا دل درمیاں ہشیار شد	دربیکدم صد بار بیجا معرفت دیدار شد
آتش دیدار سوزد ہمچو چوب خشک را	این ریاضت اولیا را نصیب از خدا
نیست آنجا نفس وشیطان نیست دنیا دل شب	نیست آنجا ازل وابد نیست حور نے بہشت
نیست منزل تحقام نیست کونین ور مکاں	بے مثل بیہوش ہنیم با قرب در لامکان
نیست آنجا ذکر وفکر نیست درس وحمد ثنا	غرق فی التوحید گشتم شد حضوری با خدا
در حضوری کس نگنجد طالب دیدار ہیں	دین مراتب طالبا نرا شد نصیب بالیقین
باھو باھو یقین حق الیقین راخوش نگر	این مراتب عارفانی کاملاں صاحب نظر

اے طالب کا ذب مطالب نفس! اور اے مرشد ناقص مثل مگس معرفت حق اور معرفت باطل کی شرح سن!

معرفت کے بارہ طریق۔ بارہ توفیق اور بارہ تحقیق ہیں۔ جو خود عالم اور عارف ہوگا۔ وہ دوسرے کو بھی معرفت کا علم سکھا سکیگا۔ معرفت قلب۔ معرفت نفس۔ معرفت روح معرفت سر۔ معرفت خلق۔ معرفت شیطان۔ معرفت جنونیت۔ معرفت فرشتگاں موکل۔ معرفت ذکر وفکر۔ معرفت دعوت وظائف۔ دعوت وتلاوت قرآن۔ معرفت فنا فی اللہ معرفت فنا فی محمد۔ معرفت فنا فی الشیخ۔ جس سے طالب تصور شیخ میں مستغرق رہتا ہے۔ اور

پھر معرفت الٰہی اور توحید الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ معرفت غوث و قطب جس میں عرش سے تحت الثریٰ تک سارے طبقات کی سیر ہوتی ہے۔ معرفت صاحب تصدیق صدیق باتوفیق مومن مسلمان حقیقی با ایمان ازلی۔ معرفت ابد۔ معرفت عقبیٰ۔ معرفت دنیا جس میں ہو تو قبل ان تموتوا اس پر صادق آ سکے۔ اور جس سے وہ لقاء الٰہی سے مشرف ہو۔ اور یہ دونوں اس کے پر ہوں۔ جن کے ذریعے وہ اڑ سکے۔

واضح رہے۔ کہ جس شخص کو ظاہر میں نظری توجہ اور تصرف باتوفیق اور باتاثیر حاصل نہیں۔ اسے فقر باطنی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں جس کا باطن تحقیق پر ہے اس کا ظاہر بھی ہر تصرف سے باتوفیق ہے۔ مثلاً سونے چاندی اور توجہ کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ احمق لوگ ہر ایک کو بھی عارف کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ معرفت مشاہدہ سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں ؎

عارفاں را مے شناسم و زفنا — کے بود ایں عارفاں بے حیا

ابتدا عارف مراتب اولیاء — انتہا عارف مشرف بالقا

ہزاروں کتابوں کے سارے احوال مرشد کے قال کے ایک نکتہ میں آ جاتے ہیں۔ عارف۔ فقیر۔ ولی اللہ۔ واصل خدا کے دو عمل ہیں۔ ایک دعوت کا عامل ہو۔ دوسرے معرفت میں کامل ہو ؎

دعوت از یکدم بر آید عامل است — با توجہ بہ دحاضر کامل است

دعوت کا عامل وہ شخص ہے۔ تصرف۔ تصور۔ توجہ اور تفکر کے ساتھ حبس دم کر کے ایک دم میں مقام ازل میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی صف میں جائے۔ اور پھر اسی ایک دم میں مقام ابد۔ مقام دنیا۔ مقام عقبیٰ۔ مقام لاہوت میں ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات کرے۔ اور انہیں اپنا رفیق بنا کر مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر التماس کرے۔ اور مشکل آسان کرائے۔ اور پھر اسی ایک دم میں آ جا سکے۔ یہ دعوت قبور ہے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو صرف ایک ہی نگاہ سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے۔ اور توجہ ہی سے ہر مشکل آسان کر سکے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں۔ کہ جہاں کہیں اسے کوئی یاد کرے۔ وہ جثہ نفسانی یا قلبی یا روحی یا سری یا نوری سے امداد کے لئے حاضر ہو جائے۔ جو ان صفات سے موصوف نہ ہو۔ وہ کامل

نہیں۔ بلکہ لدو جانور ہے۔ اللہ بس باقی ہوس *

جاننا چاہئے۔ کہ معرفت کی کیا علامت ہے۔ اور عارف کی کونسی راہ ہے۔ اور معرفت کی علامت یہ ہے کہ قرب الہٰی حاصل ہو۔ اور عارف کی راہ یہ ہے۔ کہ اس کی نگاہ دیدار الہٰی پر ہو۔ اور ہر طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب سلطان العارفین کے ہیں۔ فقر دونو جہان میں بادشاہ ہے۔ اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جسے لذت حضوری دیدار اور قرب الہٰی حاصل ہو۔ یہ گفتگو سے معلوم ہو سکتی۔ عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔ سوائے دیدار کے اور کچھ دیکھنا اس کی نگاہ کے لئے حرام ہوتا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی احمق ہیں۔ جو مراتب مرداریں معرفت دیدار کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ عارف کی ایک اور علامت یہ ہے۔ کہ عارف کا طالب پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے۔ اور مرتے دم تک ذکر اور فکر اور ورد سے لب جنبانی نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی ظاہری علم پڑھتا ہے۔ اور اگر پڑھے بھی تو الٹا خود پسندی اور حرص اور ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے *

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات فرماتے ہیں :-

"جس نے اپنے بزرگ کو پہچان لیا۔ اُس کی زبان گونگی ہو گئی" اگر عارف لب جنبانی کرے۔ تو ایک ہی عارف بات میں طالب اللہ کو ابتدا اور انتہا کے مطالب حاصل کرا سکتا ہے۔ نفس کے عارف بہت ہیں۔ اور قلب کے عارف بے شمار رُوح کے عارف بھی بہت ہیں۔ لیکن مشاہدہ نور حضور کا عارف ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ یہ میرا کہنا میرے حال کے مطابق ہے *

معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک باطن میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت نہ کرے۔ مرشد کی کاملیت بھی ہے۔ کہ طالب اللہ کو باطن میں مجلس محمدیؐ کے حضور میں پہنچا دے۔ اور آنحضرت صلعم سے تلقین دلائے۔ ایسے شخص کو مرشد کہہ سکتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ ناقص ہے۔ طالب اللہ پر ناقص سے تلقین لینا حرام ہے۔ تمام رواجی علوم۔ علم حی قیوم۔ علم رقم رقوم۔ علم توریت۔ علم انجیل۔ علم زبور۔ علم قرآن۔ علم احادیث نبوی قدسی۔ علم لوح محفوظ اور علم کل مخلوقات سب کے سب ایک نقطہ میں ہیں۔ وہ نکتہ کیا ہے؟ وہ

نکتہ قال ہے۔ جو شخص نکتہ قال کی کنہ جانتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف ایک ہی نکتہ میں سارے علوم آجاتے ہیں +

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "العلم نکتۃ وکثرتھا بالجہال" علم ایک نکتہ ہے۔ جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے۔ سارا ذکر وفکر حال کے ایک نکتے میں ہے۔ ذکر فکر اسے کہتے ہیں۔ جو حضور سے مشرف کردے۔ جسے حال کا ذکر فکر نہیں۔ وہ محض خام خیال ہے۔ تمام معرفت احوال میں ہے احوال سے جمعیت اور مشاہدہ جمالِ ایزدی حاصل ہوتے ہیں۔ کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز سے علم کن سے سب کچھ سکھا پڑھا دیتا ہے۔ جو طالب روزِ اوّل کے علم کی وجہ سے تمام علماء پر غالب آتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء اور قالب اور قالب علم کن کی وجہ سے سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ اس سے طالب کو تمام دینی اور دنیاوی مطالب و مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر و فکرِ حال نور معرفت اور ہے۔ مشاہدہ حضور اور نور جمیعت بخشتا ہے۔ احوال سے قرب جمال حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اور غرق فی اللہ وہ ہے۔ جو طالب دست بیعت ہوتے ہی قرب الٰہی کو پہنچ جائے۔ دونوں جہان اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ فقیر دونوں جہان کا بادشاہ ہوتا ہے۔ ب

گر بخواہی خوش حیاتی طلب کن مرشد کن ازکنہ کن جملہ حصولات بس از یک سخن

کامل مرشد عارف کن اگر مل جائے۔ تو مال تن اور جان تک فدا کردے۔ ناقص مرشد بے حیا ہوتا ہے۔ اس پر تو طالب ہی غالب آتا ہے۔ نامرد مرشد بے باطن بے توجہ بے تصور۔ بے تصرف بے تفکر اور بے توفیق ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کے طالب کو رجعت ضرور لاحق ہوتی ہے۔ صحیح باطن مرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کردے۔ اور حضوری الٰہی میں غرق کردے اور طالب خود اس وقت مجلس و معرفت کو تحقیق کرے۔ اور اسے حضور کا شعور کلی ہو۔ اور مجلس قرب دیکھ کر جنونیت خناس خرطوم اور شیطانی وسوسے اور توہمات سب رفع ہو جائیں۔ باطن کی اس حالت کو احوال کہتے ہیں۔ اس وقت حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "خذ ما صفا ودع ما کدر" اچھا اچھا لے لے اور برا برا چھوڑ دے۔ ب

نہ کہ غم اور خوف میں مبتلا کرنے والا پس معلوم ہوا۔ کہ دونوں علم کی قیدیں ہیں اور علم کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے جو شخص دلی تصدیق سے پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی کنہ جانتا ہے۔ اس سے کوئی علم بھی مخفی نہیں رہتا ظاہری علم راستے کیلئے ضروری ہے۔ اور باطنی علم سے معرفت اور تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے معرفت کیونکہ باطنی ہی سے حاصل ہوتی ہیں علم باطنی کا عالم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو بے سر۔ بے زبان بے آنکھ۔ بے کان۔ بے ہاتھ بے پاؤں۔ اور بے دل ہو۔ کیونکہ ازلی شاگرد باطنی استاد سے فیض فضلی کے سبب توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ بغیر زبان کے کرتا ہے بغیر کانوں کے سنتا ہے۔ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے بغیر پاؤں کے چلتا ہے۔ اور بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے۔ اس قسم کا عارف زندہ قلب اور دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے یہ کبھی نہیں مرتا۔ اس قسم کے عارفوں کا جسم سراسر نور ہوتا ہے۔ اور معرفت کا مطالعہ کرتا ہے۔ روشن ضمیر فنا فی اللہ اور صاحب حضوری ہوتا ہے۔ حضوری میں باشعور اور وجود مغفور ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی شفقت سے مسرور مشتوق کہلاتا ہے۔ یہ مراتب عالم فی اللہ کے ہیں۔ جو شخص علم توحید و معرفت کا سبق پڑھتا ہے اسے ظاہری علوم کی ضرورت نہیں رہتی چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلعم فرماتے ہیں "من عرف ربہ فقد کل لسانہ۔ من سکت سلم ومن سلم نجیٰ۔" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا وہ بچ رہا، یہ مراتب علم باللہ باطن صفا کے ہیں +

راہزن باطن نفس و شیطان۔ خناس و خرطوم۔ وسوسہ و خطرات۔ روح منافق۔ قلب مریض۔ دنیا پریشان۔ جاہل احمق۔ باطن باتوفیق۔ باطن زندیق ظاہر بے ریا۔ اور ظاہر باخبر کی شرح +

واضح رہے۔ کہ جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی جانتا ہے۔ وہ جہان سے خالی ہاتھ جاتا ہے۔ جو فقر کو بے برکت جانتا ہے۔ وہ خود بے برکت رہتا ہے جو فقیر کو بے حکمت جانتا ہے۔ وہ خود بے حکمت ہوتا ہے جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور والے عارف فقر کو جاہل جانتا ہے۔ خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی۔ تو بھی وہ جاہل ہے۔ ایسا عالم بلاشک و شبہ دنیا میں فاقہ کشی کرتا ہے۔ اور ہلاک و تباہ ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کل اناء یترشح بما فیہ" ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے، فقر مثل چہرہ دیکھنے والے آئینہ کے ہے جس طرح آئینے میں ہر رنگ خواہ سیاہ خواہ سرخ دکھائی دیتا ہے اسی طرح فقر سے انسان اپنی اصلی حالت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ جو فقیر کامل اور نامور عالم بے ریا ہو اس کا ادب ملحوظ رکھو۔ خواہ ان کی تصویر دیوار پر ہی کیوں نہ بنی ہو۔ اگر تو عقلمند ہے۔ تو تجھے ایک ہی بات کافی ہے۔ اور اگر احمق ہے۔ تو نفس کی قید میں رہ۔ اہل نفس مکھی کی طرح ہیں۔ خواہ وہ اڑیں بھی تو بھی شہباز کو نہیں پہنچ سکتے +

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الفقر لا یحتاج الا الی اللہ" فقر صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے، لا یحتاج فقیر علم دعوت تکسیر میں صاحب تصور کامل ہوتا ہے۔ کامل کی نگاہ کے تصرف میں اکسیر و پارس ہوتے ہیں +

ہم کاملم ہم عالمم ہم حق نما — احتیاج کس ندارم جز خدا

جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ حرص و ہوا کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہے +

واضح رہے۔ کہ عارف فقیر صراف کی طرح ہیں۔ وہ باطنی صفائی کی وجہ سے نیک و بد کو صرف نظر ہی سے پرکھ لیتے ہیں جس طرح کہ صراف نگاہ سے سونے چاندی کو پرکھ لیتے ہیں +

واضح رہے۔ کہ عارف خدا سے واردات غیبی اور فتوحات لاریبی کا علم حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے محمدی معجزات وقوع میں آئے۔ آنحضرت کی ہجرت کے بعد تصرف فضل باقی رہا۔ سو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور رفاقت سے علم غیبی کا الہام پورے طور پر ہوتا ہے۔ اس علم (علم محمدی)، کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ اس پر نکتہ چینی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تحقیق کے طریق سے ہے جو شک کرتا ہے۔ وہ بے دین ہو جاتا ہے۔ جو شخص عین العیان کے مرتبے پر پہنچا ہوا ہے وہ روشن ضمیر ہے۔ اس پر ساری باتیں منکشف ہیں جیسے ایمان۔ جھوٹے اور مشرک اور با ایمان اور صادق کی پہچان۔ روز جمعہ کی نیک ساعت کا معلوم کرنا۔ ننانوے اسماء الٰہی میں سے اسم اعظم کا معلوم کرنا۔ لوگوں میں سے اولیاء اللہ کو پہچاننا۔ اور ماہ رمضان میں شب برات کا معلوم کرنا

سب کچھ ایک گھڑی میں بغیر ریاضت و محنت حاضرات اسم اللہ ذات سے با توفیق حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی کے سبب روحانیان کی ملاقات کامل عارف باللہ مرشد سے حاصل ہو سکتی ہے ۔

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء۔" جو اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی، پس ایمان خوف و رجا کے مابین ہے ۔

اب یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ خوف کیا ہے۔ اور امید کیا؟ خوف تو یہ ہے کہ قیامت کو عین نگاہ سے دیکھ لے۔ اور ہوائے نفسانی کو چھوڑ دے۔ قولہ تعالیٰ "و نھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی"۔ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جنت میں وہ شخص جائیگا جو باایمان ہوگا۔ رجا یہ ہے کہ انسان مکان ازل میں اہل ایمان کی صف میں ہو کر الست بربکم کی آواز سن کر قالو بلی کہتے اور حقیقی مسلمان ہو جائے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اور معرفت اور توحید کا علم منکشف ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ یہ مراتب رجا اولیاء اللہ کو حاصل ہیں ۔

قولہ تعالیٰ "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔" بیشک اللہ تعالےٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا کھٹکا ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے" ۔

پس ایمان کی کھسوٹی اسم اللہ ذات۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ہیں۔ ان سے ایماندار اور بے ایمان کی تمیز ہوتی ہے۔ ایمان کی کھسوٹی یہ ہے۔ کہ جب مرشد طالب اللہ کے وجود پر اسم اللہ ذات یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے باری تعالیٰ یا آیاتِ قرآنی یا کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تصور سے توجہ کرتا ہے۔ تو اگر طالب باایمان ہے۔ تو اس کے وجود میں اثر ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر صاحب ایمان ہے تو ان کا اثر ان کے وجود پر ہوگا۔ اور اسے عظمت عظیم فیض فضل قلب سلیم صراط مستقیم اور عطا عنایت ہونگے۔ اور وہ مرتے دم تک اللہ تعالےٰ سے روگردان نہ ہوگا بلکہ ثابت قدم عیسیٰ صفت۔ اور زندہ دم اور اور خلق محمدی سے آراستہ اور باایمان رہیگا لیکن اگر وہ بے ایمان ہے تو اسکے وجود میں شرع محمدی اور اسم اللہ ذات کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ نہ

اسے قرآنی آیات فائدہ دینگی۔ نہ اسماء الٰہی کچھ تاثیر کرینگے۔ نہ اسم اعظم رواں ہوگا۔ بلکہ دعوت سے رجعت کھا کر کلام الٰہی پر بے اعتقاد ہوئیگا۔ اور بے متبین۔ تابع حرص و ہوا۔ مشرک بیدین مصاحب شیطان اور دنیا وی طلب میں ہمیشہ سرگرداں رہیگا۔ اور سدا انانیت اور چون و چرا میں رہیگا۔ ؎

ہر کرا ایمان بود حاضر مدام	در طلب مولیٰ بود ایمان تمام

ایمان با اعتقاد ہے۔ اور اعتبار با دیدار ہے۔ اور دیدار قلب بیدار سے ہے۔ ان مراتب کی اس شخص کو کیا خبر جو تیلی کا بیل ہے۔ حُبّ دو ہیں۔ ایک ایمان کی دوسری حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ باقی تمام اقسام حب انہیں دو میں ہیں ؎

ہر کہ این لاہے نداند سر ہوا	اہل ایمان دائمی شد با خدا

با خدا افراد وہ ہیں۔ جو کہ با ادب اور باحیا مومن ہوں۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الحیاء من الایمان۔" حیا ایمان کی وجہ سے ہوا کرتی ہے یا یہ کہ حیا ایمان کی علامت ہے۔ اس کو جمیعت کل کہتے ہیں۔ بے حیا ہمیشہ دنیا کی طلب میں پریشان رہتا ہے۔ اس کو جہل جمع جہولت، کہتے ہیں۔ اگر لوٹے تو دروانہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالےٰ بے پرواہ۔ اسلام حق ہے۔ اور کفر باطل۔ باطل طالب وہ ہیں۔ جو معرفت و توحید حق پرستی اور فقر محمدیؐ کو چھوڑ کر دنیا وی مراتب کو جو کہ فرعون کا باعث فخر تھا اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھوڈ انگروں سے بھی بدتر ہیں +

اے عقلمند عزیز! ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز یہیں آنا ہوگا۔ اسے لئے تو معرفت و وصال الٰہی حاصل کر لے۔ کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہوگا۔ تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ تو نفسانی ہے۔ اور جو نفسانی ہے۔ اسے آخر فنا ہے +

چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اسے یاد رکھ اور اسکی فرمان برداری کر۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جمود العین من قوۃ القلب وقوۃ

القلب من اکل الحرام واکل الحرام من کثرت الذنوب وکثرۃ الذنوب من نسیان الموت ونسیان الموت من طول الامل وطول الامل عن الحب الدنیا۔"
نیند بھر سونا دل کی قوت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دل کی قوت حرام کھانے سے۔ حرام کھانا کثرت گناہ سے۔ کثرت گناہ موت بھلا دینے سے۔ موت کا بھلا دینا لمبی چوڑی دنیاوی خواہشات سے۔ اور خواہشات دنیاوی محبت سے پیدا ہوتی ہیں +
نیز فرمایا "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" ۔ دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے +

جس شخص کے ساتوں اعضا اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے پاک ہیں اسے اول و آخرت کے محاسبے کا کیا خوف۔ اے اہل ہوا و ہوس یہ ہیں۔ اولیاء اللہ کے مراتب۔ قولہ تعالیٰ "الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" "خبردار سوائے اس کے نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے ؎

گاہ ابتدا گاہ انتہا دل دیدبان ہشیار شد
دریکدمے صد بار پنجاہ معرفت دیدار شد

آتش دیدار سوزد ہمچو چوب خشک را
ایں ریاضت اولیا را نصیب از خدا

نیست آنجا نفس و شیطان نیست دنیا دل و شب
نیست آنجا ازل و ابد نیست حور نے بہشت

نیست منزل تحفہ عام نیست کونین و مکاں
بے مثل بیہوش بینیم باقرب در لا مکان

نیست آنجا ذکر فکر و نیست درس و ثنا
غرق فی التوحید گشتم شد حضوری باخدا

در حضوری کس نگنجد طالب دیدار ایں
ویں مراتب طالبان اللہ نصیب بالیقین

باہو باہو یقین حق الیقین را خوش نگر
ایں مراتب عارفانی کاملاں صاحب نظر

اے طالب کاذب مطالب نفس! اور اے مرشدِ ناقص مثلِ مگس معرفت حق اور معرفت باطل کی شرح سُن!

معرفت کے بارہ طریق۔ بارہ توفیق اور بارہ تحقیق ہیں۔ جو خود عالم اور عارف ہوگا۔ وہ دوسرے کو بھی معرفت کا علم سکھا سکیگا۔ معرفت قلب۔ معرفت نفس۔ معرفت روح معرفتِ سر۔ معرفت خلق۔ معرفت شیطان۔ معرفت جنونیت۔ معرفت فرشتگاں موکل۔ معرفت ذکر و فکر۔ معرفت درود و وظائف۔ دعوت اور تلاوت قرآن۔ معرفت فنا فی اللہ معرفت فنا فی محمدؐ۔ معرفت فنا فی الشیخ جس سے طالب تصور شیخ میں مستغرق رہتا ہے۔ اور

پھر معرفت الٰہی اور توحید الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ معرفت غوث وقطب جس میں عرش سے تحت الثریٰ تک سارے طبقات کی سیر ہوتی ہے۔ معرفت صاحب تصدیق صدیق باتوفیق مومن مسلمان حقیقی با ایمان ازل۔ معرفت ابد معرفت عقبیٰ۔ معرفت دنیا جس میں مُوتوا قبل ان تموتوا؎ اس پر صادق آسکے۔ اور جس سے وہ لقاء الٰہی سے مشرف ہو۔ اور یہ دونوں اس کے پر ہوں۔ جن کے ذریعے وہ اڑ سکے۔

واضح رہے۔ کہ جس شخص کو ظاہر میں نظری توجہ اور تصرف باتوفیق اور باتاثیر حاصل نہیں۔ اسے فقر باطنی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں جس کا باطن تحقیق پر ہے اس کا ظاہر بھی ہر تصرف سے باتوفیق ہے۔ مثلاً سونے چاندی اور توجہ کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ احمق لوگ ہر ایک کو بھی عارف کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ معرفت مشاہدہ سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں ؎

عارفاں را مے شناسم وز فنا | کے بود ایں عارفاں بے حیا
ابتدا عارف مراتب اولیاء | انتہا عارف مشرف بالقا

ہزاروں کتابوں کے سارے احوال مرشد کے قال کے ایک نکتہ میں آجاتے ہیں۔ عارف۔ فقیر۔ ولی اللہ۔ واصل خدا کے دو عمل ہیں۔ ایک دعوت کا عامل ہو۔ دوسرے معرفت میں کامل ہو ؎

دعوت از یکدم برآید عامل است | باتوجہ ہر دحاضر کامل است

دعوت کا عامل وہ شخص ہے۔ تصرف۔ تصور۔ توجہ اور تفکر کے ساتھ حبس دم کر کے ایک دم میں مقام ازل میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی صف میں جائے۔ اور پھر اسی ایک دم میں مقام ابد۔ مقام دنیا۔ مقام عقبیٰ۔ مقام لاہوت میں ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات کرے۔ اور انہیں اپنا رفیق بنا کر مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر التماس کرے۔ اور مشکل آسان کرائے۔ اور پھر اسی ایک دم میں آجا سکے۔

یہ دعوت قبور ہے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو صرف ایک ہی نگاہ سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے۔ اور توجہ ہی سے ہر مشکل آسان کر سکے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں۔ کہ جہاں کہیں اسے کوئی یاد کرے۔ وہ جثہ نفسانی یا قلبی یا روحی یا سری یا نوری سے امداد کے لئے حاضر ہو جائے۔ جو ان صفات سے موصوف نہ ہو۔ وہ کامل

نہیں۔ بلکہ لدّو جانور ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

جاننا چاہیئے۔ کہ معرفت کی کیا علامت ہے۔ اور عارف کی کونسی راہ ہے۔ اور معرفت کی علامت یہ ہے کہ قربِ الٰہی حاصل ہو۔ اور عارف کی راہ یہ ہے۔ کہ اس کی نگاہ دیدارِ الٰہی پر ہو۔ اور ہر طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب سلطان العارفین کے ہیں۔ فقر دونو جہان میں بادشاہ ہے۔ اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جسے لذت حضوری دیدار اور قربِ الٰہی حاصل ہو۔ یہ گفتگو سے معلوم ہو سکتی۔ عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔ سوائے دیدار کے اور کچھ دیکھنا اس کی نگاہ کے لیے حرام ہوتا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی احمق ہیں۔ جو مراتب مرداریں معرفت دیدار کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ عارف کی ایک اور علامت یہ ہے۔ کہ عارف کا طالب پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے۔ اور مرتے دم تک ذکر اور فکر اور درد سے لب جنبانی نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی ظاہری علم پڑھتا ہے۔ اور اگر پڑھے بھی تو اُلٹا خود پسندی اور حرص اور ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے +

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات فرماتے ہیں۔

”جس نے اپنے بزرگ کو پہچان لیا۔ اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اگر عارف لب جنبانی کرے۔ تو ایک ہی عارف بات میں طالب اللہ کو ابتدا اور انتہا کے مطالب حاصل کرا سکتا ہے۔ نفس کے عارف بہت ہیں۔ اور قلب کے عارف بے شمار رُوح کے عارف بھی بہت ہیں۔ لیکن مشاہدہ نور حضور کا عارف ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ یہ میرا کہنا میرے حال کے مطابق ہے +

معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت نہ کرے۔ مرشد کی کاملیت یہی ہے۔ کہ طالب اللہ کو باطن میں مجلس محمدی کے حضور میں پہنچا دے۔ اور آنحضرت صلعم سے تلقین دلائے۔ ایسے شخص کو مرشد کہہ سکتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں وہ ناقص ہے۔ طالب اللہ پر ناقص سے تلقین لینا حرام ہے۔ تمام رواجی علوم۔ علم حی قیوم۔ علم رقم رقوم۔ علم توریت۔ علم انجیل۔ علم زبور۔ علم قرآن۔ علم احادیث نبوی قدسی علم لوح محفوظ اور علم کل مخلوقات سب کے سب ایک نقطہ میں ہیں۔ وہ نکتہ کیا ہے وہ

نکتہ قال ہے۔ جو شخص نکتہ قال کی کنہ جانتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف ایک ہی نکتہ میں سارے علوم آجاتے ہیں +

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "العلم نکتۃ وکثرھا الجھال" علم ایک نکتہ ہے۔ جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے۔ سارا ذکر و فکر حال کے ایک نکتے میں ہے۔ ذکر فکر اسے کہتے ہیں۔ جو حضور سے مشرف کردے۔ جسے حال کا ذکر فکر نہیں۔ وہ محض خام خیال ہے۔ تمام معرفت احوال میں ہے احوال سے جمیعت اور مشاہدہ جمال ایزدی حاصل ہوتے ہیں۔ کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز سے علم کُن سے سب کچھ سکھا پڑھا دیتا ہے۔ جو طالب روز اول کے علم کی وجہ سے تمام علماء پر غالب آتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء اور قالب اور غالب علم کن کی وجہ سے سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ اس سے طالب کو تمام دینی اور دنیاوی مطالب و مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر و فکر حال نور معرفت اور ہے۔ مشاہدہ حضور اور نور جمیعت بخشتا ہے۔ احوال سے قرب جمال حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اور غرق فی اللہ وہ ہے۔ جو طالب دست بیعت ہوتے ہی قرب الٰہی کو پہنچ جائے۔ دونوں جہان اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ فقر دونوں جہان کا بادشاہ ہوتا ہے۔ ب

گر بخواہی خوش حیاتی طالب کن مرشد کن ۔۔۔ از کنہ کن جملہ حصولت نیست ایک سخن

کامل مرشد عارف کن اگر مل جائے۔ تو مال تن اور جان تک فدا کردے۔ ناقص مرشد بے حیا ہوتا ہے۔ اس پر تو طالب ہی غالب آتا ہے۔ نامرد مرشد بے باطن بے توجہ بے تصور۔ بے تصرف بے تفکر اور بے توفیق ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کے طالب کو رجعت ضرور لاحق ہوتی ہے۔ صحیح باطن مرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کردے۔ اور حضوری الٰہی میں غرق کردے اور طالب خود اس وقت مجلس و معرفت کو تحقیق کرے۔ اور اسے حضور کا شعور کلی ہو۔ اور مجلس قرب دیکھ کر جمعیت خناس خرطوم اور شیطانی وسوسے اور توہمات سب رفع ہو جائیں۔ باطن کی اس حالت کو احوال کہتے ہیں۔ اس وقت حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں "خذ ما صفا ودع ما کدر" اچھا اچھا لے لے اور برا برا چھوڑ دے۔

ایں چنیں دعوت کسے عاقل تمام　　طالباں را مے رساند ہر مقام

دعوت زبانی قلبی اور روحی کے یہ مراتب کامل مرشد طالب کو پہلے ہی روز کے سبق میں اس کی جمعیت خاطر کے واسطے دے دیتا ہے۔ اور اس کو لا یحتاج کر دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس ٭

یہ نفس پر حکمران فقر کے مراتب ہیں۔ جیسے دولت، عزت، کرامت، شرف، گنج، حلم، علم، حکمت، جمعیت، مراتب، منصب، معرفت، توجہ اور بادشاہی کل فقر اللہ سے ملی اور فقر کا رفیق وسیلہ و پیشوا معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام خزانوں اور درجات و مقامات کا تصرف انہیں دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدمات فقیر ولی اللہ کے ذمے ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ مراتب فقیر کے لئے زندگی موت ہے "موتوا قبل ان تموتوا" مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔ اور مراتب موت فقر کے لئے حیات ہے "یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی" "زندے کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے" جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار" خبردار سوائے اس کے نہیں کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے۔ بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں ٭

فقیر اہل توحید اور فقیر اہل تقلید کی پہچان

اہل توحید فقیر کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور اور ذات نور حضور کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ دوسرے علم دعوت سے اہل قبور کی روحانیت سے ملاقات اور ان کے مراتب اور قرب اللہ حضور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مرشد کامل یہ دونوں مرتبے پہلے ہی روز طالب صادق کو بخش دیتا ہے۔ اور تلقین کرتا ہے۔ نیز فقیر کو کُنہ کن کے مراتب سے پہچان سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ جس چیز کی ہونے کی کہہ دے۔ تو وہ امر الٰہی سے دیر میں یا جلدی ہو جائے۔ کیونکہ فقیر کا کلام حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور وہی ہو گا مطلب یہ کہ فقیر کی توجہ بادشاہی تمام خزانوں لشکر دن رات کی دعوت بار یاضت سے افضل ہے۔ جو فقیر قرب الٰہی، معرفت لاہوتی، و لامکانی سے بخوبی واقف ہے۔ اگر توجہ کرے۔ تو اس کا اثر دن بدن ترقی

کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے۔

جب تک فقیر کامل بادشاہ کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کی مہمات سرانجام نہیں ہوتیں۔ نہ اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ کیونکہ بادشاہ کو بادشاہی امر الٰہی سے فقر کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ ؎

حمایت را کہن دامان درویش	بہ از سد سکندر در مدد بیش،

اللہ نے فقر کو اس قدر قوت و توفیق بخشی ہے۔ کہ اگر فقیر چاہے تو بادشاہ کو ایک پل میں غلام حلقہ بگوش کی طرح ننگے پاؤں حاضر خدمت کر سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ معرفت توحید اور قرب ربانی کی لذت جمعیت اور مراتب۔ ملک سلیمانی کی بادشاہی سے بدرجہا افضل ہیں۔ ؎

لذت دنیا چہ باشد لے لقا	بہ زہر لذت بود لذت خدا

فقیر ہرگز ہرگز بادشاہ کی طرف کسی التجا کے واسطے رجوع نہیں کرتا۔ اور نہ اُس کی طرف جاتا ہے۔ مگر اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اور اجازت ہو۔ فقیر اگرچہ فقر و فاقہ میں مرتے ہیں۔ لیکن بادشاہوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ بادشاہ کو ہر طرح سے جمعیت بخشتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لگے ہیں۔ بادشاہ جو طالب اللہ ہے۔ اور ولی اللہ فقیر بھی ہے۔ اُسے فقر اور قرب کے دونوں مراتب حاصل ہیں۔ فقیر ولی اللہ بادشاہ ظل اللہ پر غالب ہوتا ہے۔ ہر ایک سر بادشاہی تاج کے لائق نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ہر ایک سر ول اسرار الٰہی کا خزانہ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مجلس نبوی اور فقیر کے دیکھنے سے کلمہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی سے تمام خلق اللہ کو جمعیت اور بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان وہی اچھا ہے۔ جو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔ اگر فقیر چاہے۔ تو ایک مفلس گداگر کو بادشاہی تخت عنایت کر سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو تمام ممالک کے بادشاہ کو معزول کر دے۔ جو فقیر صاحب تصور فی اللہ ہے۔ اُسے حکم الٰہی اور اجازت حضرت رسالت پناہی سے ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔ فقیر کی زبان رحمان کی تلوار ہوتی ہے۔ اور وہ لاہوت و لامکان میں ہو کر عین بعین دیکھتا ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ فقیروں اور درویشوں کا منکر ہے۔ وہ ہمیشہ پریشان اور بے جمعیت ہے۔ دعوت قہر عظیم سے زوال لاحق ہوتا ہے۔ اور

دعوت لطف الکریم سے روز بروز لازوال ترقی نصیب ہوتی ہے۔ فقیر کامل ولی اللہ۔ عالم، عامل، عارف باللہ، واصل کامل فی اللہ، اکمل بقا باللہ وہ ہے۔ جو مرید یا شاگرد صادق او وصفا کیش کو ذکر فکر اور ورد وظائف میں مشغول نہ کرے۔ بلکہ یکبارگی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے۔ اور طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دے۔ اور باطن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہدایت و ولایت کے منصب و مراتب دلائے جس کامل مرشد کو خود دائمی حضوری حاصل ہے اس کے لئے کسی کو حضوری میں پہنچا دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ جو مرشد مرید کو حضوری میں نہیں پہنچا سکتا وہ ناقص ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔ پیری و مرشدی اسم اللہ ذات کے تصوّر اور حضوری سے ہوتی ہے۔ یہ کوئی بیدینی نہیں۔ کہ بے صدق و تصدیق حاصل ہو جائے۔ مرشد حضوری۔ قرب الٰہی کے مراتب سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ جو مرشد قرب الٰہی سے آگاہ نہیں۔ اس کے لئے سلسلہ پیری و مریدی حرام ہے ٭

صاحب دانش اور باشعور لائق معرفت اللہ حضور طالب کے لئے علم ظاہری اور باطنی حسب ضرورت لازمی ہے جسے یہ دونوں علم حاصل ہیں۔ وہ حق کی کسوٹی ہے۔ اور حق الیقین کا محقق ہے۔ طالب مرشد سے۔ مرید پیر سے یا شاگرد استاد سے پہلے علم کیمیا اکسیر طلب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دینی و دنیاوی مطالب حاصل نہیں ہو سکتے جس کو یہ حاصل نہیں۔ وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے جسے جمعیّت حاصل ہے۔ وہ انسان ہے ورنہ حیوان ٭

علم کیمیا اکسیر کے بارہ طریق ہیں۔ جو عامل کو با توفیق حاصل ہوتے ہیں۔ جو مرشد پیر یا اُستاد طالب مرید یا شاگرد کو اس امر کی اطلاع نہیں دیتا۔ وہ نالائق اور بدبخت ہے۔ اس کا وجود نفس مردود کی قید میں رہتا ہے۔ اور وہ کم حوصلہ غلطی پر ہے۔ خدا کا غضب ہے کہ طالب یا شاگرد پیر و مرشد اور استاد پکڑے۔ اور پھر خراب و خوار رہے۔ جو کامل مرید یا صادق طالب علم کیمیا اکسیر عنایت کرے۔ ثواب ہے۔ کیمیائے اکسیر یہ ہے۔ کہ ظاہر میں اس کا دل غنی ہو۔ اور باطن میں اسے مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہو۔ اور دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قائم و قوی ہو۔ اسی کو کیمیائے اعظم کہتے ہیں ٭

واضح رہے۔ کہ علم کیمیا میں عمل کی بارہ ہزار راہیں ہیں۔ جو عامل کے لئے تو آسان ہیں لیکن ناقص۔ اگر ساری عمر سخت محنت وریاضت بھی کرے۔ تو بھی اُس کے لئے مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس کا دل ہی سیاہ ہوتا ہے ؎

گر نبودے عمل ظاہر کیمیا　　کے رسیدے از عنایت کیمیا
بہ بود از کیمیا صاحب نظر　　نظر عارف بہ بود از سیم و زر

کیمیا دو قسم کی ہے۔ ایک کیمیائے ہنر دوسرے کیمیائے اسم اللہ ذات۔ ان دونوں کا حاصل کرنا فرض عین ہے جب ہر قسم کی کیمیا کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے۔ تو پھر کیمیائی ہنر کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ اور فقر میں آ کر غنا و جمعیت کو اختیار کرتا ہے جس طرح مرد کے لئے کیمیا کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ اسی طرح حاصل کرنے کے بعد چھوڑ دینا بھی فرض عین ہے۔ اسے وحدت الٰہی میں ایسا مستغرق ہونا چاہیئے کہ عمل کیمیا اسے بھولے سے بھی یاد نہ آئے۔ ایک کیمیائے اسم دوسرے کیمیائے جسم۔ کہ مُردہ دِل بھی حضوری و معرفت الٰہی میں پہنچکر کندن بنجاتا ہے۔ کیمیا کے اقسام حسب ذیل ہیں:-

کیمیائے جسم، نظر۔ زبان۔ روح۔ سِر۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ توجہ۔ تصور۔ تصرف۔ وہم۔ ادغام۔ الہام۔ خیال۔ دلیل۔ معرفت۔ وحدت۔ نور حضور۔ روشن ضمیر اور کیمیائے ہر نفس اکسیر۔ یہ تمام کیمیا اکسیر اور دعوتِ تکسیر فنا فی اللہ فقیر مرشد کامل سے ہاتھ آتی ہیں۔ جو کہ پہلے ہی دن طالب صادق کو مرتبہ عمل عنایت کر دیتا ہے۔

مرشد کے لئے ضروری ہے۔ کہ طالب کو معرفت اور جمالِ حق دکھائے۔ یہ دو تو باتیں آسان ہیں:-

کامل مرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے پہاڑ جیسے سنگ پارس پیدا کرا دے جو لوہے کو کُندن بنادے۔ اور اسے ہر ایک علم و حکمت گنج جمعیت، ذکر، فکر اور ورد وظائف، تصور، تصرف، توجہ، علم کیمیائے اکسیر، اور علم دعوت تکسیر سکھلا دے۔ اور تمام دولت و مراتب اور چھوٹی بڑی نعمتیں بخشدے۔ اور ماضی، حال اور مستقبل کے حالات سے واقف اور با توفیق ہو۔ جس شخص میں یہ اوصاف نہیں۔ وہ دعوت کے علم میں غرور رجعت میں پڑے گا۔ جو کامل ہے۔ وہ چار دل

نعم البدل یعنی نعم البدل دنیا۔ عاقبت۔ ازل ابد اپنے تصرّف میں لاتا ہے۔ اگر انسان کو تمام غیبی و لاریبی خزانوں کا تصور و تصرّف ہو لیکن ہاتھ میں لاکر خرچ نہ کر سکے۔ تو بالکل بے سود ہے لیکن جب حقیقی نعم البدل حاصل کرے ہر ایک نعم البدل اور گنج قسمت سے سلامت ہے تو لایحتاج ہوتا ہے *

حدیث قدسی "یا عبادی الذی قلوبھم عرشیۃ و ابدانھم وحیشۃ و ھمتھم سماویۃ تحت الحجت فی قلوبھم مقد و ستروخواطرھم جاسوسۃ سماء سقفتھم و الارض بساطھم و ذکرایتھم و رب علیھم *

حدیث قدسی "عبادالذی یجاھدھم فی الدنیا کمثل المطراذا تنزل فی البر بیت البرقی البحر خرج الدر" *

اے عزیز! اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے " وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما " اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں *

واضح رہے۔ کہ تم پہلے دل سے غلظت و غلاظت دور کرو۔ جو شخص حضرت پیر محی الدین رضی اللہ عنہ کا نیک اور سچا مرید ہے۔ وہ ہر وقت آفتاب کی آستین میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اگر طالب کا مرید آنجناب کی اولاد میں سے ہے۔ تو بھی اس کی یہی حالت ہے۔ جو شخص آنجناب کی اولاد سے دشمنی کریگا۔ اسے ناگہانی موت یا بیماری بے رزقی کی تو ار قتل و خاہ کریگی وہ شخص احمق ہے جو حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے طالب۔ مرید یا فرزند کو ستاتا ہے۔ یہ پیر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔ دانا کو اشارہ ہی کافی ہے *

واضح ہے کہ فقیر عارف باللہ دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے ظاہر میں با توفیق ہو اور باطن میں با تحقیق ہو۔ ظاہری مراتب توفیق اور باطنی تحقیق کسے کہتے ہیں۔ ظاہری توفیق تو یہ ہے کہ دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہو۔ اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ وہ اس کی قید میں ہو ان مراتب والے کو لایحتاج اور کریم صفت کہتے ہیں۔ ان خزانوں میں سے دن رات جس قدر چاہے خرچ کرے۔ اور مشرق سے مغرب تک کی تمام مخلوقات کو روٹیاں دے جائز ہے۔ کامل کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایسی خزانوں کی زکوٰۃ دے۔ جس کے قبضے میں الٰہی خزانے

ہوں۔ اُس کو اللہ تعالےٰ کا خزانچی کہتے ہیں۔ جس کو یہ تصرف حاصل نہیں۔ وہ قرب و معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔ باطنی تحقیق یہ ہے کہ باطل توفیق کو چھوڑے اور حقیقت حق کی معرفت کرے۔ صاحب مراتب وہ شخص ہے۔ کہ صدیق اور عارف بالتصدیق ہو۔ توحید، قرب اور حضور کی لذت سے خبر نہ ہو۔ اور غرق فی التوحید، غرق فی الدیدار ہو مجلس انبیا اور اولیائے سے مشرف ہو۔ علم معرفت، علم توحید، علم نظر، علم لدنی، علم توجہ، علم تفکر، علم وجود، علم فنا، علم بقا اور علم ظاہری سے فرق کرتا ہے ؂

پس اے عزیز معلوم ہوا۔ کہ ارشاد کے لائق وہ شخص ہے۔ جس کا ظاہر با توفیق اور باطن برحق تحقیق ہو۔ ہر ایک طالب پر فرض عین ہے۔ کہ مرشد کو کسوٹی کی طرح پہچان لے۔ کہ آیا اس میں مراتب تحقیق اور توفیق ہیں یا نہیں۔ اگر مرشد کو یہ مراتب حاصل ہیں۔ تو وہ طالب کو پہلی ہی نظری توجہ سے تحقیق اور توفیق کے مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔ طالب کو مرشد کامل سے ارشاد حاصل کرنا چاہیئے۔ ناقص بے توفیق اور بے تحقیق مرشد سے طالب صادق کے لئے ارشاد حاصل کرنا سراسر حرام ہے ؎

طالبا یا خبر باشی دام دار	دام گردانی بود گشتن تیار
طالب گر عاقلی عارف شناس	مے شناسد عارفان اہل قیاس
کے بود این عارفان دل صفا	در طالبان زر سیم گیر ند بے حیا

بعض فرقوں کا ظاہر با تحقیق لیکن باطن بیدین ہوتا ہے۔ ایسے لوگ پیغمبر کے برخلاف ہوتے ہیں بعض ظاہر و باطن دونوں میں بیدین ہوتے ہیں چنانچہ اُن کے حق میں اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے " اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم " کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو لیکن اپنے تئیں بھول جاتے ہو۔ بعض کا باطن با تحقیق ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر میں بیدین ہوتے ہیں ایسے لوگ ظاہر میں شرع کے پابند نہیں ہوتے۔ اور بعض کا ظاہر و باطن منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ حق کہتے ہیں۔ حق سنتے ہیں۔ حق دیکھتے ہیں اور حق ہی جانتے ہیں۔ وہ حق پر چلتے ہیں۔ اور باطل سے بیزار ہوتے ہیں۔ جو صاحب حق حق پر چلتا ہے۔ اس کا باطن برحق ہے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " کل باطن مخالف الظاهر فهو باطل " جو ظاہر باطن کے مخالف ہے وہ باطل ہے ؎

اگر یک رنگ شود یکتا صفا — تا بیابی معرفت وحدت لقا
دو دو رنگی دل بود روئے سیاہ — ایں مراتب کا ذیاں قہر از خدا

واضح رہے کہ کل تہتر فرقے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے تئیں غلطی پر نہیں کہتا۔ کیونکہ ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ ہم ہی راستی پر ہیں لیکن ان میں سے بہتر غلطی ہیں اور مخالف شرع ہیں۔ صرف اہل سنت وجماعت لوگ راستی پر ہیں +

پس معلوم ہوا۔ کہ فقیر عارف وہ ہے۔ جو ان تہتر فرقوں کی واقفیت رکھتا ہو لیکن کاربند اہل سنت وجماعت کے طریق پر ہو۔ اور باقی ۷۲ پر غالب رہے۔ اور انہیں ترک کر دے۔ کیونکہ اہل سنت وجماعت سعید ہیں۔ اس واسطے کہ اس طریق کی بنیاد معرفت قرآن پر ہے۔ ان کے سوا سب تقلیدی اور شقی ہیں +

واضح رہے۔ کہ علم بہت ہیں۔ کوئی قوت یا طریق علم سے باہر نہیں پس علم کا درس دو قسم کا ہے۔ ایک علم ظاہر۔ دوسرا درس ظاہر کہ تمام جہان شرع شریف کی قید میں ہے۔ دوسرے علم باطن معرفت۔ لطف و رضا۔ پھر علم باطنی میں سات درس ہیں۔ سات طریق سے یہ علم حاصل کیا جاتا ہے جس سے سات توفیق جمعیت اور حکمت حاصل ہوتی ہیں +

واضح رہے۔ کہ جو مرشد عارف اور عالم ہے۔ وہ طالب کو تمام باطنی مطالب و مراتب نصیب کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے اسے علم ذکر و درس ذکر سے ذکر کا عالم بنا دیتا ہے پھر علم فکر اور درس فکر سے فکر کا عالم۔ پھر علم مذکور اور درس مذکور سے عالم مذکور۔ پھر علم الہام اور درس الہام سے عالم الہام پھر علم مشاہدہ حضور اور درس مشاہدہ حضور سے عالم مشاہدہ حضور۔ پھر علم غرق اور درس غرق سے عالم غرق اور پھر علم معرفت سے مشرف دیدار کا عالم بنا دیتا ہے۔ اس وقت طالب کی حالت "موتوا قبل ان تموتوا" کے مطابق ہو جاتی ہے اور حسب ذیل آیت کریمہ کے موافق ہمیشہ انوار دیدار کا مطالعہ کرتا ہے +

قولہ تعالیٰ "ما زاغ البصر وما طغیٰ" نہ اس نے آنکھ جھپکی اور نہ اس نے سرکشی کی۔ قولہ تعالیٰ "علم الانسان ما لم یعلم" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے یاد نہ تھا۔ قولہ تعالیٰ "من لدنا علما" ہم نے اپنے پاس سے اسے علم عنایت کیا۔ قولہ تعالیٰ "واذکر ربک اذا نسیت" تو اپنے پروردگار کو اس وقت تک یاد کر جب تو اور سب کو بھول جائے۔ قولہ تعالیٰ "وعلم آدم الاسماء کلھا" اور آدم کو ان سب کے نام

سکھلائے تقویٰ بغیر معرفت اور توحید اللہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ علم تقوےٰ اور علم متقی چار قسم کا ہے۔ اول فقہ کہ حلال کمانے اور سچ بولنے کے تمام مسائل از بر ہوں۔ دوم علم تصدیق اس علم کو فکر فنائے نفس بھی کہتے ہیں۔ سوم علم فیض۔ جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ چہارم علم فضل جس سے متقی اسرار پروردگار کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ ان چاروں کے مجموعے کو تقویٰ ہدایت کہتے ہیں۔ یعنی نقلی عالم فیض فضل چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب" یہ ان پرہیزگاروں کے لئے باعث ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایسا متقی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر سکتا ہے۔ نیز دونوں جہان کا تماشا دیکھ سکتا ہے۔ اسے لقا اور رجعت دونوں باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ لاہوت و لامکان مشرف بدیدار حق ہوتا ہے۔ جو شخص عالم دیدار نہیں اور علم دیدار کا سبق اس نے نہیں پڑھا۔ وہ مجہول ہے۔ اور اسے معرفت باطنی کی بالکل خبر نہیں۔ اگر راہ باطنی میں یہ کرامت دیدار۔ نعمت، دولت، دائمی مشاہدہ اور مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا لقا نہ ہوتا۔ تو باطنی راہ کے تمام سالک گمراہ ہو جاتے۔ جو طالب مرد ہے۔ اسے باطنی و ظاہری لشکر نقدی، معرفت، ذکر، فکر، انوار حضور، مذکور، دیدار، مشاہدہ، قرب قدس اور جمعیت جلیل سب کچھ حاصل ہے۔ وہ کونسی راہ ہے جس میں ایک ہی نظر سے تمام قید، قبض اور تصرف میں آجاتے ہیں۔ وہ اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔ مرشد کامل اسم اللہ ذات کے حاضرات تمام آیات قرآنی، اسم اعظم کے حاضرات یا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات کے وسیلے پہلے ہی روز طالب صادق پر سب کچھ منکشف کر دیتا ہے۔ اور اسے عین بعین دکھا دیتا ہے۔ واقعی مرشد بھی اسی قسم کا کامل رفیق ہونا چاہیئے ❊

اے احمق! یہ مراتب صاحب شرع عارفوں کے ہیں۔ اہل بدعت جیسے بیدین کیا کرتے ہیں۔ اور مشرک ماسوی اللہ ہوس ❊

وہ کونسا علم ہے جس میں ایک فرض کے ادا کرنے سے سارے فرض ادا ہو جائیں۔ اور ایک سنت کے ادا کرنے میں ساری سنتیں ادا ہو جائیں۔ اور تمام واجب ایک ہی واجب کی ادائگی میں پورے ہو جائیں۔ اور تمام مستحب ایک ہی مستحب کے ادا کرنے میں

آجاتی ہیں۔ وہ ایک نکتہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے "العلم نکتہ" علم ایک نکتہ ہے ؎

علم سہ حرف است یک نکتہ علم ۔۔۔ نکتہ دانی عارف و عالم چہ غم
ہر علم شریعت علم از معرفت ۔۔۔ عالم و عارف خضر بینی صفت
باہو ہر علم را از علم او دریافتہ ۔۔۔ علم عین از عین با خود ساختہ

علم کا عین اعلیٰ پر پہنچا تا ہے۔ لا ایحتاج بنا دیتا ہے۔ اور مردانِ خدا میں سے بناکر محبت، معرفت، مشاہدہ اور مجلس انبیا نصیب کرتا ہے۔ یہ ہے علم یعنی دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا حضور رہنا۔ اور ظاہر میں تصوف کا مطالعہ کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور قلب سے تصدیق کرنا۔ اور قلب کا ہر وقت تسبیح میں مشغول رہنا۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ" زبان سے اقرار کرنا۔ اور دل سے تصدیق کرنا۔ اور سب باقی ہوس ہیں۔

ظاہری علم چراغ کی طرح ہے جس سے جہان کے ہر ایک گھر میں روشنی ہوتی ہے۔ اور باطنی علم بمنزلہ آفتاب ہے جس سے سارا جہان روشن ہے عالم باللہ عارف آفتاب کی طرح ہے۔ جو روز بروز طلوع ہو کر تاریکی کو دور کرتا ہے۔ فقیر آفتاب ہے اور دنیا تاریک۔ قولہ تعالیٰ "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ انہیں تاریکی سے نکال نور کی طرف لے جاتا ہے۔

عزیز من! تمام دنیا عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک۔ اور زمین و آسمان کی تمام چیزیں بلبلے کی طرح ہیں۔ جس میں ہوا بھری ہوئی ہے۔ اور صاحب علم بھی بلبلے کی طرح ہے لیکن فقیر دریا کی طرح ہے۔ معرفت کے سمندر سے توحید، مشاہدہ، قرب، حضور، انوار دیدار نکلتے ہیں۔ عالم حی قیوم من لا انا بمنزلہ دریا ہے۔ اور دریا میں بلبلے بکثرت ہوا کرتے ہیں۔ جس وقت دریا کا پانی حباب کو پھوڑتا ہے۔ اس میں سے ہوا نکل جاتی ہے۔ اور وہ دریا میں مل جاتا ہے۔ اور اسے دریا کا پانی نظر آنے لگتا ہے۔ خواہ عالم ساری عمر عمل ثواب کرتا رہے پھر بھی بمنزلہ حباب ہے۔ فقیر نہ حباب ہے نہ دریا۔ بلکہ وہ حجاب کے درپے ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح اسے دور کر دے جو بے حجاب ہو اسے اعمال ثواب سے کیا کام۔ عالم اور فقیر اور اولیاء میں وہی

فرق ہے۔ جو حباب اور دریا ہیں۔ اگرچہ حباب فوق الادب ہے لیکن پھر بھی اسکی اصل پانی سے ہے جس طرح حباب کو دریا کا مرتبہ حاصل نہیں۔ اسی طرح عالم کو فقیر کا سا رتبہ حاصل نہیں۔ جس طرح عالم زبانی علم حاصل ہوتا ہے اسی طرح فقیر کو تصدیق قلبی کا علم حاصل ہوتا ہے علم ظاہر میں شاگرد کو قُل ہُوَ اللّٰہُ اَحَد کا زبانی سبق پڑھایا جاتا ہے لیکن فقیر عارف طالب اللہ کو توجہ اور نظر سے کفی باللہ اور حسبی اللہ کا سبق پڑھاتا ہے جس طرح اہل ظاہر کے لئے باطن اور علم باطن حجاب ہے۔ اسی طرح اہل باطن کے لئے علم ظاہر حجاب ہے۔ فقیر عارف باللہ ظاہری نگاہ سے ظاہری علم اور باطنی بینائی سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی تفسیر اور شرح اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے۔ ؎

علم باطن معرفت رہبر خدا — باز دارد حرص حسد واز ہوا
بے زبانش علم خوانند از رسول — علم باطن برد حاضر حق وصول

؎

عارفاں بے سرود بایائے جان — آنجہان دیگر است دار الامان

جو شخص قلبی زندگی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اگر کدورت خناس خرطوم اور وسوسہ شیطانی اور خطرات سے خالی ہے۔ تو درست ہے۔ ورنہ جھوٹا ہے ایسا شخص جس کا دل زندہ ہو۔ وہ قلبی ذکر کے غلبات کی وجہ سے مشاہدہ نور میں غرق رہتا ہے۔ جواب باصواب بذریعہ الہام حاصل کرتا ہے۔ اور اُسے قرب الٰہی اور مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ زبانی عالم کی کیا مجال کہ جو قلبی عالم کے روبرو دم مارے۔ اگر دم مارے تو غضب بلائیت اسے مجنون۔ دیوانہ اور مجذوب بنا دیتا ہے۔ زندہ قلب صاحب حال روحانی کی کیا مجال کہ عالم صاحب معرفت وصال کی برابری کرے اور صاحب معرفت وصال کی کیا ہستی کہ "موتوا قبل ان تموتوا" کی فنا والے کے آگے دم مارے۔ قولہ تعالےٰ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی "زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے" صاحب وصال کی کیا مجال کہ عالم فی اللہ ذات حق التوحید نور جامع جمعیت باللقا جمال کے روبرو دم مارے۔ جامع کے مراتب کی گنجائش وہم و فہم میں نہیں۔ لاتعداد اور لا انتہا ہیں۔ مرشد کامل کو چاہیئے۔ کہ طالب کو پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مشق وجودیہ کے ذریعے تمام مراتب طے کرائے۔ اور ایک دم میں سب کچھ دکھا کر بخشدے تاکہ طالب کے دل میں افسوس اور حیرت باقی نہ رہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے گی۔

تو اس کا وجود تلقین اور ارشاد کے لائق ہو گا۔ فقیر کے ارشاد سے طالب پہلے ہی روز نفس و شیطان پر حکمران اور دونوں جہان کا امیر بنجاتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء۔ ذکر، فکر، تذکر، نفس، قلب۔ اور روح سب کے سب نور حضور ہو جاتے ہیں۔ جو کامل مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو نور حضور کے مرتبے پر نہیں پہنچاتا۔ اس احمق نے خواہ مخواہ اپنے پیر و مرشد کے نام کا اطلاق کیا ہے۔ ایسے شخص کا طالب بھی بے نصیب اور احمق ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے فقر۔ مراتب فقر اور نور حضور کی قدر ہی معلوم نہیں۔ ایسا شخص مع مرشد ساری عمر معرفت سے محروم رہتا ہے۔ اور خود پسندی اور ریاکاری میں مبتلا رہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس ؕ

واضح رہے۔ کہ مرشد کامل صادق طالب اللہ کو ایک دم۔ ایک قدم۔ ایک مراقبہ۔ ایک توجہ۔ ایک نظر۔ ایک استغراق۔ ایک تفکر۔ ایک تصور اور ایک تصرف سے چھ چلّے۔ چھ خلوتیں۔ اور چھ مجاہدے میں یکتا کر دیتا ہے۔ اور انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضا کو اس طرح پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ کہ پھر اسے چلہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ چھ چلّے حسب ذیل ہیں۔ تماشائے ازل کی خلوت کا چلہ۔ تماشائے شکم مادر۔ دنیا میں عمر بھر کی خلوت۔ تماشائے قبر۔ تماشائے حشر۔ اور تماشائے اید عقبیٰ اور بہشت کی خلوت کا چلہ۔ ان سب کو آزما کر پھر ان سے نکالتا ہے۔ پھر طالب کا وجود لایموت بقاو لقا سے مشرف ہونے کے لائق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں کسی قسم کا افسوس یا حسرت باقی نہیں رہتی۔ عمر بھر کے مطالعہ علوم سے ایک دم کا وصال اور مشاہدہ حضوری اچھا ہے ؎

آں علم غیب است بکشاید ز راز ۔۔۔ نہ مطالعۂ قال باشد نے آواز
علم است علم از علم در غیب دان ۔۔۔ معرفت توحید افیست با عیان

؎

جہل بر کفر است جاہل بر ہوا ۔۔۔ عارفاں را شد لقا قرب از خدا

دنیا کا طالب اور دنیا کی طلب سراسر جہالت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی طلب سراسر علم ہے۔ جو عین بخش۔ عین نما، عین صفا۔ عین لقا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ خضرؑ کے ہمراہ مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ اس کتاب کے

مطالعہ سے روشن ضمیری کا علم حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعے مشرق سے مغرب تک سارا ملک ایک ہی توجہ سے اپنے قبضے میں آسکتا ہے۔ نیز اس کے مطالعہ سے علم فی اللہ ولقائے الٰہی حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ توجہ کی تلوار سے نفس کو قتل کر کے منظورِ الٰہی بن سکتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیشہ اس کے مدِّنظر رہتا ہے۔ ؎

ہر کہ خواہد می شود عارف خدائے　　روز و شب حاضر بود با مصطفےٰ

بے ذکر و فوق است علم فیض بہ　　در حضورِ نور شد صاحب نظر

جس شخص کا باطن باتوفیق ہے۔ اسے ہمیشہ مجلس محمدی کی صحبت نصیب ہوتی ہے جس کی یہ حالت ہو۔ پھر اسے دونوں ہاتھوں میں تسبیح لے کر ورد و وظائف پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔ جس کے قلب کی زبان جاری ہو۔ انوار دیدار سے مشرف ہو اور اس کا قلب حضوری الٰہی میں ہو۔ اسے تسبیح پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ صاحب قلب مرشد صرف ایک ہی نگاہ سے حضور و قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ ؎

خوش بیا اے طالبا طالب لقا　　آنچہ باشد مال و تن کن جدا

ہر کہ منکر از لقا محروم تر　　کور مادر زاد باشد بے بصر

مرشد کامل اسے کہتے ہیں کہ نجس اور پلید اور اہل نفس خراب حال طالب کو ایک ہی نگاہ سے حرص۔ طمع۔ تکبر۔ خودپسندی اور خواہشات سے پاک کرے۔ اور ایک ہی توجہ سے معرفت اور لقائے الٰہی تک پہنچا دے۔ ؎

با نظر ناظر کند عارف خدا　　با توجہ کند باحق عطا

از فکر فتنہ مے شود فربہ نفس　　ذکر فکر و خام تر اہل از ہوس

طالب صادق پیر و مرشد کامل سے دو مراتب طلب کرنے فرض عین ہے۔ ایک غرق میں با اعتبار اور تصور میں باشعور ہونا۔ دوسرے لاہوت ولامکان میں مشرف دیدار ہونا۔ ان دو مراتب سے ایک تو توفیق حاصل ہوتی ہے جو سر تحقیق۔ ان دو مراتب سے اور دو مراتب حاصل ہوتے ہیں یعنی محبت کل معرفت مشاہدہ۔ اور دائمی قرب و حضورِ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ سب کچھ تصرف میں لانے سے غنی ہو جاتا ہے۔ لامحتاج فقر عاجز نہیں۔ بلکہ عارف ہے فقیر مفلس نہیں۔ بلکہ

اسے قربِ حق تعالےٰ کے اعلیٰ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر بُرا نہیں بلکہ اہلِ بہشت ہے۔ اور دونوں جہان کا امیر ہے اِس قسم کا عارف فقیر باطن آباد ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے جمعیتِ باطنی کی قوت عطا کرتا ہے۔ اور وہ اعمالِ ظاہری۔ وِرد و وظائف۔ ذکر۔ فکر اور مراقبے سے آزاد ہوتا ہے۔ یہی خاص الخاص فقر ہے۔ ؎

ہر یکے بودم سرشدم اکنوں دوم | از دوئی بگذشتم و یکتا شدم
این بود توحید رحمت حق عطاء | این بود فی اللہ فنا رویت لقا

یہ تمام مراتب شریعتِ محمدیؐ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور اسی کی برکت سے علمِ عین اور باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عین بخش اور عین نما ہے ؛

شرح علم

علمِ زبان کے مطالعے سے زبان کا عالم اور علمِ قلب کے مطالعے سے عالم قلب۔ علم قالب کے مطالعے سے عالم قالب۔ علم رُوح کے مطالعے سے عالم رُوح۔ علم سِر کے مطالعے سے عالم سِر۔ علمِ نفس کے مطالعے سے عالم نفس ہوتا ہے لیکن ان سب کا عالم علمِ معرفت اور توحیدِ مطلق کے مطالعے سے محروم رہتا ہے۔ اہلِ حجاب اہلِ تقلید ہوتے ہیں۔ فقیر کو معرفت و توحید۔ الہام۔ علم من لدنی علم الانسان مالم یعلم اللہ تعالےٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ مکانِ دیدار کی تمثیل ہی نہیں دے سکتے۔ جو سبق اللہ تعالےٰ سے پڑھتا ہے۔ اسے یاد رہتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دور در دور مطالعہ علم کرتا ہے۔ اور جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسبِ ذیل علوم کا تکرار کرتا ہے۔ علم مطالب۔ علم محبت۔ علم معرفت۔ علم مشاہدہ۔ علم قرب۔ علم حضور۔ علم جمعیت۔ علم فنا۔ علم بقا۔ علم لقا۔ علم یقین۔ علم اعتبار۔ علم انوار۔ علم دیدار۔ یہ عین صراطِ مستقیم قلبِ سلیم والے کے نصیب ہوتا ہے۔ علم جو ہوا۔ ایمان اور نفس شیطان پر غالب آنے کا علم۔ اِس قسم کے مراتب صاحبِ علم کو نصیب ہوتے ہیں جاہل اِس راہ پر چل ہی نہیں سکتا۔ اِس قسم کا عالم غیب دان اور عالم باعیان ہوتا ہے ہر ایک منزل و مقام پر جو الٰہی خزانہ ہے اس کا کلیا نشان بتاتا ہے۔ تلمیذ الرحمٰن اویسی قادری عارف باللہ عالم باللہ حقیقی کو حق شناس کہتے ہیں۔ ؎

موسیٰ ہیچو موسیٰ مے بینید گناہ | خضر باطن احوال بود ند حق نگاہ

جو طالب مرشد سے اپنا نصیب تحقیق نہیں کرتا۔ وہ احمق بے نصیب ہے۔ جو مرشد
طالب کو دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف نہیں کرتا۔ وہ بخیل ہے بے توفیق اور رقیب
ہے۔ علم کا عالم لقائے رب العالمین سے مشرف ہے۔ علم سے کوئی مرتبہ دوسرا اور بالاتر
نہیں۔ اور نہ ہی ہوگا۔ طالب بقا علم لقا پڑھتا ہے۔ عالم لقا کے سوا اور کوئی علم
نہیں جانتا۔ ؎

طاقتے باید لقا طالب بقا | بس گرانی بار بردار وحدا

علم لقا با توفیق ہے۔ کیونکہ یہ برحق اور تحقیق ہے۔ تمام علوم علم لقا میں شامل ہیں۔
جو علم لقا کا منکر ہے۔ وہ مردہ دل، شرمندہ اور بے حیا ہے۔ "الحیاء من الایمان"
'حیا ایمان کی علامت ہے۔ جس میں حیا ہی نہیں۔ اس میں ایمان کہاں سے آسکتا ہے
مرشد جو عالم لقا ہے، وہ توجہ ہی سے طالب کو علم لقا تک پہنچا دیتا ہے۔ اور طالب
درس میں غرق ہو کر علم لقا پڑھتا ہے ؎

صد یار یار تو گفتہ شد اے طالبا | بے نصیب ہرگز نیارد رو لقا

؎

ہر کہ دعویٰ کرد من طالب لقا | مال و تن فدا بہر از خدا
طالب بقا با یکدم و بایک قدم | لائق لقا طالب بود اہل از کرم
دیدار در انوار بیند عارفاں | در لاہوت لامکاں صاحب عیاں
آنچہ بینی از تصور شد لقا | اسم اللہ برد حاضر با خدا
دید در دو دیدہ دیدہ بدل | دیدار در دل خوش بہ بیں اے روخجل

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "رایت فی قلبی ربی" میں نے
اپنے پروردگار کو اپنے دل میں دیکھا۔ ؎

باہو در دل من یافتہ تحقیق تر | دل ز دل شد بشنو اصاحب نظر

جس عالم کو معرفت الٰہی کا علم حاصل نہیں۔ وہ بے معرفت عالم نفس کی قید میں ہے۔ جس
عالم کو علم لقا حاصل نہیں۔ وہ بیچارا نفس کی قید میں ہے جس عالم کو قرب الٰہی کا علم حاصل
نہیں۔ وہ نفس کی قید اور قہر میں ہے جس عالم کو علم وصال سے بہرہ نہیں۔ وہ ہمیشہ
نفس کی قید میں رہتا ہے۔ ؎

نفس را بگذار طلب از روح گیر تا شوی عارف خدا فی اللہ فقیر

قلب گوشت کے اُس لوتھڑے کو نہیں کہتے۔ بلکہ قلب وہ ہے جو معرفت محبت اور مشاہدہ پر ہے۔ اور دیدار انوار سے مشرف ہے۔ جو روز الست سے مست ہے ۔

مرشد شدی طالب شدی بے معرفت گردہ را زندہ کنی عیسیٰ صفت

تا نگردد غرق فی التوحید نور کے شوی عارف خدا اہل حضور

راہ فقر ش دیگراست فیض و فضل نظر بر توحید کن زاں کن ازل

کس نیابم طالبے لائق لقا در طلب اثبات جاں دہ زاں خدا

پیش مردم مرشد فزن اے لا فزن بر زبان اللہ در دل طلب زن

دیدار انوار حضور لقا سے مشرف ہوئے بغیر ذکر فکر۔ مراقبہ اور ورد و وظائف سے ہرگز باطنی صفائی حاصل نہیں ہوتی۔ دیدار و لقا سے مشرف ہوئے بغیر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہوتی۔ مرشد جو عارف لقا ہے۔ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز تمام علوم مثلاً علم فنا۔ علم بقا۔ علم روح۔ علم غیب دانی۔ علم قرب ربانی۔ علم لقاء۔ علم عین العیانی سے مشرف کر دیتا ہے۔ اور وہ زندہ قلب اور فانی نفس ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مراتب اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جسے اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے کیونکہ یہ طریقہ خاص الخاص اور بالتحقیق ہے +

واضح رہے کہ طالب جسم نفس سے مراتب نفس میں رہتا ہے۔ جسم قلب سے مراتب قلب کا طالب ہے جسم روح سے روح کا طالب ہے جسم سر سے طالب دیدار ہے جسم یقین سے مراتب بقا حاصل کرتا ہے۔ اور جسم اعتقاد سے مراتب اتحاد ذات آتے ہیں ۔

گر بگویم شرح ہر یک ہر مقام از ازل تا ابد کے گردد تمام

واللہ بس ماسوی اللہ ہوس +

اے عزیز! جو علم حاصل کرتا ہے اسے عالم۔ جو ذکر کرتا ہے اسے ذاکر جو فکر کرتا ہے۔ اسے فکر کنندہ جو مراقبہ کرتا ہے۔ اسے صاحب مراقبہ کہتے ہیں۔ غرضیکہ جو شخص جو کام کرتا ہے۔ اسی سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی طرح عارف ولی صاحب کاشفہ صاحب مجالس۔ صاحب مجاہدہ۔ صاحب مشاہدہ۔ صاحب مجادلہ۔ صاحب محاربہ۔ صاحب قرب صاحب نور اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ اہل باطن اولیا۔ صاحب صفا۔ صاحب

نفس، صاحبِ غوث، صاحبِ قطب، صاحبِ رُوح، ابدال و اوتاد، صاحبِ سر اور صاحبِ درویش ہوتا ہے لیکن فقر کے مراتب اَور ہی ہیں ؀

چنانچہ مذکورہ بالا تمام مراتب اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں، تو فقر کے مراتب کا عشر عشیر بھی نہیں۔ ان مراتب والے، غرق فی اللہ سے بے خبر اور فنا نارسیدہ ہوتے ہیں۔ ان کا ہر ایک مرتبہ فقر سے بعید ہوتا ہے۔ گو اُنھوں نے فقر کے مراتب کو سنا ہو۔ لیکن صرف سُننے سے کام نہیں چلتا۔ وہ باوجود سُننے کے حجاب میں رہتے ہیں پس فقر کسے کہتے ہیں۔ فقر کے مراتب لاتعداد اور لا انتہا ہیں۔ لاہُوت ولامکان اس پہ عیاں ہیں۔ اِسی وجہ سے فقر کی شان سب سے بڑی ہے۔ فقر کو مذکور کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ نیز اِسے قرب دیدار حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے۔ کہ دیدار کے یہ مراتب کس اعتبار سے ہیں۔ تو جواب دو۔ کہ "الفقر فخری والفقر منی" کی وجہ سے ؀

فقر پہلے ہی روز دیدار سے مشرف ہے۔ اس کا متوسط مرتبہ غرق فی النور ہے اور اس کا انتہائی مرتبہ یقین و اعتبار سے مشاہدہ و رویت اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ مشرف دیدار کس علم سے ہو سکتا ہے۔ اور مشرف دیدار کس راہ پر چلتا ہے۔ مشرف دیدار کو اسم اللہ ذات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ حاصل ہوتی ہے۔ اِس راہ والے کو حضوری اور قرب دیدار حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے۔ اور جمعیت بخشنے والا حق ہے۔ اِس راہ کی وجہ سے انسان باطل سے بیزار ہو جاتا ہے کیونکہ باطن کی بنا بھی باطل پر ہی ہوتی ہے۔ مشاہدہ و دیدار سے مشرف ہونے کا گواہ کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے ؀

چنانچہ لا الٰہ کہنے سے ہستی چھوڑ فنا اختیار کرتا ہے۔ اور نابود ہو جاتا ہے۔ اور الا اللہ کہنے سے لاہُوت ولامکان میں توحید تک پہنچ جاتا ہے۔ اور دیدار رب العالمین سے مشرف اور وسیلۂ نجات ہو جاتا ہے۔ اور محمد رسول اللہ کہنے سے بندے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ ہو تو اقبال ان تمو تو اور فنا و بقا کے یہ مراتب ہیں ان مراتب والا لقائے الٰہی سے مشرف۔ شریعت کے مطابق اور غالب ہوتا ہے۔ جس کو لقائے مولا کی معرفت حاصل ہے۔ وہ حق سے حق پر رہنے کے سبب حق سے مشرف کر سکتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیب۔ اسم اللہ ذات اور دیدار کا مُنکر ہے۔ وہ مردود ہے۔

مردار خوار اور کافر ہے۔ جو کلمہ طیب سے رجعت کھاتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں میں مرتد
مردود۔ عاق اور غیر مقبول ہو جاتا ہے۔ جو مرشد یا پیر کلمہ طیب کی کنہ کے سبب حضور سے
مشرف نہیں کر سکتا۔ اور مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں منصب نہیں دلا سکتا۔ وہ
احمق ہے۔ خواہ مخواہ اپنے تئیں پیر و مرشد کہلاتا ہے۔ ویسے تو پیر مرید بہت ہیں۔ اور
دنیا کے طالب اور مردم کش قصاب مرشد بے شمار ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک
آدھ ہوتا ہے۔ جو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے۔ اور دیدار پروردگار سے
مشرف کرتا ہے۔ دونوں جہان علم قرآن کی قید میں ہیں۔ اور علم قرآن کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کے طی میں ہے۔ اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی طی میں ہے۔ کلمہ طیب اور
اسم اللہ ذات سارے وجود کو یکبارگی پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ اور وجود سے پردہ
اٹھا کر دیدار سے مشرف کر دیتا ہے۔ اس پر تو تعجب نہ کر اور نہ اس سے انکار کر۔ کیونکہ علم
غیب غیب تک پہنچاتا ہے علم باطن باطن تک اور علم ظاہر وجود کو تاثیر و تفسیر کے سبب پاک
کر دیتا ہے۔ علم اللہ کافی ہے۔ باقی سب ہوس ہے ٭

واضح رہے۔ کہ علم کے معنی جاننا ہے بعض علوم کے کثرت مطالعہ سے سردردی اور
دماغ کی کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ اور بعض سے خودی و تکبر پیدا ہوتے ہیں۔ عقل نہیں رہتی۔
اور علم کی تحصیل کے بعد معرفت و قرب الٰہی کی طلب نہیں کرتا۔ یا یہ کہ سردردی کی وجہ سے عقل
ٹھکانے نہیں رہتی۔ علم حاصل کرنے کے بعد جس کی عقل ٹھکانے رہتی ہے۔ وہ مجلس محمدی اور دیدار
پروردگار کی طلب کرتا ہے۔ اور پھر وہ معرفت، قرب حضور۔ اور دائمی دیدار سے
مشرف ہو جاتا ہے۔ اور اسے مجلس محمدی حاصل ہو جاتی ہے۔ علم وصال کا رہبر ہے۔ عالم جو
عارف۔ ولی اور فقیر ہو۔ اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ اسے عنایت اور ہدایت
دونوں حاصل ہوتی ہیں ٭

علم کے تین حروف ہیں۔ اور ہوتا بھی تین قسم کا ہے یعنی علم نفس۔ علم قلب اور علم روح۔
سو عالم نفس ہمیشہ نافرمان۔ عالم قلب ہمیشہ علم عاقبت بالخیر کے مطالعہ میں مصروف
رہتا ہے۔ اور عالم روح علم عین کے مطالعہ کی وجہ سے نفسانی خواہشات اور انانیت
کو چھوڑ دیتا ہے۔ نفس سے علم حرص و ہوا۔ قلب سے علم صفا۔ اور روح سے علم طلب
معرفت الٰہی حاصل ہوتا ہے ٭

پس معلوم ہوا۔ کہ علم ظاہر سے عالم شریعت کو فرض، واجب، سنت، مستحب اور ضروری احکام کی واقفیت ہو جاتی ہے۔ اور علم باطن سے باطنی عالم کو عرفان الہٰی اور توحید کی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز کے قرب الہٰی و حضوری مجلس محمدی کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ عالم حضوری اور عالم ضروری عین ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اُن کی مجلس یا ہمنشینی آگ اور پانی یا اندھے اور بینا کی طرح راست نہیں آتی۔ خبردار دل سے ماسویٰ اللہ کو نکال۔ عالم قلب اور عالم روح کے لئے ضروری ہے۔ کہ عالم نفس سے گفتگو تک نہ کرے۔ کیونکہ وہ مردہ دل اور پژمردہ قالب نفس اور دنیا کی قید میں ہوتا ہے +

واضح رہے۔ کہ فقر دو قسم کا ہے ایک اختیاری اور دوسرا اضطراری فقر اختیاری "الفقر فخری والفقر منی"! اس کے دو مراتب ہیں۔ ایک خزانۂ دل کا تصرف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرف۔ دوسرے ہدایت، معرفت، اور قرب الہٰی۔ فقر اضطراری والا دربدر بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اور عنایت سے محروم رہتا ہے۔ اس میں دن رات فقر کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ فقر اضطراری ہی فقر مکب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "نعوذ باللہ من فقر المکب" یعنی منہ کے بل گرا دینے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ فقر اختیاری اسم اللہ ذات اور قرب حضور پر مبنی ہے ؎

از میانِ نقش بیں نقاش را	معرفت توحید این است حق لقا
غرق فی التوحید شو در ذاتِ نور	اسم اللہ بر دحاضر با حضور
من غلام قادریم و قادری	ہم صحبتی با مصطفےٰ حاضر نبی

نفس کی خوراک اور قوت کیا ہے؟ اور قلب کی کیا؟ اور رُوح کی کیا؟ نفس کی قوت حرص اور لذت دنیا۔ قلب کی مشاہدہ حضوری اور بندگی اور ہمیشہ کی بیداری۔ اور رُوح کی مشرف بلقائے الہٰی ہونا۔ اور دیدار پروردگار کے انوار میں غرق ہونا۔ جب طالب اللہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ تو نفس کو طمع اور حرص سے باز رکھتا ہے۔ جب نفس قلب اور رُوح کی قید میں آجاتا ہے۔ تو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے۔ اور اس کی صورت نورانی ہو جاتی ہے ؎

گر بیابی طالبا توحید راز　　روح قلب ہم سخن با آواز

رفت نفس از ہوا رحمت رسید　　معرفت توحید دیگر را ندید

ایسی حالت میں انسان کا ملاپ نور سے ہو جاتا ہے۔ ؎

کسے را نقش قلب و روح نور است　　فنا فی اللہ بود دائم حضور است

با تصور اسم اللہ ذات کے مراقبہ کی انتہا یہ ہے کہ حضوری الٰہی سے مشرف ہو۔ انوارِ دیدار پروردگار سے حاصل ہو۔ مرد خدا یہ دیدار ایک دم میں سات مرتبہ کرتے ہیں۔ اگر بحرِ ملاشفہ میں غوطہ لگائیں۔ تو دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں سر اپنے سے ایک دم میں قیامت تک کے واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر نہ ہی نکتہ چینی کرو۔ اور نہ ہی تعجب کرو۔ راہ حضوری اور معرفت و قربِ الٰہی میں ظاہری اور باطنی ہر مقام با توفیق تحقیق ہو جاتا ہے۔ کامل مرشد نعم البدل ہے راہو نعم البدل کے مراتب دونوں جہان کا معما ہیں۔ توحید کی چابی سے ہر ایک مقام کا قفل کھل سکتا ہے۔ ؎

مرتبہ ایشان نہ باشد مرتبہ ہا　　در فنا فی اللہ وحدت با خدا

جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی معرفت کا سبق پڑھتا ہے۔ وہ چودہ طبق کا تماشا پُشتِ ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔ کامل مرشد سے مذکورہ بالا مراتب کا حاصل کرنا آسان ہے جو مرشد عارف نظارہ ہے اسے طالب کو لامکان کے مراتب عیاں کرتے ہوئے کوئی دیر نہیں لگتی۔ جس شخص کو کیمیا اکسیر معلوم ہے۔ وہ نہیں کہتا۔ اور جو نہیں جانتا وہ کہتا ہے۔ نیز جو شخص کہتا ہے کہ میں کیمیا گر ہوں۔ وہ سراسر جھوٹا ہے۔ وہ احمق مبتلا ہے۔ عامل لوگ اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور لا یحتاج ہوتے ہیں جھوٹے لوگ خراب و خستہ اور محتاج ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کا تصور و تصرف حاصل ہے وہ حضوری میں کامل اور دعوت کا عامل ہوتا ہے۔ اور اسے قبور کی روحانی ملاقات اور علم کیمیا حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اپنے آپ کو حضور میں پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اے عزیز! صادق طالبوں اور کامل مرشدوں کے یہ مراتب ہیں۔ ؎

با نظر از خاک میگردند زر　　از سیم و زر بہتر بود عارف نظر

نظر عارف میرساند با خدا | یا نظر عارف بہ بیند کیمیا
کے شناسد عارفاں حق معرفت | یا نظر زندہ کند عیسےٰ صفت

جو شخص ہر علم میں کامل ہے۔ وہ معرفت فقر میں قدم زنی کرتا ہے۔ لیکن احمق ناقص محض لافزنی کرتا ہے۔ کامل مرشد۔ فقیر معرفت۔ علم دعوت کا عامل اور عیسیٰ کی طرح زندہ دم وہ شخص ہے۔ جو تمام کیمیا۔ تمام علوم۔ تمام مراتب۔ تمام حکمت۔ اور ذات و صفات کے تمام مقامات طے کرے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے وسیلے طالب صادق کو حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اور آنحضرت صلعم کے زمانے سے لیکر قیامت تک کے تمام انبیاء۔ مرسل۔ اصفیا۔ اولیاء۔ عالم باللہ۔ اولیاء اللہ۔ غوث قطب۔ ابدال۔ اوتاد۔ اہل مراتب و مناصب اور مومن و مسلمان کی روحوں کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا ہے۔ اور ان کے ناموں سے آشنا ہوتا ہے۔ پھر سلطان الفقر سے ملاقات کرتا ہے۔ یہ اس طالب صادق کا پہلے دن کا سبق ہے۔ جو لائق نظر ظاہر مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور باطن میں صبر و سفر مثل حضرت نبی اللہ خضر کے ہو۔ جو مرشد پہلے روز طالب کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا۔ اور حقیقی احوال اس پر منکشف نہیں کرتا۔ طالب کے حق کا وبال اُس کی گردن پر ہوتا ہے ٭

یاد رہے۔ کہ طالبی و مرشدی پروردگار کا ایک بھید ہے۔ جو لوگ احمق اور جبلی کے بیل کی طرح ہیں۔ وہ ان رموز کو کیا جانیں ٭

رُوح کا علاج لذت۔ جمعیت۔ شوق اور معرفت قرب الہٰی ہے۔ اور نفس کے تمام احوال اژدوئے حرص و ہوا سراسر پلیدی اور گندگی ہیں۔ قلب کے اعمال حق پسندی کے سبب زندگی ہے۔ تصور کی کاملیت یہ ہے۔ کہ خواب یا بیداری میں جس کو چاہے۔ باشعور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف کرے۔ اور نعمت، دولت۔ عزت۔ شرف۔ ہدایت۔ ولایت۔ عنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور کی تعلیم و تلقین اس طرح دلائے۔ کہ وہ شخص خواب میں رُوحانی آنکھ سے دیکھ سکے۔ اور جب خواب سے بیدار ہو۔ تو زبانی حقیقت کا اظہار کرے۔ اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ اور اگر خواب میں کسی کافر کی صورت کا تصور کرکے اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دے۔ تو اسے دوزخ کی آگ کا عذاب ہو۔ اور پھر اسے بہشت دکھلا کر اس کی نعمتیں چکھلائے۔ کہ

اور جب وہ کافر خواب سے اُٹھے۔ تو وہ باآواز بلند کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے۔ اور کہدے۔ کہ اسلام برحق ہے۔ اور کفر باطل +

شرح ذکر

اہل تقلید ذاکر بہت ہیں۔ اور خود پسند، ریاکار، صاحب حجاب، بیشمار ہیں۔ اصلی ذاکر اہل توحید اور مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ ذکر کے سبب انسان اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کا پردہ اُٹھ جاتا ہے ؎

ذکر یک دردا ست باشد لا دوا | شد شفا از درد ذکرش با لقا
ذکر یک سوز ا ست سوز مغز جان | سوزاند لاہوت۔ برد لامکان

ذکر کے سات اصول ہیں۔ جو ساتوں اعضاء اور قلب وقالب سب سے کئے جاتے ہیں۔ ان ساتوں میں سے ہر ایک سے ستر ہزار قرب نور، ستر ہزار علم حضور۔ انوار معرفت توحید۔ دیدار سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور جمعیت تصور کل۔ تصور گنج طلسمات ومہمات مشکل حاصل ہوتی ہے۔ ان باتوں کے لائق کوئی کامل وجود ولی اللہ اور عارف باللہ ہوا کرتا ہے۔ سات ذکر عظیم اور ہفت اندام قلب سلیم صراط المستقیم حسب ذیل ہیں جن کو با اعتقاد اور بالیقین کرنا چاہیئے +

چنانچہ پہلا ذکر عظیم۔ ذکر حامل در تصرف گنج عنایت جس سے ذکر لا یحتاج ہو جاتا ہے جسے کامل درجہ کی عنایت حاصل ہے۔ اسے کسی قسم کی شکایت نہیں +

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلعم فرماتے ہیں " عذاب الجوع اشد من عذاب القبر" بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے "

دوم ذکر نور۔ جس کے شروع میں طالب اللہ کے ساتوں اعضاء سر سے لیکر پاؤں تک مشاہدہ حق میں نور ہو جاتے ہیں۔ ذکر نور کا ذاکر اسم اللہ ذات کے تصور سے بغیر مجاہدہ سارے مطالب حاصل کر لیتا ہے +

سوم ذکر عظیم۔ ذکر مقام۔ غرق فی اللہ فنا۔ اس ذکر سے ذاکر لامکان لاہوت اور توحید لقا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور یکبارگی اس کے سارے مطالب مل جاتے ہیں +

چہارم ذکر عظیم مغز بیدار۔ اس کے شروع تلقین میں انوار الٰہی میں مستغرق اور

دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور اُسے یقینی اور اعتباری علم
حاصل ہوتا ہے۔ اور سارے مطالب پا لیتا ہے +

پنجم ذکر عظیم حی زندہ۔ اس کے شروع میں ساتوں اعضا قلب اور قالب زندہ ہو جاتے
ہیں۔ اور لاہوت ولامکان اور دونوں جہان کے اٹھارہ ہزار عوالم کا تماشا کرتا ہے۔
اور یکبارگی اپنے مطالب حاصل کر لیتا ہے +

ششم ذکر عظیم قرب الحق۔ اس کے شروع میں معرفت و توحید حق کی حقیقت اور
اصلی حقائق حاصل کرتا ہے۔ اور باطل۔ حرص۔ طمع۔ حسد۔ تکبر اور ریا کو چھوڑ دیتا ہے۔
اور پہلے ہی روز طالبانِ الٰہی کو حضرت فقر کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔ اور یکبارگی
تمام مطالب حاصل کر لیتا ہے +

ہفتم ذکر عظمت العظام۔ جس سے اسرار پروردگار سے محروم ہو جاتا ہے۔ گو خدا
تو نہیں پہنچاتا لیکن خدا سے ایک دم جدا بھی نہیں ہوتا۔ اور اپنے تمام مطالب یکبارگی
حاصل کر لیتا ہے۔ وہ کونسا علم اور راہ ہے۔ جس سے دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکتے
ہیں۔ وہ کونسا علم لبقا ہے۔ جس سے بقائے رب العالمین حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ دیدار
الٰہی جائز ہے +

اے نفس کی قید میں پھنسے ہوئے ناقص اور احمق! اے اہل ہوس! نالائق۔ اہل نجم۔
بے دانش۔ بے شعور۔ مُردہ دل۔ معرفت و قرب الٰہی سے بے خبر۔ رحمت الٰہی سے
محروم۔ دیدار پروردگار کی شرح سن۔ قلب سلیم والے کو دیدار نصیب ہوتا ہے۔ نہ
کہ اُس شخص کو جس کا قلب مُردہ اور قالب افسردہ ہو۔ اور جو عالم بمنزلہ جاہل ہو۔ اور
جس کی حالت "کمثل الحمار یحمل اسفارا" کے مطابق ہو۔ ایسا شخص نفس کا طالب۔
دنیا کا مرید۔ شیطان کا قیدی اور بدکار ہوتا ہے۔ یہ معرفت اور توحید الٰہی سے
دُور ہوتا ہے۔ اسے مجلس محمدی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مولیٰ کے دیدار کی یہ کیفیت
ہے۔ کہ بعض مردود اہل بدعت عکس۔ حسن اور خط و خال سے تشبیہ دیتے ہیں۔
ایسے لوگ بالکل جھوٹے اور مراتب لازوال میں بے جمعیت اور پریشان
احوال ہوتے ہیں۔ غیر مخلوق کو مخلوق سے تشبیہ دینا سراسر کفر اور شرک ہے۔
جتنے مقام ہیں۔ مثلاً ازل۔ ابد۔ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ تحت الثریٰ اور

بہشت ان میں اگر کوئی کہے۔ میں نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔
یہ از روئے حرص و ہوا ہے۔ دیدار و لقا محض فیض فضل اور عطا ہے جو اسم اللہ ذات
سے حاصل ہوتا ہے جس وقت انوار کی تجلّے ہوتی ہے۔ اُس وقت کسی جگہ یا مقام
کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔ بلکہ لامکان ہوتا ہے۔ جہاں پر لقا و دیدار سے مشرف
ہوتے ہیں۔ جو اس کا منکر ہے۔ وہ جھوٹا۔ کافر اور منافق ہے۔ اور لقا بیشک
وشبہ ہوتا ہے ؎

نیست آنجا ازل و ابد نیست دنیا نہ بہشت
آن مکان است لامکان دیدار از سرشت

حضوری کے انوار میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تمثیل نہیں دے سکتے۔ جو
کچھ کلام اللہ مع اللہ اور مدور پڑھتا ہے۔ وہ قیامت تک رہتا ہے ؎

اللہ ہر کرا خواہد نماید عین راز | اللہ ہر کرا خواہد دہد قرب از آواز
اللہ ہر کرا خواہد بہ بخشد با حضور | او نخواہد رانده گرداند بدور

راہ دیدار و لقا کا علم یہ ہے۔ لقا کے لئے علم ضروری ہے بعض کو لقا سے جمعیت
حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض مجذوب ہو جاتے ہیں۔ بعض لقا سے دن رات جلتے
ہیں۔ اور آہ آہ کرتے ہیں یہی ''انّ المشتاقین المدیرین من ھل من مزید''
ہیں۔ یہ فرد۔ توحید۔ تجرید۔ اور تفرید کے مراتب ہیں ؏

قولہٗ تعالےٰ ''من یرجوا لقاء ربہٖ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہٖ
احداً'' اگر کوئی شخص اپنے پرورد کا لقا چاہتا ہے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ نیک
عمل کرے۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ بنائے عمل صالحہ
اور عبادت قدیم کیا ہے؟ لقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہونا و اصل کو علم سے بقا
حاصل ہوتی ہے ؎

گر شوم در غرق دیدارش دوام | باھو در ھو گم شدہ باھو کدام
با خبر باھو بود باھو بخواند | یاھو باھو ر ایرد باھو ماند
ہر کہ از خود شود آنجا چہ دید | خوش ببیں دیدار از خود پرید
ہر کہ منکر از خدا و از مصطفےٰ | آں کاذب مردود گردد بے حیا

گر لذتِ دیدار را شرحی کنم — کونین را بر نامِ او صدقہ کنم

گر بیابی زود بینی طالبا — طالباں پیدا شود بہر از لقا

اجل پیغام است موت از معرفت — ہر کہ محرم موت شد طالب صفت

قولہ تعالےٰ " فاینما تولوا فثم وجہ اللہ " جس طرف تم رُخ کرو۔ اسی طرف اللہ تعالےٰ کا چہرہ ہے "

ہر طرف بینم مشرف شد لقا — آوردم رُوئے بسوئے قبلہ چو رُو قبلہ نما

زاللہ رو نگہ دانم بجاں گر جاں بود — گرچہ از سر تن جدا جان مے شود

جام نوش ہر گز نہ ترسد جاں بجاں — ساکن لاہوت نظرش لامکان

دیدہ بر دیدار دل با اشتغالی — غرق فی التوحید عارف دم وصال

از لقا روئے نگہ دانم دوام — ہر کہ از رُو راندہ اے کافر تمام

جس فقیر اہل اللہ کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور سے سراسر نور بن گئے ہیں اسے ظاہری تصرف اور باطنی معرفت کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم سے باخبر اور مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کا صاحب حضوری ہوتا ہے۔ اس پر تمام فرشتوں۔ جنوں اور انسانوں کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ یہ مراتب باطن معمور فقیر کے ہیں۔ اور یہ اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں ہر ایک مرتبہ اسم اللہ ذات کے درست تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور بے حجاب ہوا کرتا ہے۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات فرمان کی طرح ہے۔ جو صاحب تصور اسم ذات فرمان کو باعزت نہیں لیتا۔ وہ نافرمان فرعون ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص جسے قرب مشاہدہ اور حضوری الٰہی حاصل ہے۔ اس کی بات کبھی خطا نہیں کرتی۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ قرب الٰہی کے سبب قبول ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جو موذی کو قبل الایذا قتل کر دیتی ہے۔ ان مراتب کو اہل ہوا و ہوس کیا جانیں۔ کہ ایسے لوگ سارے جہان کو ایک دم میں فنا کر سکتے ہیں۔ اور ایک ہی توجہ سے سارے جہان کو بحکم خدا و اجازت رسول بقا بھی بخش سکتے ہیں کیونکہ جو فقرا اہل حضور غرق فی التوحید۔ فنافی اللہ اور اسم اللہ جلالی اور جمالی نور سے منور ہیں۔ اُن کی کوئی

بات بھی حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتی ہے

مست ما فکرے نباشد از جلال　　　غرق فی التوحید اللہ بالوصال

جو فقیر دیدار الٰہی سے دائمی طور پر مشرف ہے۔ وہ دنیا مردار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ دنیا مردار نجس۔ ناپاک۔ گندی اور بدبودار ہے +

واضح رہے۔ کہ شیطان اللہ تعالےٰ کے دشمنوں پر غالب آتا ہے۔ اور ان پر غفلت بھی غلبہ کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے دوست شیطان پر غالب آتے ہیں۔ جو شخص حقیقی طالب ہوتا ہے وہ اہل توفیق ہوتا ہے۔ اور بلاشک وشبہ اللہ تعالےٰ اُس کا یار و مددگار ہوتا ہے +

قولہ تعالےٰ "وان عبادی لیس لک علیھم سلطان وکفی بربک وکیلاﷺ" جو میرے بندے ہیں۔ ان پر تو غالب نہیں آ سکتا۔ تیرا پروردگار اُن کے لئے کافی وسیلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں پر نفس ہمیشہ سوار رہتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خوار اور حرص وطمع میں حیران و پریشان رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے دوست نفس پر سوار ہوتے ہیں۔ اور انہیں علم یقین۔ علم اعتبار۔ علم دیدار اور دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے اور غرق فی النور ہوتے ہیں +

پس یہ معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کی علامت کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی معرفت۔ دوستی اور محبت کس بات سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مرشد کامل سے حسب ذیل باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اوّل ذکر نور۔ دوم تصور حضور۔ تفکر حضور اور ذکر سے نور۔ اہل روح کی قبور پر عمل دعوت پڑھے بغیر تصور حضور حاصل نہیں ہوتا۔ جو شخص با اخلاص اور با اعتقاد ہو کر اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر آیات قرآنی اسم اللہ۔ اسم اعظم اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر روحانی کی طرف متوجہ ہو اور یا فکر مراقبہ کرے۔ تو اس وقت وہ روحانی بلاشک وشبہ قبر سے اس طرح نکلیگا جس طرح سانپ کینچلی سے۔ روحانی کے لئے قبر سے نکلنا اور اس میں داخل ہونا ایسا ہی آسان ہے جیسا غوطہ خور کے لئے پانی میں آنا جانا۔ اگر پڑھنے والا صاحب توفیق ہے تو دیکھیگا اگر مردہ دل ہے تو نہیں دیکھ سکیگا۔ خواہ ساری عمر ہی قبر پر بیٹھا کیوں نہ پڑھا کرے۔ اگر طالب صاحب باطن ہے۔ تو روحانی اس سے دینی یا دنیاوی ہر کام کے لئے

ہمکلام ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے تو نفس سے۔ اگر صاحب قلب ہے تو قلب سے۔ اور صاحب روح ہے تو زبان روح سے اور اگر صاحب سر ہے۔ تو زبان سر سے۔ اور روحانی کا کلام بلاشک وشبہ درست ہوگا۔ ہرگز ہرگز خلاف نہ ہوگا +

چنانچہ خود جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات فرماتے ہیں "اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور" اگر کسی کے معاملے میں تمہیں حیرت ہو۔ تو اہل قبور سے مدد لو! ترک سے تصور، حضور۔ ذکر نور اور مراتب نور اور تجرید و تفرید سے توحید۔ تصور۔ حضور اور توکل حاصل ہوتا ہے ؎

ذکر حق نور است فکرش با حضور — بے حضوری ذکر و فکر و بعد و دور

ذکر را بگذار مذکورش بگو — احتیاج نیست ذکرش رو برو

نیز شرح دعوت قبور حسب ذیل ہے۔ ؎

گر ترا علم است دانش با شعور — نظر کن بر مردگان اہل القبور

عاقبت تو جائے خانہ شد قبر — کس نبردہ در قبر ایں سیم و زر

علم سے باید علم بہر از عمل — جز محبت حق دگر باطل خجل

عارف اور عالم باللہ وہ شخص ہے۔ جو قوت قرآن، قرب اور معرفت الٰہی سے قبر میں ایک قلعہ بنالے یا پرانوار تجلئے لقا کی جمعیت سے مشرف بدیدار ہو۔ کہ آگ پاس نہ آسکے۔ دعوت قبور وہی شخص پڑھ سکتا ہے۔ جسے اہل قبور کے حالات منکشف ہوں اور انوار کا کشف اسے حاصل ہو۔ اور روحانی اس سے کلام یا ثواب کرے بعض جنہیں یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ رجعت کھا کر خانہ خراب ہو جاتے ہیں بعض بے حجاب۔ بعض روتے کڑھتے۔ اور بعض دن رات آہیں بھرتے رہتے ہیں۔ مارے خوف کے امید پر نگاہیں جمی رہتی ہیں +

اب یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ عظیم و کبیر قبر اور ادنٰی و صغیر قبر مراتب کس طرح معلوم ہوتے ہیں۔ سو واضح رہے۔ کہ قبریں چند ایک قسم کی ہوتی ہیں۔ اور روحانی کے مراتب۔ اور خطاب چند ایک قسم کے ہیں۔ جس قسم کے روحانی کے حالات اور مراتب ہونگے۔ ویسا ہی عامل پر اثر ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے۔ تو قبر کی قید میں رہ کر عذاب سہیگا۔ اور اس کی حالت خراب ہوگی۔ ایسے شخص کی قبر پر دعوت پڑھنے سے جنونیت

خطرات، رواہمات۔ وسوسہ شیطانی۔ فریب سرجعت وغیرہ کی ہوا اُر آئیگی۔ اس دعوت سے
ہرگز ہرگز مطلب برآری نہیں ہوگی بعض رُوحانی اہل قلب۔ روشنضمیر تن مُردہ اور جان
زندہ ہوتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی قبر پر اگر دعوت پڑھی جائے۔ تو جمعیت سرشت حاصل
ہوتی ہے۔ جو کہ بہشت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ نیز مؤکل فرشتے کی آواز حوال کے
موافق آتی ہے۔ اور قبر میں سے انوار کے شعلے نکلتے ہیں۔ اور طالب کی مہمات
سرانجام ہوتی ہیں۔ نیز اس سے نجات اور کم آزادی حاصل ہوتی ہے اگر روحانی اہل روح
ہے۔ تو عامل کے ساتوں اعضا سر سے لیکر پاؤں تک نور ہی نور ہو جاتے ہیں۔ اور دل
طوفان نوحؑ کی طرح موجزن ہوتا ہے۔ رُوحانی اس سے مل کر بیٹھتا ہے۔ اور اُس
کے مطالب پورے کرتا ہے۔ اہل اسرار کی قبر پر دعوت پڑھنے سے قدرت الٰہی
کے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اور عین بعین دکھلائی دیتے ہیں۔ اہل نور کی قبر پہ
دعوت پڑھنے سے عامل بھی صاحب انوار اور مجاہدہ اور مشاہدہ انبیاء اور اولیاء میں
بلاشک وشبہ صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ عارف رُوحانی کو ایمانی نور حاصل ہوتا ہے۔
جس کی قوت سے وہ آدمیوں سے ملتا ہے۔ اور اُس کی قبر سے مذکور کے ذکر کی آواز
آتی ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اِذا تحیر تم فی الامور
فاستعینوا من اھل القبور" اگر تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ۔ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔
روحانی کی قبر سے آواز آتی ہے۔ اور عامل کو جمعیت جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات
کے تصور والے کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے ؎

عمل قرآن و قبر قرب از خدا — ایں عمل حاصل شود از مصطفےٰ

قبر شیر کے مکان کی طرح ہے۔ اور قبر میں روحانی شیر ببر کی طرح۔ قبر پر دعوت وہی پڑھتا
ہے۔ جس میں حضرت عیسےٰؑ اور خضر علیہما السلام کی سی قدرت توفیق ہو ؎

قبر بیشہ شیر در قبر شیر ببر — شہسواری شیر خواند با بصر

اولیاء اللہ کی قبر کے گرد نور کا قلعہ ہوتا ہے جس میں روحانی ہمیشہ مشرف حضور رہتا ہے ؎

ہر کرا شد معرفت وحدت لقا — خوش بخواند بر قبر آں اولیاء
ہر کہ خواہد معرفت توحید نور — شد حضوری را ز با اہل قبور
باروحانی راہ روحی راہبر — با تصور میرود اندر قبر

با یک دگر شد ہم سخن باہم کلام ہر حقائق یافتہ ور خاص و عام
ہر کہ ایں رہ نداند بے عمل با وسوسہ خطرات شیطانی خلل
پیغمبری ایں رہ رفتند اولیاء روز اول شد مشرف با لقا
با ہوا بہر از خدا ایں رہنما سر نگر دان کن جدا بہر از خدا

جو شخص عارف و عالم باللہ اور صاحب استغراق ہے۔ اور جو حضوری پروردگار میں لے جا سکتا ہے۔ اسے مؤکل اور جنونیت کا کیا ڈر اور حصار کی کیا ضرورت۔ اسکے وجود سے نور الٰہی کا شعلہ جب نکلتا ہے تو اسکی گرمی سے مؤکل، فرشتہ اور جنونیت سب کچھ بھاگ جاتا ہے ؎

مرد باشد حق شناسا با حضور آں وجود لائق ہمت دعوت قبور

مشرف بلقائے الٰہی ہونا کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اور کس طریق سے وہ شرع کے مطابق ہے۔ اللہ تعالے کو پانچ طریق سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ اوّل خواب میں بشرطیکہ وہ بیباک ہو۔ دوسرے مراقبہ جو کہ موت کا مقر ہو۔ اور جو معرفت اور محبت کا محرم ہو۔ اسی کو موت الوصال کہتے ہیں۔ یہ موت بلکہ موت سے بھی غالب ہوتا ہے۔ اور اسی کے حق میں ”موتوا قبل ان تموتوا“ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس سے عین العیان اور عارف لاہوت ولامکان ہو جاتا ہے۔ اسی کو انوار ذات کی موت بھی کہتے ہیں۔ اسی کے ذریعے علم اجل سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں غرق ذات الانوار کی موت کے سبب انسان لقاء و دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ عارفوں میں اولیاء اللہ نے اسی موت کے سبب حیات مطلق حاصل کی ہے۔ اور اسی کے وسیلے موت معرفت۔ موت مشاہدہ۔ قرب اللہ موت مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کو با توفیق تحقیق کر لیا ہے۔ اور ممات کے جسم کو حیات کے جسم سے آراستہ کر لیا ہے۔ اس قسم کی موت والے کو بغیر آواز کے ہمکلام کیا جاتا ہے۔ اور بے زبان اس کا کلام ”قم باذن اللہ“ ہوتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ ولی اللہ کے لئے اس مقام میں پہنچکر زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے ؎

با تصور اسم اللہ لازوال است زندہ میم ہمہ اندر وصال است
کسے داند کہ ہرگز آں نداند حجاب بے خودی خود در پردہ ماند

مراتب عاشقاں دیدار بین است زحق با حق رسد حق الیقین است

حیلنے شد بقا بعد از لقا شد کسے ایں جا نہ بیند سر ہوا شد

اگر گوید کسے دیدار خدا را کو فردا شد بآں را صد بیرد را

خدا بیند مرا من چوں نہ بینم کہ امت از محمد پاک ادیم

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ قولہ تعالیٰ۔ ومن کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا۔ از کلمہ طیب اور اسم اللّٰہ ذات کی کنہ سے دیدار حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص علم دیدار پڑھتا ہے۔ اس وقت کی مثال نہیں دے سکتے علم دیدار با تصوّر صحیح غرق ہے +

واضح ہے۔ کہ تصور بہت ہیں۔ چنانچہ تصور نفس تصور قلب۔ تصور روح تصور سر۔ تصور ذکر و فکر۔ تصور مذکور۔ تصور حضور۔ تصور فرشتہ موکل۔ تصور جن و انس تصور کل مخلوقات۔ تصور شیطان۔ تصور دنیا۔ یہ تمام تصور تقلیدی ہیں۔ پانچ تصور با معرفت الٰہی توحید۔ چنانچہ تصور یقین۔ جس کے سبب ایک لحظہ میں حق الیقین حاصل ہو سکتا ہے۔ دوم تصور اعتبار جس کے ذریعے ایک لحظہ میں دیدار سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ سوم تصور فنا جس سے ایک لحظہ میں مشاہدہ قرب اور حضوری حاصل ہوتے ہیں۔ چہارم تصور لقا جس سے فی الفور وحدت لقا حاصل ہوتی ہے پنجم تصور اعتقاد جس سے فوراً انبیاء و مرسل۔ اصفیاء اور اولیاء اللّٰہ کی مجلس کا اتحاد حاصل ہوتا ہے ؎

دریں تصور ہر گنج راز حق وز تصور سے شود جملہ خلق

اللّٰہ بس ما سوی اللّٰہ ہوس ٭

واضح ہے۔ کہ اسم اللّٰہ ذات کے تصور والا اسم اللّٰہ ذات کی برکت سے دونوں جہان کو تصور میں طے کر کے ہتھیلی یا پشت ناخن پر آسانی کے ساتھ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن انوار معرفت و توحید الٰہی اور دیدار الٰہی کا بھاری بوجھ سمبھالنا بہت مشکل ہے۔ مگر جسے اللّٰہ تعالیٰ خود کرم و لطف سے طاقت عنایت فرمائے۔ وہ اٹھا سکتا ہے۔ دنیا میں وہ شخص بہت ہی احمق۔ بے عقل بے شعور اور بے دانش ہے۔ جو دنیا دار کی طرف

مائل رہتا ہے۔ اور معرفت الٰہی اور دیدار نبوی کی لذت کو حاصل نہیں کرتا ایسے لوگ جھوٹے ہوتے ہیں اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جھوٹا میری اُمت میں سے نہیں ہے

لذتِ دیدار بہ دیدار دہ　　　　ہر کہ از دیدار ترسد من یدہ

آدمی کو زندگی اسی لئے دی گئی ہے۔ کہ وہ مشرف بلقاء ہو سکے۔ اور تمام ظاہری یا باطنی عبادات بھی اسی خاطر ہیں۔ وہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ " وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون " میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میری عبادت کریں یعنی مجھے پہچانیں" فقرا اولیاء اللہ کے احوال اسی طرح ہوا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تو بندے سے ایسے فرض کی طلب کرتا ہے۔ جس میں فرض عین۔ فرض کفایہ سب کچھ شامل ہو*

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ؛ من لم یاد فرضًا دایما لم یقبل اللّٰہ قرض الوقت ؛ جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ اس کا فرض وقتی ہرگز قبول نہیں کرتا۔ دائمی فرض یہ ہے۔ کہ ایک دم میں انوار کی ہزار ہا تجلیات سے مشرف ہو*

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسی سنت کی طلب میں ہیں جس میں تمام سُنتیں شامل ہیں۔ اسرار العارفین عزرائیلؑ قبض جان کی طلب میں ہے۔ شیطان سلب ایمان اور گناہ کی طلب میں ہے نفس شہوت کی طلب میں حیوان کی طرح پریشان ہے۔ قلب شوق الٰہی کی جستجو میں ہے۔ روح طلب لاہوت اور دیدار لامکان سے مشرف ہونے کے درپے ہے ماں اہل قبیلہ کے فرزند دنیاوی مال ومتاع کی تلاش میں۔ لیکن طالب اللہ بحر وجود میں غوطہ لگا کر حق شناسی کا منصب حاصل کرتا ہے۔ اور عدل کی تفتیش کرتا ہے۔ اس قسم کے مراتب لائق انسان کے ہیں ہے

طالب دیدار رو دیدار دار　　　　غرق فی التوحید رویت حق نگار

لذتے در جاودانی لذاتِ دیدار بہ　　　　الٰہی مرتبہ دیدار دادی طاقت دیدار دہ

اہل محبت۔ اہل ذکر و فکر۔ اہل معرفت۔ اہل مذکور و حضور۔ اہل قرب حق۔ مشاہدۂ نور۔

اہل تجلی غرق دیدار۔ اہل مشرف لقا۔ فنا و لقا۔ درویش فقیر ولی اللہ۔ و اہل عشق۔ عارف عالم۔ عامل جامع۔ کامل مکمل اکمل۔ رہنمائے خلق۔ غوث قطب ابدال۔ اوتاد۔ اخیار صاحب باطن معمور۔ وجود صفا۔ اور ہم مجلس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اس قسم کے صاحب مراتب کو کن احوال سے پہچان سکتے ہیں۔ پہچان یہ کہ اہل اللہ اہل دیدار کا نفس بیمار ہوتا ہے جس طرح بیمار کو کتنے سننے۔ دیکھنے اور کھانے کی لذت ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح پر اولیاء اللہ کو سوائے حضور و مشاہدہ اور دیدار کے اور کسی بات سے حظ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ دیدار ہی دیکھتا ہے۔ دیدار ہی سنتا ہے۔ دیدار ہی چکھتا ہے۔ اور نور ہی کہتا ہے ؎

طلب کن دیدار دائم تا شوی طالب خدا ۔۔۔ درمیان یکیفتہ یابی معرفت وحدت لقا
ناقصاں از سال پنجاہ کاملاں از روز پنج ۔۔۔ پنج پنجہ نیز ناقص عارفاں یکدم ز گنج
ہیچ گنج و نیز ناقص دم زدن بہر حضور ۔۔۔ ایں مراتب جامع مرشد بود با ذات نور
دم زدن ہم دیر باشد طرفہ زند حاضر کند ۔۔۔ ایں مراتب انتہائی از خدا حاصل شود
ایں ہر یک مراتب ناقصاں از ہر زن شد طالبان ۔۔۔ نادیدہ را دیدہ بہ بخشد میشود روشن عیان
باہو راہ مرداں با توجہ با نظر ناظر قلب ۔۔۔ در تصرف با تصور غرق کن در ذات رب

سارے لوگ ہی اپنے آپ کو طالب کہتے ہیں۔ اور سارے ہی لوگ مطالعہ کتاب مطلوب دن رات کرتے ہیں۔ اور بہت سے مرید طلب مراد میں مارے مارے پھرتے ہیں اور بہت سے خلیفے لاف زن اور خلافت ہیں ؎

کس نہ بینم طالبے توفیق تر ۔۔۔ کس نیابم مرد مرید از نظر
ہم مریدی طالبی از بہر خویش ۔۔۔ درویش بسیار است بد کیش بیش

جو عارف عین کا نظارہ کرتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ اسے آنکھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ؎

گر نہ بیند کور مادر عیب نیست ۔۔۔ مرشد اظہار آں از غیب نیست
مید ہد دیدار مے گوید بہ بیں ۔۔۔ گاہ آواز او نہ بیند شاہ لعین
گر نہ بینم میشوم مشرک تمام ۔۔۔ روئے من با روئے او شد ہر مدام

قولہ تعالےٰ ﴿انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما

انا من المشرکین میں یکسو ہو کر اپنا چہرہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف کرتا ہوں۔ اور میں مشرک نہیں ہوں۔ ؎

نور دیدار ش بحبتہ داشتند | نفس و قلب روح را بگذاشتند
باہو ابتدا تو راست آخر گشت نور | نور شد از نور نور از شد ظہور

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ النھایت الرجوع الی البدایت ۔ ابتدا کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے ۔ مردود ہے جو ایک دم میں ابتداء اور انتہا کو پہنچا دے ۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے ظاہری توفیق اور باطنی رفاقت حق حاصل ہو۔ ؎

ہمچو ابلیس است مانع شد لقا | رحمت حق دور ہے کسے را شد لقا

واضح رہے کہ فضل لقا اس شخص کے نصیب ہوتا ہے ۔ جو عالم فقیر ۔ عالم تفسیر ۔ عالم علم تاثیر و تسخیر اور عالم ناظر نظیر ہو ۔ حسب ذیل علوم حق و باطل کی تمیز کیلئے ہیں ۔ علم یقین امیر ۔ علم فنا فی اللہ فقیر ۔ علم کیمیا اکسیر ۔ علم دعوت تکسیر ۔ علم تمام عالمگیر ۔ علم ذکر لازوال ۔ علم فنائے نفس وصال ۔ علم معرفت لازوال ۔ علم محبت احوال ۔ علم طالب یار ۔ علم شرف دیدار ۔ علم ورد وظائف ۔ علم مراقبہ ۔ علم مکاشفہ ۔ علم مجادلہ ۔ علم محاربہ ۔ علم محاسبہ ۔ علم مذکور ۔ علم الہام ۔ علم نور ۔ علم حضور ۔ علم مجاہدہ ۔ علم مشاہدہ ۔ علم قرب ۔ علم قدس ۔ علم تمثیل ۔ علم وہم ۔ علم دلیل ۔ علم عیان ۔ علم تصور ۔ علم تصرف ۔ علم تفکر ۔ علم توجہ ۔ علم استغراق ۔ علم کلید ۔ علم قفل ۔ علم جامع ۔ علم جمعیت ۔ علم فنا ۔ علم بقا ۔ علم خلاف نفس ۔ علم تصدیق قلب ۔ علم توفیق روح ۔ علم تحقیق سر ۔ علم اعتقاد و استعداد ۔ علم الیقین ۔ علم تعلیم ۔ علم تلقین ۔ علم ہدایت ۔ علم ولایت ۔ علم نہایت ۔ علم تجرید ۔ علم تفرید ۔ علم فیض ۔ علم عطا ۔ علم حی ۔ علم قیوم ۔ اور علم رسم و رسوم ۔ بدن پر شریعت کا لباس پہن ۔ اور شریعت ہی میں کوشش کر ۔ اور شریعت ہی کی فرمانبرداری کر ۔ جو غیر شرع اور نافرمان ہے اسے چھوڑ دے ۔ اور پھر فقر میں قدم رکھ ۔ اور دیدار الٰہی اور معرفت الٰہی کا رخ کر ۔ ہر ایک علم عبادت اور ثواب معرفت دیدار کے لئے ہے ۔

پس معلوم ہوا کہ مراتب دو قسم کے ہیں ۔ ایک مراتب مردار باطل ۔ دوم دیدار برحق اللہ تعالےٰ نے بندے کو معرفت اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ۔ اور دائمی دیدار کے لئے

پیدا کیا ہے نہ کہ مردار کے لئے۔ قولہ تعالےٰ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون" میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ عبادت کریں یعنی مجھے پہچانیں ٭

واضح رہے۔ کہ ویسے تو علم کے عالم بے شمار ہیں۔ لیکن ہزار ہا عالموں میں سے کوئی ایک آدھ ہوگا۔ جو مشرف بدیدار الٰہی ہو۔ جو دیدار کا عالم ہے۔ وہ دیدار کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتا۔ اور شاگرد اور طالب کو بھی دیدار ہی کا سبق دیتا ہے۔ اور علم دیدار کی تحصیل تک پہنچا دیتا ہے۔ قولہ تعالےٰ "حسبی اللّٰہ وکفی باللّٰہ" اللہ بس باقی ہوس ٭

علم دیدار کی کونسی راہ ہے۔ اور اس کی علامت کیا ہے۔ اور کون اس کا مشتاق اور رفیق وہمراہ ہے۔ علم دیدار تحقیق ہے۔ جو اسم اللہ کے ذریعے دیدار الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ اس کے گواہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حافظ ہیں جو شخص کلمہ طیب کو مع کنہ پڑھتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار پروردگار ہو جاتا ہے علم دیدار کا عالم اور استاد مرشد کامل اور رفیق راہ ہوتا ہے۔ جو نظری توجّہ سے روشن ضمیر کر دیتا ہے۔ اور حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ جس پیر و مرشد کو علم حضوری اور دیدار حاصل نہیں۔ وہ طالب اور مرید کو ذکر فکر میں لگا کر خراب کرتا ہے۔ ایسا شخص بالکل احمق ہے۔ اس نے ناحق اپنا نام پیر اور مرشدوں میں شمار کیا ہے۔ دیدار محض عنایت الٰہی ہے۔ یہ شرف لقاء عارفوں کے مراتب ہیں۔ جو اس پر یقین نہیں کرتا۔ وہ مردہ دل۔ کور چشم۔ اور بے حیا ہے۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا۔ اگر اندھے کو دکھلاؤں اور کہوں کہ دیکھ۔ تو وہ اندھے پن کے سبب کس طرح دیکھ سکیگا ؎

در درس دیدار خوانند بے زبان	بے چشم عارف بہ بیند با عیان
شد مطالعہ موت علم از معرفت	عالم دیدار باشند ایں صفت
جسم انوارش بحاضر داشتند	نفس و قلب و روح را بگذاشتند
اصل از است وصلش نور شد	ابتدا و انتہا بحضور شد
مرشدی باشد چنیں عالم لقاء	طالباں را میکشد کبر از ہوا

عالموں کی کئی قسمیں ہیں۔ عالم تفسیر جو جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ عالم ورد و وظائف جو دن رات ذکر مذکور اور دعوت میں مصروف رہتا ہے۔ عالم علم دنیا جو مغرور متکبر اور معرفت خدا سے محروم ہوتا ہے۔ عالم فنا فی اللہ جسے دیدار نور حاصل ہوتا ہے عالم علم مجلس محمدی جو صاحب حضوری ہوتا ہے۔

وہ صحیح ہے۔ کہ بے راز مردار ہے۔ فربہ نفس فیقبی ریا۔ حرص و ہوا اور غرور میں مبتلا ہوتا ہے۔ ؎

موسیٰ را معراج شد در معرفت — اگر باشد خضر عیسیٰ حقیقت
مردہ را زندہ کند با دم نظر — ہمچو قصہ مجلس موسیٰ خضرؑ
ہر کہ بیند از گناہ در خود نگاہ — ہر کہ یابد راہ بنماید براہ

دیدار کسی خاص مقام کے متعلق نہیں۔ نہ آج نہ کل۔ نہ دنیا۔ نہ قیامت۔ نہ بہشت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی خاص مقام میں کہنا موجب شرک ہے۔ پس دیدار کس طرح ہوتا ہے۔ دیدار یہ ہے۔ کہ سر سے قدم تک انوار ہی انوار ہوتے ہیں۔ اور ان انوار میں دیدار ہوتا ہے۔ اس وقت کسی مقام کا نشان تک نہیں رہتا۔ اور لاہوت ولامکان ہوتا ہے۔

اے احمق سن! دیدار کے لائق کامل انسان ہوتا ہے۔ علم مسخرات جنونیت اور ہے۔ اور علم مسخرات موکلات اور۔ اور مجلس ارواح انبیاء اور۔ اولیاء کی ملاقات اور مسخرات کا علم اسم اعظم کی برکت سے ہوتا ہے۔ ذکر۔ فکر۔ ورد وظائف سیر طبقات زمین و آسمان۔ عرش۔ کرسی۔ اور لوح محفوظ کے مطالعہ کا علم اور ہے۔ یہ سارے علوم اور مراتب سراسر بے جمعیتی اور پریشانی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوری اور بے خبری۔ علم انوار و دیدار پروردگار اور ہے۔ علم فنا۔ علم بقا۔ علم صفا۔ علم شرف بلقاء اور ہے۔ علم اسرار معرفت۔ محبت۔ مشاہدہ و مطلب حی قیوم روشن ضمیر۔ فتح ابواب۔ فرحت۔ روح زندہ۔ قلب مردہ۔ نفس خراب اور ہے۔ دن رات اسم اللہ کے تصور سے جان کباب کرنا بے حجاب فی اللہ ہونا مجلس نبوی کی دائمی حضوری حاصل ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کو مد نظر رکھنا اور اس کا منظور نظر ہونا اور ہے۔

یہ تمام علوم حی قیوم اور رسم و رسوم ایک قدم اور ایک دم میں بغیر ریاضت و مشقت صرف اجازت سے حاصل کرنا۔ اور اولیاء بن کر حاصل ہونا کس طریق سے حاصل ہو سکتا ہے۔ نیز کل و جز نما آئینہ روشن صفا۔ مشرف لقا ہونا۔ کل و جز کا معلوم کرنا۔ اور فنا، و بقا کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات کے وسیلے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس راہ کا منکر وہی شخص ہوتا ہے جو بیدین شیطان لعین کا مصاحب اور اہل تقلید ہو۔ اور اس راہ پر وہ شخص جان تک قربان کرتا ہے۔ جو طالب اللہ اور دیدار و توحید کا طالب ہے جیسا کہ حضرت رابعہ بصریؒ اور سلطان بایزید بسطامیؒ۔

شرح تصوّر و تصوّر برزخ

اصلی اور با تفکر توجہ کو برزخ کہتے ہیں۔ برزخ سے سوائے دیدار انوار کی تجلیات کے ذکر فکر، مراقبہ۔ ورد و ظائف اور وہم، خطرات و الہامات عمل نفس و شیطان۔ اور دنیاوی عمل سب دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ مشاہدات غیب الغیب کا تصور قرب الٰہی کے انوار ہیں۔ اور تصور مشاہدات تصور لقا سے بہ سبب قرب الٰہی کے حاصل ہوتے ہیں۔ اور نیز تصور نور قرب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور تصور مشاہدات سے اور ذکر اور مذکور کے تصور سے فنائے نفس۔ بقائے روح اور حور و قصور کا تماشا حاصل ہوتا ہے ؎

در تصور شد تصور راز حق	مے در آید در مطالعہ دل ورق
وار داتی ہر علم شد راہنما	روز اول سبق خواند از خدا
خرمن خوش وقت گرد دراز بین	عین را با عین بنید بالیقین
عالم و فاضل شود عارف کرم	از علم عین است عالم را چہ غم
علم رسم دیار رسوم مردگان	مردہ قالب زندہ قلب علم دان

واضح رہے۔ کہ علم سے انسان مشرف بلقائے الٰہی ہو جاتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حاضرات مقام کبریا تک پہنچاتے ہیں۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے تمام مخلوقات کا تماشا حاصل ہوتا ہے۔ یہ حاضرات حضور کی راہ

ہزار میں سے کسی ایک آدھ اُس عارف کو معلوم ہوتی ہے۔ جو فقر میں محو ہو۔ اور اسے
مکمل طور پر وہی شخص جانتا ہے۔ جو دونوں جہان پر حکمران اور امیر ہو۔ اور وہ شخص
مکمل طور پر جانتا ہے۔ جو تمام مخلوقات پر غالب ہو۔ وہ مُردہ دل اسے کیا جانے۔
جو نفس کی قید میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے۔ کہ اَن پڑھ پڑھے ہوئے کی برابری
کرے۔ تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مراتب علم پڑھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہ
مراتب اس شخص کے ہیں۔ جو ربانی کلمات کا عالم ہے۔ ربانی کلمات پڑھنے
سے نفس مُردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ۔ قل لوکان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان
تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً۔ کہہ دے اگر کلمات ربی لکھنے
کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو پیشتر اس کے کلمات ربی ختم ہوں۔ سمندر
ختم ہو جائیں۔ خواہ ویسے ہی اُن کی مدد کے لئے اور بھی آملیں ۔

کے تواند اسم اللہ را شمار   اسم اللہ ذات را یا خود نگار

اسم اللہ ذات کے تصور والا بے حجاب ہوتا ہے۔ اسے جزو کل کا عیب و
ثواب نظر آتا ہے۔ پھر شرف بدیدار ہوتا ہے۔ بعد ازاں اسے ربانی جباری اور
قہاری کا بھاری بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس وقت کامل انسان کا وجود ہی کام
دیتا ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی پریشان نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ جو طالب
محرم ہو جاتا ہے۔ اسے قرب ربانی سے الہام اور آواز روحانی آتی ہے۔ جو
طالب اسم اللہ ذات اور اپنے مرشد کے فرمان کا اعتبار نہیں کرتا۔ وہ خود پسند، حریص
اور نفس کی قید میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسے صفائی کی راہ ہاتھ نہیں آتی۔ اس قسم
کا طالب بے ادب، بے حیا، بے نصیب۔ اور معرفت الٰہی سے محروم
رہتا ہے۔ اور توحید سے دُور رہتا ہے۔ اگر مرشد طالب کے ظاہر و باطن پر توجہ
نہ کرے۔ اور اُس کا رفیق با توفیق نہ بنے۔ تو طالب کبھی بھی کسی مرتبے پر نہیں
پہنچ سکتا۔ خواہ ساری عمر ہی پیر کی صحبت میں بسر کیوں نہ کر دے۔ اور سالہا
سال اس کے احوال پر گرمی، سردی، مردی، نامردی۔ اور رجا اور خوف کا اثر ہوتا
رہتا ہے۔ یہ مراتب بھی ہوشیاری اور اپنے اختیار سے ہیں۔ جو شخص خودی

چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا راہبر خود اسم اللہ بن جاتا ہے۔ اور جہاں کہیں جاتا ہے۔
اس کی مہمات بخوبی سرانجام ہو جاتی ہیں۔ طالب دراصل وہی ہے۔ جو جسم بجسم۔
قلب بہ قلب۔ روح بہ روح۔ نقش بہ نقش تا ہفت اندام بہ ہفت اندام مرشد
کے ساتھ ہو۔ اسی کو فنافی الشیخ کا مرتبہ کہتے ہیں۔ مرشد اپنا مرتبہ بحبث طالب کے
مرتبے سے تبدیل کر لیتا ہے۔ اسی کو استقامت کہتے ہیں +

قولہ تعالیٰ "فاستقم کما امرت" جیسا تجھے حکم کیا گیا ہے۔ تو اس پر ثابت
قدم اور قائم رہ۔ قولہ تعالیٰ "واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین" مرتے دم
تک اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جو عالم حق الیقین ہو گیا

علم باعین است عالم باعیان	این چنیں عالم بود عارف زبان
مردہ دل عالم بود قہر از خدا	خون خورد آدم ز رشوت یا ریا
عالم آن باشد کہ باشد حق پسند	مسئلہ گوید مردماں از وعظ چند

قولہ تعالیٰ "ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ" اے محمد!
تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور نیک پند و نصائح سے بلا۔

ہر علم قرآن حدیث او از دل دان	ہر کہ عالم دال شد عارف عیان
علم یک نکتہ است الف و لام و میم	ہر کہ خواند الف عالم دل سلیم
دال بہر آن شد دلالت دم کرم	دال شکنندہ ز دل خطرہ صنم
صورتِ دل یافتن از علم دال	شد دلالت دال قرب حق وصال
دال دیدار از وحدت لقا	دال دل را صیقل است بہر از صفا

شرح فقر عالم

عالم عارف یا اللہ اولیاء اللہ۔ حق الیقین۔ ولی اللہ تلمیذ الرحمٰن۔ نفس شیطان
اور دنیا پر غالب کہ پیچھے پیچھے دنیا سرگردان اور پریشان ہوتی ہے۔ گو وہ کتنی ہی
عاجزی اور انکساری سے التماس کرتی ہے۔ لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔ اس
قسم کا فقر اویسی۔ سروری۔ سرمدی۔ اہل انوار۔ اہل دیدار۔ اہل بقا۔ اہل لقا۔ اہل
باطن صفا۔ اہل حیا۔ اہل نفس فنا ہوتا ہے۔ اور اسے مجلس نبوی کی دائمی حضوری

حاصل ہوتی ہے ؎

اے عزیز! واضح رہے: کہ سچائی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور حکم خدا سے کہتا ہے۔ کچھ اپنی خواہشات کی وجہ سے نہیں کہتا۔ جس روز اللہ تعالےٰ نے ارواح کو مخلوق کیا اور مجھے ازلی قوت سے پیدا کیا۔ اسی روز سے فیض فضلی اور کرم سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اُس دن سے لے کر اب تک ہر دم۔ ہر ساعت۔ ہر لحظہ ہر لمحہ میں دیدار الٰہی میں مستغرق ہوں۔ اگرچہ دنیا میں عوام کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ لیکن باطن میں مشرف بدیدار رہتا ہوں۔ قبر میں بھی رہونگا۔ قیامت اور بہشت میں بھی مشرف بدیدار رہونگا۔ مجھ پر حور و قصور پہ نگاہ کرنا حرام ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" خلقت السادات من صلبی۔ وخلقت العلماء من صدری۔ وخلقت الفقراء من نور اللہ تعالیٰ" سادات میری پیٹھ سے۔ علما میرے سینے سے اور فقرا نور الٰہی سے پیدا ہوئے "؎

قولہ تعالیٰ " نور علی نور یھدی اللہ لنورہ" وہ نور علیٰ نور ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" الآن کما کان" اب تک وہی کیفیت ہے"! نیز فرماتے ہیں:" کل شیئ یرجع الی اصلہ" ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے ؎

اصل نور است با دیدار نور	وصل من شد وا ہم با حق حضور
ہر کہ منکر از اصل وصل از خدا	کاذب و مردود گردد سرہوا

تصور حضور کا نور اور تصرف منظور میرے ساتوں اعضاؤں میں اس طرح مل گیا ہے جیسے دودھ پانی میں۔ اگر میں نور حضور کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ تو وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ اگر میں انوار تجلیات کے دیدار کی گرمی سے عاجز ہو کر بھاگنا چاہتا ہوں۔ تو نور حضور مجھ پر غالب آجاتا ہے ؎

ہر طرف بینم دہد دیدار خویش	ہر طرف بینم نماید بیش بیش

میں علم دیدار کا عالم ہوں۔ مجھے نور ہی نور دکھلائی دیتا ہے مجھے علم دیدار کے

سوائے اور کوئی علم۔ ذکر۔ فکر۔ اور مراقبہ معلوم نہیں۔ اور نہ ہی پڑھتا اور کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام علم دیدار الہٰی کی خاطر ہیں۔ سو مجھے حاصل ہے۔ جہاں پر دیدار الہٰی ہے۔ وہاں نہ صبح ہے نہ شام۔ نہ منزل نہ مقام۔ بے مثل و مثال۔ ذات لاہوت ولامکان کے اندر اسم اللہ ذات سے انوار تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ اس نور میں دیدار بقا نظر آتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں۔ جو ھوتوا قبل ان تموتوا۔ کا مصداق ہے۔ میں کسی طالب کو باعتبار اور مشرف بدیدار الہٰی ہونے کے قابل نہیں پاتا۔ کہ اس سے علم دیدار کا تکرار کروں۔ اور اسے دیدار الہٰی سے مشرف کروں۔ میں دیدار کا علم جانتا ہوں۔ اور پڑھتا ہوں۔ مجھے یہ مراتب جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنجناب کے صحابہ کرامؓ اور پنجتن پاک کی رفاقت سے نصیب ہوئے ہیں +

قولہ تعالےٰ: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ اے محمدؐ کہدے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تم سے پیار کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشدے۔ اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

کوشش بہ چشم نما ندم با چشم	با عیاں دیدار بینم وز کرم
در میانش کس نگنجد ہیچکس	طالباں اللہ را اللہ بس

ذات کے انوار میں دیدار ہے۔ انوار کے باہر دیدار نہیں ہے کیونکہ انوار بے مثل ہیں۔ کیونکہ مطلق معرفت نور الہٰی وصل ہے۔ انوار کئی ایک قسم کے ہیں بعض تجلے نور ہیں۔ اور بعض تجلے شیطان نار۔ انوار ذات میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور سرہو۔ سرہو۔ سر ہو۔ ہوالحق لیس فی الدارین الا ہو۔ کی آواز آتی ہے اور تجلیات شیطان میں کافروں اور اہل زنار کے مرتب دکھائی دیتے ہیں جن کے سبب معرفت پروردگار سے محروم رہتا ہے۔

حق را بر دار باطل را گذار	ایں بود توفیق دیدار
ہرچہ گویم محمد یا نبیؐ	ایں مراتب عارفاں بر دیگری

راہ حضوری میں زبانی ذکر و فکر دوری پیدا کرتا ہے۔ بہ صورت توحید ذات الہٰی کے

تصور سے حاصل ہوتا ہے ؎

از قبر باہو مے برآید ہو آواز　　　　راہ حضوری رابود از اہل راز

جو شخص حضوری مدرسہ میں سبق پڑھتا ہے۔ اسے ظاہری علوم کے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی +

چنانچہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف ربہ فقد کل لسانہٗ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ خاموشی میں تصور نعم البدل اور فیض ۸ فضل ہے۔ جو خطراتِ خلل کو باہر نکال دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

واضح رہے۔ کہ ذکر کے دو گواہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی تاثیر سے روشن ضمیر اور باعیاں ہو۔ دوسرے یہ کہ ذاکر با نظر ناظر ہو۔ اسی طرح فکر کے دو گواہ ہیں۔ ایک غنائے نفس۔ دوسرے مجلس نبویؐ کی دائمی حضوری۔ جو ذاکر ذکر کی تاثیر سے باعیان اور ناظر نہ ہو اور علم سے مجلس نبوی میں حاضر نہ ہو۔ اس کے لئے ذکر۔ زوال۔ باخطرات کا باعث ہے۔ اور فکر فتنہ نفس۔ اور واہمات کا وسیلہ۔ ایسا شخص ذکر، فکر اور معرفت الٰہی سے بے خبر ہوتا ہے +

شرح فقر و شرح مرتبہ فقر

جس فقر میں مندرجہ بالا اوصاف نہیں پائے جاتے اور جو صادق فقیر مذکورہ بالا صفات سے متصف نہیں۔ وہ سراسر جھوٹا ہے۔ فقر میں پانچ خزانے ہیں اور پانچ حکمتیں ہیں۔ اور ہر حکمت میں پچاس ہزار علوم ہیں۔ اور علم پچپن مراتب، پچپن ولایت، پچپن عنایت، پچپن غنایت۔ اور پچپن تصور ہیں تصور، توحید یا تفکر توحید۔ قرب وصالِ الٰہی کی لازوال چابی ہے۔ ازل سے ابد تک ایک دم میں طے کر جاتا ہے۔ اور حضوری متناہد واسطے حاصل ہو جاتا ہے۔ فقر کا پہلا مرتبہ فناء الفناء۔ دوسرا بقاء البقاء۔ اور تیسرا اشرف بلقاء ہے۔ اب یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ فنا بقا اور لقا سے کیا مراد ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ لقا کی تو مثال نہیں ہو سکتی۔ البتہ فنا و بقا سے "یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی" کی فنا بقا مراد

مراد ہے۔ نیز اگر چاہے۔ تو سارے جہان کو ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ اگر چاہے تو بقا ابدی بخش سکتا ہے۔ کیونکہ اسے زندۂ قلب۔ مردہ نفس ہستی۔ نیستی سختی نرمی ویرانی آبادی جمعیت اور پریشانی کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں۔ جو دونوں جہان پر غالب اور روشنضمیر ہو۔ ایسا شخص تمام مخلوقات پر غالب صادق۔ عارف اور مسند فقر ان اللہ علی کل شیئ قدیر پر جاگزین ہوتا ہے۔ اور تمام جہان اس کے زیر حکم ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں۔ جس کی کیفیت "اذا تم الفقر فھو اللہ" کی مصداق ہو۔ جیسے حضرت رابعہ بصری رح اور سلطان بایزید بسطامی رح ہو گذرے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دونوں جہان کی جابی ہو۔ اور معرفت توحید حاصل ہو۔ جو فقیر ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ اہلِ تقلید اور زن مرید ہے۔

واضح رہے۔ کہ کامل انسان ہمیشہ دیدار کی طلب میں رہتا ہے۔ اور احمق حیوان ہمیشہ دنیا مردار کی طلب میں رہتا ہے ۔

معرفت توحید حکمت ہر سہ سر خدا ۔۔۔ با مطالعہ دل و رق شد غرق فی اللہ بقا

غوث قطب خواہ ساری عمر ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کریں۔ تو بھی فقر ابتدائی مرتبے کو نہیں پہونچ سکتے۔ کیونکہ فقر کا ابتدائی مرتبہ مشرف بلقا ہوتا ہے۔ لقا سے مشرف ہونا فنائے نفس اور فنائے نفس۔ حیاتی قلب اور بقائے روح سے ہاتھ آتی ہے۔ پس فنا و بقا بھی لقا سے مشرف ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتیں۔ اور نہ ان کے بغیر فقیر واصل بن سکتا ہے۔ غوث قطب اور فقیر کے مراتب میں یہ فرق ہے۔ کہ غوث قطب تو عرش سے لیکر تحت الثرٰی تک تمام طبقات زمین و آسمان کی سیر ظہر۔ علم لوح محفوظ کا مطالعہ اور سے عرش سے اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے۔ اور بس اسی کو انتہائی مراتب کہتے ہیں۔ لیکن فقیر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت انوار دیدار میں مستغرق رہتا ہے۔ اور اسے حضوری اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ۔

فقر یک سر است اسرار خدا ۔۔۔ ابتدائے انتہا بیند لقا

فقر کی قوت۔ توجہ۔ جمعیت۔ مشاہدہ حضور۔ ذکر۔ فکر۔ فنا بقا۔ ادب۔ حیا۔

اتحاد۔ یقین۔ صدق وصفا۔ زندگی قلب تزکیہ نفس۔ بولنا۔ سننا اور طلب مولٰے سب کچھ لقا سے ہوتا ہے۔ مولیٰ کا طالب لقا کی طلب کرتا ہے۔ لیکن دنیا کا طالب بے حیا ہوتا ہے۔ اہل لقا اور بے حیا کی ہمنشینی کس طرح مناسب ہوسکتی ہے ؎

مرتبہ فقر است با فخر از نبی فقر را دشمن بود اہل از شقی
عالم او باشد غلام از اہل فقر عالماں را بہ دہ حاضر با نظر

عالم پر فقیر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اول الذکر علم کی تلاش میں اور موخر الذکر طلب مولیٰ میں جان فدا کرتا ہے۔ فقیر کیلئے مجلس نبویؐ میں پہنچا دینا بہت آسان ہے۔ طالب کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔ نفس۔ قلب اور روح ان میں سے نفس دن رات شہوت۔ زن و فرزند۔ فربہی۔ صحت جان اور طول عمر کی طلب میں لگا رہتا ہے۔ اور قلب دن رات نور کی پیاس۔ شوق اور درد میں رہتا ہے۔ اور مجلس حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی طلب میں لگا رہتا ہے۔ اور قلب دن رات نور کی پیاس۔ شوق اور درد میں رہتا ہے۔ اور مجلس حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی طلب میں رہتا ہے۔ جو کہ شفیع امت ہیں۔ اور روح دن رات مشرف بلقا ہونے میں لگی رہتی ہے۔ جو جذب ولطف اور علمائے الٰہی ہے۔ طالب اللہ کیلئے قسم ہے جو کہ وہ پہلے ہی دن مرشد عالم سے علم کے سبق کی طلب نہ کرے۔ بلکہ اسے اسم اللہ ذات کے حاضرات و تصور سے لقا اور مجلس نبویؐ سے مشرف ہونا چاہئے۔ کامل مرشد کے پاس دو ہی سبق ہوتے ہیں۔ جو اس کے سینے میں ہوتے ہیں۔ ایک علم لقا کا دوسرا مجلس مصطفٰےؐ کا۔ سبق لقا سے طالب کے وجود میں ذکر پیدا کرتا ہے۔ جس سے لاہوت و مکان پر عین عیان دیکھ لیتا ہے۔ دوسرے ناظر عیان ہوتا ہے۔ اور مجلس نبویؐ کے درس سے طالب کے وجود میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ یعنی فکر فنا جس کی وجہ سے وہ حضوری مجلس سے مشرف ہوتا ہے ؎

طالب از مرشد طلب دیدار کن دیدار حاصل می شود از نور کن
طالب از مرشد طلب ذکر خدا سبق خوانی از خدا وحدت لقا

طالب از مرشد طلب قرب الخبیر روئیت دیدار بینی زاز رب

اگر مرشد مشرف بلقائے الٰہی کر دے۔ لیکن طالب اس پر یقین نہ کرے۔ تو طالب عاقبت مردود ہے۔ اگر صاحب یقین ہے۔ تو ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انوار دیدار کے غلبات میں غرق فی اللہ رہتا ہے۔ طالب اللہ کیلئے توجہ مرشد رفیق ہوتی ہے۔ اور اسے حقیقت تصور حقیقی اور تصرف تحقیقی حاصل ہوتے ہیں۔

طالب شدی مرشد شدی کامل کرم روز و شب دیدار بیں ہر صبح و شام

طالب صادق بود بر حق نگاہ طالب کاذب بود خدمت بشما

کس نیابم طالبے لائق لقا نیست لائق طالب احمق بے حیا

باھو بہر خدا دیدار دہ تیغ بر گردن زنم سر پیش نہ

بے سرش طالب بود سر ہے بے سرش حاضر شود اہل یقین

واضح رہے۔ کہ عالم کا فتوےٰ علم روئیت سے ہوتا ہے۔ اور فقیر عالم کا فتویٰ نفس مار ڈالنے کے لئے علم ہدایت سے ہوتا ہے۔ اور عالم ولی کا فتوےٰ علم ولایت سے۔ درویش عالم کا فتوےٰ علم عنایت سے اور اولیا اللہ عالم کا فتویٰ علم دیدار سے ہوتا ہے ؎

عالم شدی فاضل شدی عارف کجا معرفت قرب است از علم و بقا

طالب اللہ کو کیا حاجت کہ بارہ سال عمر کا قیمتی حصہ ریاضت و مجاہدہ میں بسر کرے وہ تو ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ خواہ جانکنی کے وقت خواہ قبر میں۔ خواہ حشر میں۔ خواہ بہشت میں ضرور بالضرور دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ صادق طالب دن رات خدمت میں جان نثار کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی بے اعتقاد نہیں ہوتا +

قولہ تعالےٰ " ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین "۔ اللہ تعالےٰ نیکی کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ کامل مرشد کے لئے پڑھا ہوا۔ اور ان پڑھ طالب یکساں ہے۔ کیونکہ اسے علم و رجات حاصل ہوتا ہے۔ سو اسم اللہ ذات کے تصور سے پہلے روز عنایت کر دیتا ہے ؎

بر زبان الف و بدل تصدیق ہے باز احتیاج نیست خواندن آنکہ بے

ہر مطالعہ علم بہر از شد لقا طالبان حق سبق خوانند از خدا
سبق خواندن از خدا است رسول شد علم تحصیل عالم حق وصول

قولہ تعالیٰ "الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان" وہ رحمٰن ہے۔ جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا۔ اور اسے بیان سکھا دیا۔ تمام علوم اور جمعیت ایک لقائے الٰہی میں شامل ہیں۔ صاحب قرب الٰہی کو وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ عالم باللہ کی نظروں میں ہی خدا سے استفادہ اور بے معرفت کو مشرف بلقائے الٰہی کرتا ہے۔ اور حضوری بخش دیتا ہے۔ بغیر حضوری اور مشاہدہ کے دوسرے علوم محض حجاب ہیں۔ خواہ ساری عمر ہی ان کی تحصیل میں ضائع کیوں نہ کی جائے۔

علم معراج است محرم سر بسر عالم و عارف بود صاحب نظر

نفسانی عالم۔ طمع۔ حرص اور حسد کی قید میں رہتا ہے۔ عالم روحانی علم لقا سے مشرف ہوتا ہے عالم نفسانی علم کی جلالیت کی وجہ سے غصے اور درد میں مبتلا رہتا ہے۔ اور روحانی عالم کو جمالیت کی وجہ سے چشم معرفت کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پس اہل چشم اور اہل خشم کبھی یکساں نہیں ہو سکتے +

مراقبہ سے بخشش خدا۔ ملاقات و ملازمت مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ صفائی باطن۔ علم فیض وعطا نفس کو حرص وہوا سے روکنا۔ بود سے نابود ہونا۔ مطلق فنا۔ اسم اللہ ذات کے وجود سے مردہ وجود ہونا۔ مشرف بہ وحدت ولقا۔ دل کا لحظہ بلحظہ پھٹنا۔ ساتوں اعضائں کا پاک ہونا۔ روشن ضمیر روشن ضمیر ہو جانا۔ دل کا بیدار ہونا۔ اور مشاہدہ دیدار کرنا سب کچھ حاصل ہوتا ہے طالب بینا کو مشاہدہ دیدار کلمہ پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ یہ مراتب قلب پُر نور کے ہیں۔ جو طالب قرب وحضوری اور دیدار الٰہی پر اعتبار نہیں کرتا وہ مردود ہے۔ نیز مراقبہ سے ہر ایک نبی اور ولی اللہ سے مصافحہ حاصل ہوتا ہے۔ غرق یا توفیق حاصل ہوتا ہے۔ جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے۔ اسے ظاہر میں پا لیتا ہے۔ بشرطیکہ مراقبہ نعم البدل سے واقف ہو۔ اور فیض فضل لازوال اسے حاصل ہو۔ اور روز ازل کا اقرار پر قائم ہو۔ وقو بعهدی اوف بعهدکم۔

تم میرے اقرار کو پورا کرو۔ میں تمہارے اقرار کو نباہونگا۔ یعنی مراتب جمعیت اسے حاصل ہوں۔ اس قسم کا مراقبہ برحق ہے کیونکہ منجانب اللہ وہ حق پر ہوتا ہے ویسے تو خطرات شیطانی کے مراقبے بے شمار ہیں۔ اور وسوسہ جنونیت نفسانی کے مراقبے لاانتہا اور آفات و واہمات دنیاوی کے مراقبے بکثرت ہیں ؎

طالب بیا طالب بیا طالب بیا ٭ تا تو کنم دیدار وحدت حق عطا
طالبا خواہی اگر دیدار دم ٭ دم بدم دیدار شد اہل از کرم
در مطالعہ غرق شو فضل از لقا ٭ این مراتب عارفاں رویت نما

مطلب یہ کہ طالب دیدار وہ ہے۔ جو طلب دیدار میں دنیا سے وضو اور عاقبت سے غسل کر کے نماز یگانہ کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت ترک اور دوسری رکعت توحید و توکل بروح لقا کی ادا کر کے بنائے اسلام کا سلام کہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے دل سے مٹا دے۔ اللہ بس باقی ہوس ٭

طالب نام تحقیق کا ہے اور مرشد نام توفیق کا ہے۔ جو طالب مرشد کے نیک و بد کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ وہ شیطان سے بھی بدتر ہے جو مرشد طالب کو تلقین سے پہلے ازل سے ابد تک کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات کا مشاہدہ نہیں کراتا۔ وہ لائق تلقین ہی نہیں۔ بلکہ وہ ناکمل اور ادھورا ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے ٭

علم فقر کا پہلا قاعدہ یہ ہے۔ کہ لوح محفوظ کے تمام علوم کا مطالعہ پہلے ہی روز مرشد پہلے ہی سبق میں طالب کو کرا دے۔ یہ ہیں مرشد کے مراتب۔ اہل تقلید کو بھی مراقبہ دوام حاصل ہوتا۔ اور اہل توحید کو با دیدار دوامی مراقبہ حاصل ہوتا ہے۔ تو ان میں سے کس کو پسند کرتا ہے۔ ناقص طالب اور مرشد دونو کو لذات نفسانی۔ گناہ کبیرہ اور صغیرہ خراب اور شکستہ کرتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ کو پانی۔ لیکن جو طالب اور مرشد کامل ہیں۔ انہیں کسی قسم کا زوال لاحق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ دن رات گناہوں میں پھرتے رہیں۔ وہ دریا میں بلبلے کی طرح رہتے ہیں۔ ان کا وجود دریا کی طرح ہوتا ہے۔ خواہ اس میں ہزار قسم کی پلیدی بھی گرے۔ تو بھی پاک رہتا ہے۔ نہ اس میں بو پیدا ہوتی ہے

نہ اس کا رنگ بدلتا ہے ؂

دل مرا دریائے زاں دریائے ہو　　　　از ازل تا ابد موجش پاک من

جس کا وجود اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب سے پاک ہے۔ اسے محاسبہ کا کیا ڈر۔ اللہ بس باقی ہوس ؞

شرح مراقبہ

جو شخص اخلاص قلبی اور روحی سے نفس کو مردہ کر کے معرفت کا لباس پہنکر مراقبہ کرتا ہے۔ تو یہ مراقبہ اسم اللہ ذات کے سبب اسے ایک لحظہ میں حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور حضور سے مفصل سوال و جواب حاصل کر سکتا ہے چنانچہ باطن میں مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اسے ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے ؞

پس معلوم ہوا۔ کہ جو مراقبہ اربعہ عناصر کی رُو کیا جائے۔ وہ خام خیالی اور سراسر خطرات ہے۔ بلکہ حیوانیت۔ بے جمعیتی اور پریشانی ہے۔ جو مراقبہ روح کی رُو کیا جائے اس کے سبب قرب الٰہی کی وجہ سے کل وجز نظر رہتا ہے۔ جو سر کی رو کیا جائے۔ وہ پردے اٹھا دیتا ہے۔ اور دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے اور اسے یقین اور اعتبار آجاتا ہے۔ جو شخص دیدار نبویؐ کا منکر ہے۔ اسکی شفاعت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ امت سے شمار نہیں کیا جاتا۔ اور حشر کے دن وہ ریچھ۔ سوُر۔ کتے اور گدھے کی طرح ہوگا۔ جو مراقبہ نور کی رُو کیا جائے۔ اس میں مشاہدہ اور قرب حضور حاصل ہوتا ہے۔ جو مراقبہ ابرار کی رو کیا جائے۔ اس سے بقا اور لقا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ جو مراقبہ نور ایمان کے جوہر کی رو کیا جائے اس سے دنیا کی ترک۔ نفس اور شیطان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر اور پوشیدہ سات مراقبے۔ سات اعضا۔ سات چابیاں۔ سات قفل سات حکم سات حکمتیں۔ سات طلسمات وجودیہ اور سات گنج اگر جمع ہوں۔ تو ایک وجود بنتا ہے بعدازاں فقر میں قدم رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ساتوں چیزیں فقر کے قاعدہ کی الف بے ہیں۔ جب یہ ختم ہو۔ تو پھر فقر کے لاحد۔ لاعد۔ لانہایت اور لاہوت و لامکان میں پہنچتا

ہے۔ ہو احد و محقق کے لئے فقر کے مراتب بٹھیک بٹھیک گواہ ہیں۔ یعنی اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ؎

صفت را بگذار بر یک صفت در ۔۔۔ تا شوی عارف خدا صاحب نظر

مطلب یہ کہ یہ جہان دار فانی ہے۔ اس میں نفسانی آدمی نفس کی لذات حاصل کرتے ہیں۔ اور آخر کار دل افسردہ اور باحسرت مرتے ہیں۔ دوسرا جہان دار بقا اور روحانیت کا مقام ہے۔ جو سوئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنا حال نہیں بتاتے اور بعض کی قبریں بہشتی روضہ پاک ہیں۔ اور بعض کی آگ سے پر وا عذاب میں مبتلا ہیں۔ فقیر ان دونوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن سوے دیدار کے کسی کی خواہش نہیں کرتا۔ وہ نور کو ہی دیکھ کر مست ہے۔ اگرچہ ظاہر ہیں دنیاوی تعلقات میں پھنسکر طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے۔ اور محنتیں برداشت کرتا ہے۔ لیکن کسی پر اپنی حالت ظاہر نہیں کرتا۔ پروردگار کے عارف اس بھاری بوجھ کو اٹھایا کرتے ہیں ؎

عارفاں دیدار روز دیدار بیں ۔۔۔ دیدۂ دیدار با عین الیقین
دیدۂ با دیدار بردہ عین را ۔۔۔ عین با عین بیند شد لقا
گر بگوید ایں مراتب بر دوام ۔۔۔ کس نگفتے کا ملاں ختم الکلام
نیست دیدارش بدم دیوانگی ۔۔۔ نیست دیدارش ز حق بیگانگی
در شریعت شد بدیدار خدا ۔۔۔ در شریعت یافتن دیدار را
دیدار دہ مرشد بود دیدار را ۔۔۔ کامل واکمل بود صاحب نظر
بے طمع طالب بود جان خدا ۔۔۔ مال و تن گردد تصرف راہ خدا
بایقینش تا قیامت دم قدم ۔۔۔ طالبے باشد چنیں اہل از کرم
ذکر و فکر کشف ببرد باہوا ۔۔۔ باز دارد معرفت قرب از خدا
طالبا از مرشدت دیدار کن ۔۔۔ دیدار حاصل میشود بایک سخن
خبر بدیدارے دگر دلدار نیست ۔۔۔ ہر چہ فانی شد بما آں یار نیست
باہو در ہو خویش را پیچیدہ ء ۔۔۔ مرا از برائے دیدار خود آفریدۂ

واضح ہے۔ کہ علم دیدار و لقا حاصل کرنا۔ اور لقا کے مراتب سے مشرف ہونا۔

اور معرفت لقا میں کامل ہونا آسان ہے۔ لیکن مراتب میں محو ہونا۔ فنا فی اللہ کے مراتب حاصل کرنا۔ بقا باللہ ہونا۔ اور ناشائستہ خصلتوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ ہاں اس کے لئے آسان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے۔ مراتب دیدار محض عنایت الٰہی ہے۔ جس طرح پُر نور پاک اوصاف ہے۔ اسی طرح مشاہدہ حضوری اور دیدار الٰہی جب ہوتا ہے۔ تو منزل۔ مقام اور مخلوق کا نشان تک نہیں ہوتا۔ رویت ربوبیت حرف جمال و وصال کی نگاہوں سے دیکھی جا سکتی ہے ؎

ہر کہ مے بیند بنماید ترا	بعد زاں معلوم کن رویت لقا

یہ باتیں عارف۔ عاشق فقیر ولی اللہ کے نصیب ہوتی ہیں ؎

عبادت عاشقاں عین از عنایت	بجز دیدار دیگر نیست طاعت
چہ خوش خرم بلذت راز دیدن	بعین از عین بیں با حق رسیدن
کسے اینجا رسیدہ بالقا شد	فنا فی اللہ کہ دائم با خدا شد

طلب الٰہی کے مدرسے میں وہی طالب سبق پڑھتا ہے جو دیدار الٰہی کی قدر و منزلت جانتا ہے۔ جو شخص اس کی عظمت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وُہ لاہوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے ؎

ہر کہ گوید دیدہ ام من غیب را	ہیچکس باور نیارد جز خدا
غیب بینی دیدہ با دیدار بین	نیست آنجاں نفس شیطان لعین
ہر کہ مے بیند بود بر خود گواہ	معرفت دیدار حاصل شد الٰہ
غیب داں داند بآنکس غیب داں	دیدنی دیدار با چشم عیاں
چشم سر عینک دراں شیشہ نگر	خوش بہ بیں دیدار را صاحب نظر
ہم ناظرم ہم حاضرم ہم بالقا	ناظر و حاضر کنم طالب بیا

جو شخص دن رات دیدار میں غرق ہونے کی طرف متوجہ ہے۔ اس کا مرتبہ فقر و الی اللہ کا ہے۔ اور جو دیدار کا منکر ہے۔ اس کا مرتبہ فقر و امن اللہ کا ہے ؎

کور مادرزاد طالب بے نظر	کور طالب کور رفتہ بے بصر

کورا اگر مے نیاید آفتاب کور بیند ہر طرف باشد حجاب

اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس ۔

اول موت است بعد از معرفت در چہار بگذرد یکست صفت

تیغ را با تیغ دارد ہوشیار نہ یکسر لوف از یکطرف عارف شمار

نہ گرسنہ بیشود دیگ سیر تر گوید یک گرسنہ مے شود نہ دو امر

دو دیو خود را در وجودے بند کن بعد از اں ارشاد مردم پند کن

معرفت توحید جملہ شد ورا ہر یکے را یافتہ عارف خدا

جسے علم بالغیب پر ایمان نہیں۔ وہ ایماندار ہی نہیں۔ جیسا حسب ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے :۔

قولہ تعالےٰ "فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب"

قرآن شریف میں اُن پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں

نیز اس حدیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے "من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیءٌ"

جس نے اللہ تعالےٰ کو پہچان لیا۔ اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ہے۔

نیز اس آیت کریمہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے "ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کریم" بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ انہیں کے لئے بخشش اور اجر کریم ہے +

فقر علم لقا کو تصدیق قلبی کے ساتھ ایسا یا توفیق حاصل کرتا ہے۔ کہ علم ظاہر تمام بھول جاتا ہے۔ چنانچہ الف بے تک اسے یاد نہیں رہتا۔ اللہ بس باقی ہوس +

حدیث نبوی "من عرف ربہ فقد کل لسانہٗ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہو گئی +

فقیر کو دیدار سے حسب ذیل چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ قرب۔ عزت۔ عظمت۔ شرافت۔ کرامت۔ جمعیت۔ فقر۔ حکمت۔ امر۔ حکم۔ تصرف۔ توجہ۔ تفکر۔ تصور۔ دونوں جہان پر غالب ہونا۔ روشن ضمیری۔ تجلیات۔ واردات۔ اور واقفیت اسرار سبحانی۔ وہ علم دیدار کے سوا اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ فقر کو ذکر۔ ورد۔ وظائف اور مراقبہ کی ضرورت نہیں۔ ۔

مرشد دیدار دیدارش نظر || با نظر ناظر کنم موسیٰ خضر
این شرف شد امتی از مصطفےٰ || سخن اقربیا فتہ قرب از اللہ

سے حق بینہ ہیں فقر کے مراتب ۔

وہ صحیح ہے۔ کہ سالک سلوک کے ہر مرتبہ کی ابتدا قرب الہٰی سے ہوتی ہے۔ اور انتہا مجلس نبوی پر۔ ان دونوں کے وسط میں دیدار ہے۔ جو محض فضل الہٰی ہے۔ ابتدائی اور انتہائی مراتب بلاشُبہ تمام ہیں۔ دونہ ابتداء اور انتہا ایک ہی بات ہے۔ جو شخص رب العالمین کے دیدار سے خواب یا مراقبہ میں مشرف ہوجاتا ہے۔ تو پھر ساری عمر اُس کی آنکھ نہیں لگتی۔ مرنے پر بھی وہ بے حجاب مشرف حضوری ہوتا ہے۔ جو ایک مرتبہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اُسے دُنیا مردار پسند نہیں آتی جس میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ وہ مشرف بدیدار ہی نہیں ۔

حدیث "النھایت ھی الرجوع الی البدایت" ابتدا کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے ۔

راستے کی محبت و طلب۔ ذکر۔ فکر۔ ذوق۔ شوق۔ مراقبہ۔ مکاشفہ۔ تصور۔ تصرف توجہ۔ تفکر۔ معرفت اور توحید سب کچھ دیدار کی خاطر ہے۔ سو کامل مرشد انتہائی مراتب یعنی دیدار ابتداہی میں دکھا دیتا ہے ۔

چنانچہ پھر ابتداء اور انتہا یاد بھی نہیں رہتی۔ یہ عین با عین مراتب ہیں۔ ؎

گر بگویم دیدہ ام مدعی باد عوئے در || کور چشمے بے بیند سگ شال خوک و خر

انوار دیدار کی روشنی طالب پر اس طرح غالب آتی ہے۔ جیسے آگ پر پانی۔ ؎

بادے دیدار بہر مرشد حضور || شد مشرف باللقاء غرق نور

اندھے طالب کو پہلے مرشد آنکھوں کی بینائی بخشتا ہے۔ اور پھر دائمی دیدار دکھاتا ہے۔ جو باایمان ہے۔ اسکے لئے لازوال ہے۔ اولیاء اللہ کو کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ فقیر علم دیدار بحکم دیدار فرماتا ہے۔ اور مرشد کامل دیدار کرا دیتا ہے۔ سو فرمانے اور کرانے میں فرق ہے۔ فقیر پر فرض عین ہے۔ کہ تمام خزائن و ممالک سلیمانی۔ تمام ارواح انبیاء و اولیاء اللہ۔ تمام تسبیح خوان فرشتوں اور دنیاوی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اپنے قبضے میں لائے۔ فقر اختیاری کے اس مرتبے کو ترک توفیق

سکتے ہیں جس طرح ہاتھ میں لائے اسی طرح یکبارگی فی سبیل اللہ صرف کرے اور چھوڑ دے۔ فقر کے لئے توکل۔ عنایت۔ حال اور ہدایت احوال ضروری ہے بغیر عنایت فقر اضطراری اور مطلق شکایت ہے + ؎

توحید سر عطا است کہ تقلید سر عطا است
از دست نا رسا است کہ مکار و یار سات

قولہ تعالیٰ ؛ ماذاغ البصر وما طغیٰ ! نہ اس کی آنکھ چوکی اور نہ اس نے نافرمانی کی، جب تک طالب اللہ تماشا کونین سے بیزار نہ ہو جائے۔ اور اس سے ہزار بار استغفار نہ کرے۔ اور بالیقین دل سے ان کا خیالات نہ ہٹے۔ تب تک معرفت اور وصال الٰہی ہاتھ آنا مشکل ہے ؎

دیدۂ دیدار مارا از ازل
معرفت دیدار مارا شد فضل

اگر کوئی شخص ساری عمر مطالعہ علم میں صرف کرے، تو وہ عالم و فاضل بنجاتا ہے۔ لیکن توحید معرفت اور قرب الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت میں بسر کرے۔ اور ایک پاؤں پہ کھڑا ہو کر تیس سو سال بھی مجاہدہ کرتا ہے۔ تو بھی باطنی طرز لقت اور لقائے الٰہی سے ناواقف رہتا ہے یہ بات مرشد کامل کی توفیق بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ مرشد کامل کی ایک توجہ سالہا سال کی عبادت سے افضل اور مفید ہے ؎

مرشدے مراتب تمام رہنما
طلب کن از مرشدے رویت لقا

حافظ شدی عالم شدی زندہ زبان
وز بے خبر تصدیق وحدت بے عیان

ان لوگوں پر مجھے بڑا تعجب ہے۔ جو بدعتی۔ فرعونی اور شیطانی گروہ ہیں یہ لوگ اہل نفس ہو کر کفار اہل ابلیس اور اہل زنار کے مراتب دیکھ کر کہدیتے ہیں۔ کہ ہم نے دیدار اور معرفت حاصل کر لئے ہیں۔ ان کی بنیاد ہی غلط اور بات ہی محض لاف ہے ؎

ہر کسے بیند دیدار حق را
آں طالبا ز انظر بیرد لقا

در معرفت دیدار حق ناظر کند
با نظر مجلس نبی اللہ برد

دم و لم دیدار بردہ حضور
روح را روح برد اہل القبور

لائق دیدار اول دیدہ کن
دیدۂ دیدار را زاں دیدہ کن

نیست منزل نیست آنجائے مقام — غرق فی التوحید فی اللہ شد تمام

طالبے موسیٰ طلب دیدار جو — باہُو دیدار موسیٰ را بگو

دیدار اعتبار سے ہاتھ آتا ہے۔ نہ کہ سال و ماہ گذارنے سے ؎

باہُو طلب دیدار وز خود جدا — از میاں خود رفت مے بیند لقا

زن و فرزند۔ ذکر و فکر مال طمع اور نفس مرد از معرفت الٰہی اور دیدار الٰہی سے باز رکھتے ہیں۔ لقا نماز میں ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز نور حضور سے معمور ہے ؎

سر رود در سجدہ دل شد با خدا — روح شد مشرف اتحاد با لقا

ایں نماز عارفاں با دل حضور — فرض عین است ایں نماز بالضرور

واضح رہے کہ انسان مخلوق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قادر حی و قیوم غیر مخلوق۔ پس مخلوق کی کیا ہستی ہے کہ غیر مخلوق تک پہنچے۔ اور معرفت۔ قرب۔ اور جمال حضوری حاصل کرے۔ ہاں ہوتا بھی ہے۔ جو شخص دیدار کا منکر ہے۔ وہ ملعون اور بے دین ہے۔ مطلب یہ کہ علم۔ ذکر۔ فکر۔ تلاوت وظائف۔ مراقبہ اور مجاہدہ قرب الٰہی سے بعید ہے علم تصور کے ذریعہ ہم مشرف ہو سکتے ہیں۔ اسم اللہ ذات ہی معرفت اور توحید کا سبق ہے۔ طالب نفس پہ سوار ہو کر بجلی سے بھی تیزی کے ساتھ ایک لحظہ میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ مراتب یقین اور اعتبار کے ہیں ؎

تا نہ بینم من بچشم خود خدا — نیست باور گفتۂ درویش را

ہر کہ مے بیند بود در غرق نور — معرفت توحید دین است با حضور

بے سرے سجدہ کنم حاضر خدا — ایں نماز عارفان را از بقا

بے سرے سجدہ بود ہم بے جبیں — نیست ہم نجا آسمان و نے زمین

بے چشم بینم بخوانم بے زباں — معرفت لاہوت ایں است لامکاں

سجدہ در نور است در رویت مدام — قبلہ در قبلہ بود قبلہ تمام

ہر سہ قبلہ قرب بخشد در نماز — معرفت توحید ایں است فضل راز

نفس نورش قلب نورش روح نور — اہل نوری را نمازی شد حضور

دل پریشان و نمازے کے روا — دل بخطرہ نفس و شیطاں کے ہوا

نماز معراج است مے بیند خدا	عارفاں را دائم نماز بے شد لقا

واضح ہے کہ عارفوں کا دوام ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے۔ اور اُن کا دل اور روح دائمی نماز میں مشغول بنماز باراز ہے۔ اور راز با نماز۔ مرشد نور الہدیٰ علم دیدار سے کنجی بااللہ کا سبق پڑھاتا ہے۔ اور طالب صادق۔ لا الہ الا اللہ فاتحذہ وکیلا پڑھتا ہے۔ اس قسم کا مرشد جو دیدار سے مشرف کرنیوالا ہے۔ مخدوم ہے۔ اور جو مرشد طالب کو ذکر فکر، مراقبے اور حبس دم میں مشغول کرتا ہے وہ ناقص ہے۔ اور معرفت الٰہی سے محروم ہے۔ اس سے طالب کبھی مراد کو نہیں پہنچیگا۔ معرفت کے ویسے تو کئی ایک طریق ہیں۔ لیکن خاص طریقہ مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ اور یہ ہونا ضرور ہے۔ اگر مادر زاد اندھے کو آج کے حجاب کے سبب کل نظر نہ آئے۔ تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ بینا آدمی ہمیشہ دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے آج اور کل یکساں ہے۔ ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ جو شخص اِس دنیا میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی رہیگا ؎

ہر کہ در دنیا نہ بیند حق لقا	بے نصیبے دو بود آخر کجا
آخرت او خور خواہد ہم قصور	بے نصیبے او ز دیدارش حضور

مازاغ البصر وما طغیٰ کے مراتب عارفان لقا کے نصیب ہوتے ہیں ؎

از ناف تا سر جلوہ گر انوار حق	آنچہ مے بینم ازاں دیدار حق
حق باطل را کنم تحقیق تر	میبرم دیدار طالب را نظر
زندگی شد با لقا بیندگی	بے لقا کش زندگی شرمندگی

عارف مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو رب العالمین کے دیدار کی دولت عظمیٰ بخشدیتا ہے ایسا مرشد لائق ارشاد ہے۔ عارف نور خدا مرشد وہ ہے جو باطن میں ہمیشہ کے لئے طالب کو دیدار سے مشرف کرے۔ اور طالب ظاہر میں مطالعہ علم اور شریعت میں ہشیار ہو۔ جس طرح خضر علیہ السلام کو آب حیات کے سبب جاودانی زندگی حاصل ہے۔ اسی طرح عارفوں کو اسم اللہ ذات کے تصور سے ہمیشہ زندگی نصیب ہوتی ہے ؎

خضر را طالب کنم بہر از خدائے	منکر طالب با حضوری مصطفیٰ

حضرت خضر امت محمدی کی خضر کے مراتب سے درجات عبر و خیر میں ہیں۔ قرب الٰہی اور دیدار الٰہی امتیوں ہی کو ہمیشہ نصیب ہے ؎

خضر را خیر بنا شد در قرب وحدت لقا	شرف امت را تمام از مصطفیٰ

فکر فرحت نفس ذکر و راہزن — طالب دیدار را بس ایں سخن
با تو جمعے برم دید ار حق — زیر پائے تو شود جملہ طبق
با الف اللہ رسانم با حضور — ایں مراتب عارفاں اغرق نور
عالم شدم در علم توحید از خدا — احتیاجے نیست علم از سر ہوا
شیطان را علم است کبر و بے کرم — گر بگویم اما شیطان میشوم
خلق با خلق است با خالق تمام — نیک خصلت ہمچو نبوی والسلام

جو عالم یا فقیہ فریفتہ نفس، مردہ دل اور سیاہ باطن ہے۔ اس سے ہمکلام نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کے باطن کو اللہ تعالےٰ کی کچھ بھی خبر نہیں۔ ایسے شخص کو اپنے نفس کی بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ ہر علم کا مغز علم تصوف ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسول کریمؐ کی باتیں ام العلوم اور احیاء العلوم ہیں۔ علم تصوف سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جو شخص علم تصوف نہیں پڑھتا۔ اُس کا دل سیاہ رہتا ہے۔ اور ہمیشہ جہل و نفاق میں رہتا ہے۔ علم تصوف ہی علم فقہ اور سلک سلوک فقر ہے۔ اس سے قلبی تصدیق۔ توفیق۔ بحق رفیق بتحقیق بفضل اللہ حاصل ہوتے ہیں۔ علم تصوف سے عارف رحمت الہٰی بنجاتا ہے۔ جو شخص علم تصوف سے منع کرتا ہے وہ بے دین ہے ؎

گر بے علم عالم شدی بے معرفت — جاہلی علم ست خر عیسٰے صفت
تا نیابی معرفت رہبر خدا — طلب کن مرشدی تو اولیاء

طالب کو پہلے مرشد سے کل و جزو مخلوقات اور ذات وصفات حاصل کرنی چاہئیں سوا ایک ہی بات میں حاصل ہو سکتی ہیں۔ مرشد کے چار حروف ہیں۔ میم سے مشاہدہ حضور معرفت اور معراج۔ رؔ سے رازق حق۔ غرق فی التوحید نور۔ شؔ سے شہسوار عارف بروحانیت اہل قبور۔ اور دؔال سے دوام بخش الہام مراد ہے طالب کے بھی چار حروف ہیں۔ طؔ سے طالب، طوق بندگی۔ سر افگندگی۔ اور دوام در حکم حق پسندی۔ اؔ سے ارادہ صادق۔ ادب اور جو کچھ سر پر گذرے اس سے آہ نہ کرنا۔ لؔام سے لائق لقاء۔ لا یحتاج۔ اور لا فرقی نہ کرنے والا۔ اور بؔ سے باوفا۔ باحیا قلب صفا اور قضا و رضا میں رہنے والا مراد ہے۔ مرشد کے

چاروں حروف طالب کے چاروں حرفوں میں اس طرح تبدیل ہو جانے چاہئیں کہ مرشد کا وجود۔ جسم۔ قلب۔ قالب۔ زبان۔ کان۔ روح اور ہاتھ پاؤں طالب کے ہو جائیں۔ اور طالب کے مرشد کے ہو جائیں۔ یعنی دونوں ایک ہو جائیں۔ طالب کو فنا فی الشیخ ہونا چاہیئے۔ مرشد کی ہر ایک رسم رسوم حتیٰ کہ صورت تک طالب میں آجائے۔ اور دونوں کے احوال ایک ہو جائیں۔ مرشد کامل کی توفیق اور توجہ سے طالب "ید اللہ فوق ایدیھم" کہنے لگے؎

گر بیائی طالبا حاضر خدائے — درمیاں پردہ نہ ماند شد لقا

مرشد کامل کی یہ پہچان ہے۔ کہ وہ حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے نظر ہی سے کل و جز کو طے کر جاتا ہے؎

گر تو طالب صادقی یا ما بیا — شد حضوری در مجالس مصطفےٰ

قادری طریقہ میں طالب اور مرید مثل پھول کے ہے۔ اور باقی طریقے اس کے مقابلے میں ایسے ہیں۔ جیسے پھول کے گرد کانٹے کیونکہ وہ محض نفس کی قید میں ذلیل ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب با اعتبار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یکبارگی حضرت بدیدار ہوتا ہے۔ اسے ذکر۔ فکر۔ اور مراقبہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی؎

منکر شدست ادیم قدرداں — شد قرب قدرت خدا معارف عیاں

جمعیت دیدار پر منحصر ہے۔ دیدار کے بغیر مردار ہے؎

باہو در ہو گم شد چوں آب شیر — انتہا توحید ایں فی اللہ فقیر

دنیا کے طالب بکثرت ہیں۔ اور عاقبت کے طالب بے شمار۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ جو دیدار الٰہی کا طالب ہو۔ جو طالب دیدار ہے بہشت اسے درکار نہیں +

واضح رہے۔ کہ انسان کے وجود میں سات اعضا۔ قید۔ حرص۔ طمع۔ حسد۔ اور خود پسندی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سو کامل مرشد طالب اللہ کے ساتوں اعضاء کو ساتوں اکسیر علم کیمیا۔ تصرف گنج باحکمت ظاہر اور باطن سے پختہ اور کامل بنا دیتا ہے۔ اور اس کے ذرے ذرے کو سنوار دیتا ہے پھر ایسے طالب کو کیا ضرورت ہے۔ کہ دست بیعت کرتا پھرے۔ اسے ایک ہی ہفتہ میں فقر معرفت

ولایت۔ غنایت۔ فیض فضل اور وصال حق میں نہ غم نہ زوال نہ سلب نہ رجعت کا ڈر حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور وہ مشاہدہ معرفت میں ہمیشہ معراج کرتا رہتا ہے۔ مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز جمعیت کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ کامل مرشد طالب کو سونے چاندی کی کیمیائے اکسیر اور پھر دیدار الٰہی سے مشرف کر دیتا ہے۔ جس مرشد میں یہ توفیق نہیں۔ اُس سے تیلی کا بیل اچھا ہے ؎

باہو کاملاں را وقوف است بر کیمیا — از خود دہند یاے وہ مانند از خدا

فقیر کی نگاہوں میں اہل دنیا مفلس ہیں۔ اور اہل دنیا کی نظروں میں فقیر مفلس ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ فقیر کو گو سارے دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہوتا ہے لیکن وہ غنایت کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا ؎

ظاہری توفیق دارم ہر عمل — باطن از تحقیق دارم بے خلل
یاہو ا بہر از خدا ایں رہنما — گر بیائی مے رسانم با خدا

تمام خزانوں کی کیمیائے اکسیر تین قسم کی ہوتی ہے۔ جو تین مدرسوں میں تین علوم حاصل کرنے سے ہاتھ آتی ہے۔ علم علم کا گواہ ہے۔ علم علم سے آگاہ ہے۔ علم کو علم سے نگاہ ہے۔ جاہل ہمیشہ گمراہ ہے۔ علم اکسیر کیمیا ترکیب ہنر فنا ہے۔ علم کیمیائے اکسیر توفیق بقا ہے۔ اور علم کیمیائے اکسیر معرفت مشرف بقا ہے ؎

ہر کہ گفت من عالم لقا — طلب از وے مطالعہ حق لقا

کیمیائے ظاہر کا طالب نامرد۔ کیمیائے باطنی کا طالب عورت اور کیمیائے معرفت کا طالب مرد خدائے۔ یہ چودہ کیمیا چار دن میں چار توجہ اور چار توفیق سے حاضرات قرآن کی برکت سے طالب کو حاصل ہو سکتی ہیں ؎

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل جس کا خدا اُس کا سب کوئی۔ جو طالب اخلاص کے ساتھ مرشد سے دیدار الٰہی کی طلب کرے اس کے روبرو۔ ہر ایک مرتبہ۔ ہر ایک تصرف کیمیا۔ گنج۔ حکمت۔ توکل اور انبیاء اور اولیاء کی رُوحیں اور دونوں جہان غلام کی طرح دست بستہ کھڑی ہوتی ہیں ؎

مرشدے باشد غنایت از غنی — از غنی طالب غنی حاضر نبی

بے عنایت دو شکایت روز و شب　　　　بے حیا و بے وفا و بے ادب

کامل میں تین حروف ہیں۔ ک سے کامل تصرف اس میں ہو۔ کہ مبتدا فرح کرے کم نہ ہو۔ م سے مراد یہ ہے۔ کہ مردہ دل کو نگاہ ہی سے زندہ کرے۔ اور حضوری الہٰی میں پہنچا کر دیدار الہٰی سے مشرف کر دے۔ ل سے یہ مراد ہے کہ طالب کو لقاء الہٰی بخش کر لا یحتاج بنا دے۔ کامل درجہ انسان کا ہے۔ مکمل پریشان کا۔ اور اکمل حیوان کا ہے۔ نور الہدیٰ مرشد کا مرتبہ یہ ہے۔ کہ طالب کو پہلے ہی روز لاہوت ولامکان بخش دے۔ یہ طاقت مرشد قادری کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ مشرف دیدار باعیان ہوتا ہے۔ اور اس پہ اللہ تعالےٰ کا فیض فضل اور احسان ہوتا ہے۔

واضح رہے۔ کہ ہر ایک تصرف گنج کا مرتبہ۔ اور مشرف بدیدار کرنا آسان ہے۔ لیکن وجود میں اسے نگاہ رکھنا اور اپنے آپ کو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچانا سخت مشکل ہے۔ پیاسا پانی پیتا ہے۔ اور بھوکا کھانا کھاتا ہے اور عاشق سر فدا کرتا ہے۔ طلب مولیٰ کا پیاسا اور بلئے معرفت کو مستسقی کی طرح پیتا ہے۔ اور طلب مولیٰ کا بھوکا اپنا خون جگر کھاتا ہے۔ جو عاشق دیدار ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا ؎

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست　　　　دیدنی مخلوق را در کار نیست

ہر کہ مے بیند بود دائم حضور　　　　ہر تصرف میشود از وے ظہور

آں صاحب گنج است عامل با حکم　　　　مردہ را زندہ کند با حکم قم

ہر کہ مے بیند بود از اہل لقا　　　　دل سلیم وجود و کرم و با حیا

تجھے واضح رہے۔ کہ ؎

چوں نے بینم کہ بنمائید مرا　　　　از لقائے یافتم وحدت صفا

باحضوری مصطفےٰ ہم جان نفس　　　　احتیاج کس ندارم ہیچ کس

یہ مراتب عظےٰ اور سعادت کبرےٰ مجھے شریعت سے نصیب ہوئی ہیں۔ میں نے ہمیشہ شریعت کو ہی اپنا پیشوا بنایا ہے۔ طالب اللہ خواہ مبتدی ہو۔ خواہ منتہی۔ اسے چاہیئے۔ کہ صبح وشام شریعت کو مدنظر رکھے۔ اور جو کچھ شریعت حکم کرے

اس کے مطابق عمل کرے۔ کیونکہ وہ منجانب اللہ حق ہے۔ اور جس بات سے شریعت روکے اُسے نہ کرے۔ کیونکہ وہ باطل اور بدعت ہے۔ اور بدعت سے ہزار بار استغفار ہے۔ شریعت کسے کہتے ہیں؟ شریعت قرآن شریف ہے۔ اور تمام قرآن کریم اسم اللہ ذات کی طی میں ہے۔ یہ سراسر زنیۂ شیطان اور نفس امّارہ کے خلاف ہے ؎

شریعتے شہر است آں دار الامن	نیست آنجا نفس و قلب و روح و تن
شریعت نور شریعت از نبی	ایں شریعت کے رسد اہل از شقی
شریعت شرف است عرب با رسول	ایں شریعت برو حاضر با رسول
ہر مراتب از شریعت دیدہ ام	بے حجابے از میاں بدریدہ ام
شریعتے شوق است بہ شہد از شکر	لذّتِ دیدار بخشد بہرہ ور
جز شریعت نیست راہِ معرفت	اہل بدعت چیست باشد خر صفت
شریعتے خلوت بود بر تن تمام	بے شریعت نیست عارف اہل عام
شریعتے خوش وقت گرداند مرا	از شریعت یافتم اللہ بقا
شریعتے ایمان انوارش عطاء	ایں عطائے شد مرا اہبر خدا
باھو شریعت راستی در شرع کوش	از شریعت معرفت توحید نوش

مرشد پر فرض عین ہے۔ کہ پہلے طالب کو جمعیت کے تین مراتب عنایت کرے یعنی جمعیت نفس۔ جمعیت قلب۔ اور جمعیت روح۔ جب یہ تینوں جمعیتیں طالب میں جمع ہو جائیں۔ تو پھر مرشد کو مناسب ہے۔ کہ مشاہدہ حضوری اور قرب الہٰی دکھا کر دست بیعت کرے۔ تاکہ طالب کو بھی یقین ہو جائے۔ کہ واقعی میرا مرشد جمعیت بخش اور کامل ہے۔ مرشد وہی ہے۔ جو تمام دنیا کا تصرف طالب اللہ کو عطاء کرے۔ اور نیز جمعیت قلب بھی۔ اور پھر طالب دنیا کے تمام تصرف کو ایک دم میں ایک ہی قدم پر فی سبیل اللہ صرف کر دے۔ اور دل میں افسوس تک نہ کرے۔ جب طالب کی رُوح دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جائے۔ اور توجہ تصوف اور تفکر سے ممات و حیات کے مراتب اسے حاصل ہو جائیں۔ تو پھر وہ طالب لائق تلقین اور ہدایت ہوتا ہے۔ اور اس کا نفس

شکایت نہیں کرتا۔ اللہ بس باقی ہوس +

اے عزیز! وہ لوگ بہت ہی احمق ہیں۔ جو دن رات محبت دنیا میں بے جمعیت اور پریشان سائل گدا اور بے حیا ہیں۔ اور باطن صفا مرشد ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو کسی پر نظر عنایت کرے۔ تو اسے بیعت سے گنج وخزائن بخشدے۔ وہ طالب کو پہلے سونے چاندی کا علم کیمیا سکھاتا ہے۔ اور پھر توجہ سے اسے قرب وحضوری الٰہی بخشتا ہے۔ جو مرشد پہلے روز پہلے ہی سبق میں علم معرفت اور توحید پڑھائے۔ اور دیدار سے مشرف کر دے اسے ذکر و فکر کی کیا حاجت ہے۔ اور ورد وظائف اور مراقبہ اس کے کس کام کا۔ اہل دیدار عارف کی آنکھیں ہمیشہ دیدار کی طرف لگی رہتی ہیں۔ دل بھی مشاہدہ دیدار کی طرف مائل رہتا ہے۔ اور وہ نظر عیان سے بے حجاب اسرار الٰہی دیکھ کر فنافی اللہ اور متوجہ دیدار رہتا ہے۔ اہل دیدار کو دیدار ہی سے الہام مشاہدہ ہوا کرتا ہے۔ اور ان کی دلیل بھی مشاہدہ دیدار ہی ہوا کرتی ہے۔ سلطان الوہم بھی مشاہدہ دیدار سے ہے۔ اور جمعیت کل بھی قرب دیدار سے عنایت ہوتی ہے۔ ہدایت بھی مشاہدہ دیدار سے ہاتھ آتی ہے۔

پہلے دیدار پھر اعتبار۔ پہلے مشاہدہ حضور۔ بعدہٗ لقا غرق فی التوحید نور ؎

این فقر را شد مراتب از ازل ۔۔۔ حق لقا فیض وعطا کش با فضل

یہ رحمت آثار راہ تلقین دیدار سے ہاتھ آتی ہے ؎

ہر مراتب را کنم تحقیق تر ۔۔۔ ہر طریقت کل وجزو در من نظر

شد مرا تلقین از حضرت رسولؐ ۔۔۔ طالباں را میرسانم با حضور

یہ دیدار شرعی نماز سے حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نماز زبان قلب روح وسر سے ادا کی جائے۔ جو شخص بے سر سجدے میں جاتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ ؎

سر سجدہ بود بیند خدا ۔۔۔ سجدہ نادیدہ میکنی باشد روا

خاص الخاص آدمیوں کی نماز مشرف بدیدار ہوتی ہے۔ وہ روبرو سجدہ کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی نماز رسمی ہوا کرتی ہے +

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "من لم یادفرضا دائمًا لم یقبل اللّٰہ فرض الوقت" جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض

وتنی بھی قبول نہیں کرتا ہے

بیتے بر لبِ نمازاں بہ دوام ورنماند بے شد نقاو عدت تمام

جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الصلوٰۃ معراج المؤمنین" نماز مومن کا معراج ہے۔ مرشد کامل کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کنہ سے ہر ایک خزانہ۔ تصرف۔ تفکر۔ توجہ۔ حکمت۔ علم اور مقاماتِ ذات و صفات کُل و جُزو مخلوقات ازل سے ابد تک تماشا اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کا تماشا۔ سر اسرار الٰہی۔ اور صبغۃ اللہ علوم یعنی علم غیب۔ توفیق تحقیق۔ تصدیق۔ تصدیق عیان۔ لقا۔ لامکان۔ لاہوت۔ ملکوت۔ جبروت۔ ناسوت۔ معرفت۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ حق۔ باطل۔ فقہ۔ نص۔ حدیث۔ تفسیر۔ روشن ضمیر۔ باتاثیر۔ حیلہ کیمیائے اکسیر۔ سنگ پارس۔ سنگ شفا۔ نظر۔ طلب۔ محبت۔ جمعیت۔ جامع۔ تلقین۔ راسخ دین۔ حیا۔ ادب۔ باز کلید۔ قفل۔ نصاب۔ دور مدور۔ بدل۔ وقت۔ نفس۔ سعد۔ سعید۔ تجرید۔ ترک۔ توکل۔ الہام۔ علم اور مجاہدہ منکشف کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ طالب کو کلمہ طیبہ کے حروف سے دکھلا دیتا ہے کیونکہ یہ حق تعالےٰ کی طرف سے برحق ہے۔

اس قسم کا علم مرشد کامل سے حاصل کر کے دُنیا اور آخرت میں لا احتیاج ہو جاتا ہے۔ جو شخص پہلے ہی روز کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کنہ کا سبق پڑھتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم اور تمام مخلوقات اُس کی مطیع ہو جاتی ہے۔ کامل مرشد اور صادق طالب کو علم جزو کی تعلیم دے کر علم کل تک پہنچا دیتا ہے علم جز توفیق اور علم کُل توفیق تحقیق ہے۔ اور رفیق بحق ہے۔ جو طالب اللہ ایسے مرشد سے جو علم کُل و جُزو کا جامع ہے پہلے روز سبق پڑھتا ہے۔ وہ کل و جُز کا تماشا کر لیتا ہے۔ اور توت تصور سے دونوں جہان کے خزانے اُس کے قبضے میں آجاتے ہیں۔ وہ ہر ایک عمل اور تصرف میں کامل ہو جاتا ہے۔ جو کامل طالب تعلیم و تلقین کے شروع میں کُل و جُزو کا علم جانتا ہے۔ پھر اسے ساری عمر ریاضت۔ مجاہدہ۔ علم اور حکمت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی کو مراتب و منصب جمعیت کہتے ہیں۔ تمام مخلوقات کے کل و جُز رسم رسوم اور دفاتر حساب و رقم در قوم طاعت کے ایک حرف کے طے کرنے میں

حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور دونوں جہان کو ہاتھ کی ہتھیلی پشت پا اور مٹھی میں دیکھ سکتا ہے یا انگشت ناخن پر اس کا معائنہ کر سکتا ہے۔ اس کو بھی جمعیت خطرات کہتے ہیں۔ جو وجود پریشان میں بمنزلہ مرض ہے۔ جس کا علاج مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ جس سے دائمی طور پر جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر فضل الٰہی سے لایحتاج اور بےغم ہو جاتا ہے۔ نہ وہ رجعت کھاتا ہے۔ نہ اُسے زوال آتا ہے۔ نہ اسے سلب کا ڈر رہتا ہے۔ اور نہ غلطی کا۔ جمعیت ہی سے معرفت۔ قرب اور وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جمعیت کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ چنانچہ جمعیت ہی سلک سلوک کی حکمت ہے جمعیت ہی توفیق۔ تصدیق گنج۔ قال و حال۔ تصور۔ تصرف۔ ترک و توکل اور عنایت و ہدایت ہے۔

قادریہ کامل طریقہ میں عارف صاحب نظر اور صاحب صفات محمودہ شکر گذار اور دائمی طور پر مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ اگر کسی اور خانوادے یا طریقہ کا مرید ان باتوں کا دعوے کرے۔ تو اسے لاف زن اور جھوٹا سمجھو۔ جس طرح ظاہر میں زبانی علم ہوتا ہے۔ اس طرح باطن میں تین علم ہوتے ہیں۔ ایک نفس۔ دوسرے قلب۔ تیسرے رُوح۔ اگر زبان و نفس ایک ہو جائیں۔ تو عالم متکبر ہوتا ہے۔ اگر زبان اور قلب ایک ہو جائیں۔ تو قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر زبان اور رُوح ایک ہو جائیں۔ تو عالم روحانی مشرف بلقا ہوتا ہے۔

جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ ۔ نیز من عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہ بالبقاء۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا بےشک اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ نیز جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ پس عالم قلب اور عالم روح ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ مرشد کامل نظر سے دونوں کی حقیقت کو اس طرح معلوم کر لیتا ہے جس طرح صراف سونے چاندی کی۔ مرشد پر فرض عین ہے۔ کہ طالب اللہ کو پہلے روز جمعیت کل و جُز کے مرتبے پر پہنچا دے۔ جس سے طالب سر سے قدم تک نور ہی نور ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور سے سوال و جواب لے سکے۔

علم بہر از قرب اللہ حق لقا   علم دنیا باز دارد از خدا

علم دنیا فتنہ از فرعون لعین　　علم بہر از معرفت حق الیقین
ہر کہ خواند علم را بہر از ثواب　　علم آنرا امید ہد عاقل خطاب
ہر کہ خواند علم بہر از مصطفیٰ　　واقفِ اسرار گم گردد از الٰہ

جمعیت تین قسم کی ہے جمعیت نفس، جمعیت قلب۔ اور جمعیت رُوح۔ روح کو جمعیت اُس وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور نفس کو لذات اور حرص و ہوا سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ تینوں جمعیتیں طالب کے لئے ایسی ہیں جیسے کشتی کے لئے دریا کی سطح اور مچھلی کے لئے پانی۔ نفس کو جمعیت علم اکسیر اور سنگ پارس کے تصرف یا علم تکسیر کی دعوت کے تصور اور سونا چاندی جمع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام دنیا کے تصرف سے جو جمعیت حاصل ہوتی ہے وہ استدراج ہے نفسانی جمعیت محض بازیگری ہے قلب کو جمعیت عنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے جس سے وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ رُوح کو مشاہدہ و قرب الٰہی سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفس ہمیشہ استدراج کی طلب کرتا ہے۔ اور قلب عنایت کی اور رُوح دیدار کی طلب کرتا ہے۔

کامل مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تلقین اور کلمہ طیبہ کے حاضرات کی تعلیم سے ایک قدم اور ایک دم میں طالب اللہ کے نفس قلب اور روح کو جمعیت کلی اس قسم کی بخشتا ہے۔ کہ مرید لایرید ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نفس قلب کی صفات حاصل کر لیتا ہے۔ اور قلب رُوح کی۔ اور رُوح نفس و قلب میں بہ سبب زیادتی جمعیت کے مطلق ہو جاتا ہے۔ اور دائمی طور پر قرب الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے ۔

دیدار را ہفت علم و ہفت راہ　　در یک ہفتہ رسد وحدت را الٰہ
ایں ہفت علم از ہفت آیت یاد کن　　تا شوی محرم خدا و راز کن

قرآن شریف کی آیات سات قسم کی ہیں۔ آیت وعدہ۔ آیت وعید۔ آیت امر و معروف۔ آیت نہی منکر۔ آیت قصص الانبیاء۔ آیت منسوخ اور آیت ناسخ۔ یہ تمام باتیں شریعت سے منکشف ہوتی ہیں۔ اور پھر یہ مراتب شریعت میں منتہی ہوتے ہیں۔

جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " النھایۃ الرجوع الی البدایت " انتہا کی طرف رجوع کرنا انتہا ہے ۔

شریعت قرآن شریف ہے۔ اور حقیقت بھی قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ اور قرآن شریف سے معرفت حاصل ہوتی ہے جس سے جمعیت جاودانی ہاتھ آتی ہے۔ قرآن شریف کا ہر ایک مقام قرب، معرفت، اور دیدار رحمٰن پر دلالت کرتا ہے۔ کوئی علم یا کوئی تصرف قرآن شریف سے باہر نہیں۔ اور نہ ہی ہوگا ۔

مُردہ دِل عالم اور زندہ قلب فقیر میں کیا فرق ہے؟ یہ کہ عالم کو اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ کا تصوّر کرنا نہیں آتا۔ اور ایک نادان بچے کی طرح ہے۔ اس کے مقابلے میں فقیر کو اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ کا تصوّر حاصل ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ دنیا اور آخرت میں کامل اور لامحتاج ہوتا ہے۔ تمام علوم اسم اللہ ذات کی قید میں ہیں لیکن اسم اللہ کسی علم کی قید میں نہیں۔ کیونکہ یہ نفس کو نیست و نابود کرکے حضورِ الٰہی میں پہنچا دیتا ہے ۔

قولہٗ تعالےٰ " وعندہٗ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو ویعلم ما فی البر و البحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین " غیب کی چابیوں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو وہ جانتا ہے۔ ہر ایک پتے کے گرنے اور زمین کے اندر کے ہر ایک دانے کو وہ جانتا ہے۔ کوئی چھوٹی بڑی ایسی چیز نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو ۔

جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " ان القراٰن رحمۃ اللہ علی الخلائق " بے شک قرآن شریف خلقت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ۔

حاجی الحرمین الشریفین کی شرح

بعض حرم کے حاجی ہوتے ہیں۔ اور بعض کرم کے۔ جو شخص وجودی اخلاص اور تکمیل اعتقاد سے بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے۔ تو بیت اللہ شریف اور اس کے تمام درو دیوار نور ہو جاتے ہیں۔ اور اس نور میں حاجی مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ یہ

حاجی کرم ہے۔ جس شخص کے یہ مراتب ہوں۔ اُس کے لئے حج زیبا ہے۔ اگر حاجی مدینہ منورہ میں آنحضرت صلعم کے روضہ اقدس میں داخل ہو تو روضہ منورہ کی ہر درو دیوار سے نور ٹپکتا ہے جس میں وہ حاجی دیدار سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اہلِ دیدار اور بالیقین اعتبار حاجی اگر کوہ عرفات کے میدان میں خطبہ سُن کر ہاتھ اُٹھا کر لبیک لبیک وحدک لا شریک لک لبیک ؛ کہے۔ تو تمام میدان اور پہاڑ نور ہی نور ہو جائیں۔ اور دیدار الٰہی نصیب ہو۔ اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے برحق ہے ؎

کعبہ را در دل ببینیم نیست غم ہر دمے من حاجیم قرب از کرم

ظاہر و باطن یکے گردد تمام ہم صحبتم با مصطفےٰ با ہر دوام

کامل مرشد جس طالب کا نام لے کر توجہ کرتا ہے اُسے اسی دم معراج قرب اور مشاہدہ دیدار تک پہنچا دیتا ہے۔ اور طالب دائمی طور پر اللہ تعالےٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کو مدنظر رکھتا ہے +

مرشد پر فرض عین ہے۔ کہ طالب کو ان مراتب پر پہنچائے۔ کامل مرشد جس طالب کو چاہے۔ اکسیر کیمیا نظر۔ تمام خزانوں کا تصرف۔ تکثیر کیمیا۔ دعوت۔ اور روئے زمین کے تمام الٰہی خزانوں کا تصرف بخش سکتا ہے ؎

از خود مہدیا بی وہا نیاز خدا کاملاں را دو عمل ہر کیمیا

کامل مرشد جس طالب کو چاہے۔ ولی اللہ کا مرتبہ بخش سکتا ہے۔ اور اُسے بادشاہ ظل اللہ کے مرتبے سے بڑھا سکتا ہے کیونکہ فقیر کی نگاہوں میں بادشاہ سائل عاجز اور مفلس ہوا کرتا ہے۔ کامل مرشد جس طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور بخش دیتا ہے۔ ملک سلیمانی اس کے قبضے و تصرف میں آجاتا ہے۔ کامل مرشد مرید کو ہر ایک تصرف ہر ایک کیمیا اور غنایت کا سنگ پارس عنایت کر سکتا ہے جس سے بادشاہ اس کے حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں ؎

بادشاہ در نظر من مفلس گدا من غنیم بادشاہ ہم با خدا

غالبیم با موسے غالب با خضر احتیاجے نیست مارا سیم و زر

کو نین را در حکم خود آوردہ ایم ہر تصرف از تصور بردہ ایم

سنگ پارس در نظر من بیشمار | حمله بانم ہمچو تیغے ذوالفقار
حوصلہ باید و سبیع طالب بود | طالب کم حوصلہ دشمن بود
عاقلاں را محرمیت سر عطا است | احمقاں را محرمیت سر خطا است
کس نیابم طالبے توفیق تر | کم حوصلہ لائق نباشد سیم و زر
کس نیابم طالبے حق حق طلب | میرسانم باحضوری راز رب
نفس و قلبے روح را بگذار تو | تا بیابی معرفت دیدار او
آنچہ مے بیند ولی باشد چہ بود | جسمہ شد نور وحدت میر بود
ایں مراتب روز اول اولیاء | روز اول اولیا را شد لقاء

تمام اولیاء اللہ کے مجموعے کا خطاب فقیر ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص کیا جانے جو احمق پن سے نفس کا قیدی بنا ہوا ہے۔

آنچہ مے یابم بیابم از خدا | آں چہ مے بینم بہ بینم از لقا
دو دنیا کس نگنجد ہیچ کس | عاشقاں را بس بود اللہ بس
جبرائیلش در نگنجد ایں مقام | ایں شرف امت محمدؐ والسلام
ہر کتابے را چو لبے حق طلب | ہر کہ حق از حق نہ بیند از کلب
از مطالعہ علم طالع باقضا | علم ذکر و باز دارد از خدا
شد مطالعہ معرفت توفیق تر | خوش بہ بیں دیدار عارف با نظر
ہم ناظرم ہم حاضرم ہم رہنما | طالباں را مے برم وحدت لقا
چوں در آیم لامکاں یا لامکاں | کونین پر پشہ بود بیں یا عیاں
لامکاں ملک است ملک لازوال | نہ مطالعہ علم مے شد قیل وقال
نیست آید باد آتش خاک را | ہر طرف کردم نظر بینم لقا
ایں شرف امت محمدؐ با شرف | ہر علم را کرد حاصل از حرف
آں مقام نور پاک و پاک تر | سیاح توحید است شد عارف خضر
نہ علم نہ صورت نہ حرف نے آواز | عین بر سد عین باشد عین راز
عین را با عین دیدن شد روا | علم خواند عین علمہ ما لقا
برد با ہو شد غالب بدیدار ختم | نیست باہو کشت ہو در جاں تنم

فقیر۔ ترک و توکل اور مست والست کے مراتب طریقہ قادریہ ہی میں ہیں۔ دوسرا اگر دعویٰ کرے تو لاف زن اور جھوٹا ہے۔ اُس کی تمیز کے لئے پہچاننے والی آنکھ چاہئے۔ جس شخص کا ظاہر و باطن باشعور ہے۔ اور اُسے حضور مجلس حاصل ہے۔ اُسے لازم ہے۔ کہ علم دانش و دانائی حاصل کرے۔ اور جہالت و رسوائی کو ترک کرے۔ اور پھر مرشد۔ پیر علم۔ تصرّف۔ گنج اور جمعیت کی طلب کرے۔ اور معرفت فقر میں قدم رکھے۔ ایسے باطن آباد کو مبارک باد ہو۔ طالب مرشد کو نہیں پہچان سکتا۔ اہل مرشد طالب کو پہچان سکتا ہے طلب طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے۔ جیسے قسمت اہل قسمت کو۔ "طلب الرزق اشد من طلب اجلہ" اجل کی نسبت رزق کی طلب مشکل ہے یا عاشق معشوق کو۔ اور معشوق عاشق کو اس طرح پہچان لیتا ہے۔ جیسے بندہ خدا کو۔ عالم علم کو۔ پیر مرید کو۔ باپ بیٹے کو۔ اُستاد شاگرد کو۔ غلام آقا کو۔ اور گھوڑا اپنے سوار کے کام کو ؎

چشم ظاہر با چشم نور دل نگر	چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر

جو فقیر مرشد کامل دونوں جہان کو دیکھنے والا ہے۔ اُس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں۔ جیسے شیشہ اور عینک۔ جیسے آنکھ میں پتلی۔ یہ مراتب چشم بسر کے ہیں۔ فقیر کے لئے سر کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ چشم عیاں سے معرفت اور مشاہدہ دیدار کرتا ہے۔ اور دیدار کو دیکھ کر دیدار دکھلا بھی سکتا ہے۔ جو عارف سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو دیکھے۔ وہ مرتد ہے۔ اور اُس کی معرفت مردود ہے ؎

این معرفت مردود عارف بے حیا	آں معرفت فی اللہ دگر بعید لقا

در معرفت عارف بود عیسیٰ صفت	مردہ را زندہ کند با معرفت

معرفت معراج عارف با حضور	کے بود ایں عارفاں اہل غرور

عارف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عارف فقیر اولیا۔ دوسرے عارف بطیر سیر ہوا۔ عارف روحانی اور عارف لامکانی۔ عارف کے لئے حیات و ممات یکساں ہے۔ اگرچہ ظاہر میں ممات کے مراتب کی قوت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں۔ لیکن سب پر غالب ہوتے ہیں۔ اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے۔ کہ وہ خاک

تلے سوئے پڑے ہیں لیکن در اصل وہ قبر ان کے لئے قرب ہے وہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فقیر جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کرکے تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ممات میں بھی بلکہ حیات سے دوچند کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب وہ حیات و ممات دونو سے نجات پاکر فنافی اللہ وفنافی التوحید اور فنافی النور ہوتے ہیں ؎

در قبر ہرگز نباشد اولیاء	وز قبر جسمہ برد بیرول باخدا
ہم قبر حاضر شود گفتن بنام	باحضوری مصطفےٰ مجلس دوام
ہیش کامل باجواب و باحضور	ہر مطالب طلب کن اہل از قبور
جسم را با خود برد در لامکان	بعضے گم قبر گمنام بے نام و نشان
حاضر کند یا خود رفیقے ساختن	از مطالعہ لوح نامے یافتن

عارف فقیر اولیاء اللہ صاحب منصب جسے درویش ولی اللہ کہتے ہیں۔ اسے ماضی حال اور مستقبل کی حقیقت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ اور دونوں جہان کے الٰہی خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے کوئی شئے بھی پوشیدہ نہیں ہوتی۔ جو شخص کہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا۔ اور جو جانتا ہے وہ کہتا ہی نہیں۔ لیکن کامل کو اختیار ہے۔ خواہ کہے خواہ نہ کہے۔ اور یہی میری حالت ہے ؎

شرح اولیاء اللہ

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار" خبردار اولیاء اللہ کبھی نہیں مرتے۔ بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں "موتوا قبل ان تموتوا" مرنے سے پہلے مرجاؤ! یہ مراتب اہل دیدار کے ہیں ؎

عارفان ایں بود اہل از بصر	ایں جہان وآں جہاں دریک نظر

کامل مرشد وہ ہے۔ جو پہلے طالب کے لئے اسم اللہ ذات کے تصور سے تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحیں حاضر کرے۔ اور پھر اسم اللہ ذات کی قوت سے اسے مشرف بدیدار کرکے خدا رسیدہ بنادے۔ تاکہ ساری عمر کے لئے وہ خلوت چلہ اور ریاضت و مجاہدہ

سے چھوٹ جائے۔ کامل مرشد کی آزمائش ہی یہی ہے۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ خود راہزن ہے۔ اور اس کا طالب شیطان ثانی ہے۔ یا احمق بمنزلہ گدھے کے ہے یا بے شعور نادان بچہ ہے ؎

برقبر رو تا شود مطلب تمام   می برد با نور روحانی ہر مقام

قولہٗ تعالیٰ "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے ہیں۔ اُنہیں مردہ نہ کہو۔ وہ تو دراصل زندہ ہیں۔ تم ہی اِس بات کو سمجھ نہیں سکتے ؎

ہر کہ گوید مردہ آں مردہ   اولیاء با خود حیاتے بردہ

اولیا زندہ شود با اسم ذات   وز خلائق او بیابد یابد نجات

اوّل مرشد کامل پر فرض عین ہے۔ کہ طالب کے نفس کو عین جمعیت بخش دے۔ سو نفس کی جمعیت دنیاوی لذات سے ہوتی ہے۔ بغیر ان کے اسے مرشد پر اعتبار ہی نہیں آتا۔ خواہ ظاہر میں طالب کو سرزنش ہی کیوں نہ کی جائے۔ جب اسے جمعیت حاصل ہو چکے۔ اور وہ دنیا مردار سے بیزار ہو جائے۔ اور اس سے ہزار بار استغفار کرے۔ تو پھر نفس مطمئنہ دیدار پروردگار کے لائق ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح صاف ہو جاتا ہے جیسے دھوبی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے۔ گندگی اور بندگی دو تو ایک جگہ نہیں سما سکتیں۔ دیدار اور مردار ایک مکان میں نہیں رہ سکتے۔ جیسا کہ کفر و اسلام۔ جو مرشد دنیائے مردار کا تصرف نہیں جانتا۔ وہ دیدار کس طرح کرا سکتا ہے۔ ظاہر میں طالبوں کا دنیاوی خزانوں پر تصرف کرا دینا توفیق ہے۔ اور باطن میں ذات و صفات کے تمام مراتب طے کرا دینا تحقیق ہے۔ جس مرشد کو نہ توفیق کی واقفیت ہے اور نہ تحقیق کی۔ وہ سراسر احمق اور بے دین ہے۔ بعض مرشد دیدار کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ نفس مردار کی قید میں پھنسے ہوتے ہیں۔ اور بعض مرشد لقاء کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ دُنیا کی طلب میں احمقوں اور بے حیاؤں کی طرح منہمک ہوتے ہیں۔ طالبی اور مرشدی کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں ہر کام کا تصرف حاصل کرنا پڑتا ہے۔ یہ سر الٰہی ہے۔ شریعت میں ہوشیار اور کفر شرک اور بدعت سے بیزار ہونا چاہیئے۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس ؛

جان کیا ہے؟ اور جاناں کیا؟ جان روح ہے۔ اور جاناں توفیق الہٰی۔ کہ وہ ایک ایسا سر ہے۔ جو حسن پرست کے خط و خال اور ساقی پرست کے ساغر اور زلف پریشان کے نغمے سے فارغ ہے ؎

جاں بجاناں را بدہ اے جان من عارفاں را ایں بود ایں یک سخن

؎

روز و شب حاضر بود مجلس نبیؐ احتیاج از کس ندارد مرشد غنی

مرشد کو لازم ہے۔ کہ پہلے اپنا مرشد ہونا ثابت کرے۔ سو مرشد ہونے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو مشاہدہ میں لیجا کر دیدار سے مشرف کرے۔ دوسرے طالب کو بیشمار خزانوں کا تصرف بخشدے طالب میں دو باتیں ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ مال و جان جو کچھ مرشد کو درکار ہو دے دوسرے اس کے حکم میں رہے۔ جو کچھ وہ فرمائے کرے۔ اُس کے حکم بغیر کوئی کام نہ کرے خواہ دینی ہو یا دنیوی +

فقیر۔ درویش اور اولیاء اللہ کی انتہاء کیا ہے جبکہ اس کا جسم نور خدا سے منسوب ہو۔ اور ہو خلقت میں۔ اور آفتاب کی طرح ہر جگہ روشنی کا فیض پہنچائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا جسم نور ہوتا ہے۔ اور مشرف بدیدار پروردگار ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جب ظاہر میں لب جنبانی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اولیاء اور انبیاء کی روحیں خیال کرتی ہیں۔ کہ ہم سے ہمکلام ہوا ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں جسم منور سراسر نور ہو جاتا ہے۔ جو اس مقام میں آتا ہے۔ وہی دیکھتا ہے +

چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس سال اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتا رہا لیکن لوگ یہی خیال کرتے رہے کہ میں ان سے ہمکلام ہوتا ہوں۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات کی کنہ سے حاصل ہوتا ہے نیز اس سے دونوں جہان کو اپنے قابو میں کر لینا آسان کام ہے لیکن نفس کے برخلاف ہونا سخت مشکل ہے ہاں تصور ذات، تصرف عنایت، قرآنی آیات کے پڑھنے اور کلمہ طیبہ کے باترتیب پڑھنے سے آسانی کے ساتھ نفس کی مخالفت کی جا سکتی ہے ؎

نبود کس نبود ہیچ کس منکہ بودم با خدا بودیم بس

شد مرا دیدار دائم در آئینہ عین از نما
زاں لقائم یافتم من از خدا

بر تنم ہر موئے عارف شد وجود معرفت
احتیاجے نیست ذکرش ہر کرا ایں شد صفت

با ہو را ید نام کردی خویش را ایں تمام تن
تن ولایت لاثنائی لامکاں دار الامن

جس کا جسم انوار حق کے نور سے پختہ ہے ما سے معرفت مشاہدہ، معراج اور دیدار پروردگار حاصل ہے۔ اس قسم کا جسم دنیا میں چشم سر سے قبر سے نکلکر ملاقات کرتا ہے۔ اور ہمکلام اور ہم صحبت ہوتا ہے ظاہر و باطن میں دائمی طور پر منظور نظر اور مشرف دیدار پروردگار اور مجلس نبوی ہوتا اور اولیاء اللہ اور انبیاء کی روحانیت سے ملاقات کرتا ہے۔ اس غیب پر نکتہ چینی نہ کرو۔ اور نہ تعجب کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر ہو جاؤ۔ ہزار بار استغفار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر بے دین ہو جاؤ +

قولہٗ تعالےٰ ”الا ان اولیاء اللہ لا یموتون“ خبردار اولیاء اللہ کبھی نہیں مرا کرتے +

عالم ظاہری اور عالم باللہ فقیر میں یہ فرق ہے۔ کہ عالم ظاہری کا نام علماء اور فقیر کا نام اولیاء اللہ۔ اس کا نام عادل اور فقیر کا کامل۔ اس کا حمات اور فقیر کا حیات۔ ظاہری عالم علم مسائل نص و حدیث اور تفسیر بیان کرتا ہے۔ اور فقیر مفصل طور پر قرب وحضوری سے دکھا دیتا ہے۔ ان دونوں کی مجلس کس طرح راست آسکتی ہے۔ جبکہ ایک حرف بیان کرے۔ اور دوسرا اسے دکھاوے۔ اُن کی ایسی ہی مثال ہے جیسے مست اور ہوشیار یا اہل خواب اور بیدار کی ؎

نفس را رسوا کنم بہر از خدا
بو ہر و دے قدمے زنم بہر از خدا

در تصرف عالم کامل تمام
احتیاج از کس نیارم خاص و عام

فقیر ہی چور دغا باز۔ فتنہ انگیز اور نقصان دِہ ہوا کرتے ہیں۔ اور فقیر ہی صاحب تصرف کیمیا اکسیر، گنج و خزائن بخشنے والے روشن ضمیر اور دونوں جہان پر حکمران بھی فقیر ہی ہوا کرتے ہیں۔ سو جھوٹے اور سچے فقیر میں اس طرح تمیز کی جاسکتی ہے کہ جھوٹا اور ناقص آجکل کرکے دفع الوقتی کرتا ہے۔ اور قصہ اور فسانہ سی دلیری دیتا ہے۔ لیکن سچا اور کامل توجہ ہی سے مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ اور سارے مطالب پورے کر دیتا ہے ؎

مرشدے نامرد صورت زن نما
از طالباں زر طلب باشد بے حیا

کامل مرشد اسم اللہ ذات کے تصور سے عین الیقین حق دکھا دیتا ہے۔ اور علم عین سے منکشف کر دیتا ہے۔ ناقص مرشد ذکر فکر، مراقبے اور ورد وظائف میں مشغول کر کے خراب وخوار کرتا ہے۔ کامل مرشد پہلے ہی روز مشرف بدیدار پروردگار کر دیتا ہے۔ ؎

جز بدیدار دگر راہے ندید — ایں مراتب رانئہ حضرت یافتید

ذکر کے مراتب سراسر زوال اور فکر کے خام خیال ہیں۔ مراقبہ کے مراتب ابتدائی احوال اور الہام کے ناتمام ہیں۔ اور مذکور کے مراتب نامنظور ہیں ؎

طالب از مرشد طلب دیدار کن — دیدہ ور دیدۂ مرشد راز کن

ذکر فکر دور گردانند ترا — ذاکراں را بے خبر وحدت لقا۔

کامل فقیر چند ایک صفات سے موصوف ہوتا ہے۔ اول نفس سے بخیل اور طالبوں سے خلیل ہوتا ہے۔ دوسرے دیدار پروردگار سے دائمی طور پر مشرف ہوتا ہے قرب الٰہی سے اسے وحی القلب آتی ہے۔ اور حضوری الٰہی اسے حاصل ہوتی ہے ؎

از کجا آوردہ باک بردۂ — اہل دیدارش نہ ہرگز مردہ

من باخدا بودیم سے باشم دوام — ایں بود توحید مطلق حق تمام

ہر کہ حق را بو شدآں کافراست — ہر کہ گوید دیدہ ام اہل از بہشت

گر کسے گوید بہ صورت نشان — لایزالی بے مثال ولامکاں

ہر کہ خواند ایں مطالعہ بالیقین — لائق دیدار شد دیدار بین

با نظر ناظر کند حاضر خدائے — چوں نگویم دیدہ ام ہر دم لقا

جز حضوری یا لقا دل کس مبتند — ذکر دم روح وقلب احمق پسند

ہر طریقت راہ یا بدانم ہر طریق — طلب کن دیدار توفیق از غریق

احتیاج نیست گفتن غافلاں — عارفاں دیدار بیں صاحب عیاں

منکہ او آوردہ ام دیدار در — دیدار دیدار شد صاحب نظر

دیدۂ باحق رود باطل گذار — روشنی دیدار بیں با اعتبار

آں دیدۂ دیدار بیں دیدہ کجا — دیدہ لائق دیدار باشد باخدا

باہو بہر از خدا دیدہ بدہ — بے چشم دیدار بیں دیدہ بدہ

مُردہ قلب اور افسردہ قالب ناسُوت سے جو کچھ دیکھتا ہے۔ اُسے لاہُوت و لامکان لقا اور مشاہدہ تجلیات انوار ربانی خیال کرتا ہے۔ اور اہلِ تقوٰے جو کچھ دیکھتا ہے وہ حور و قصور اور بہشت ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن روحانی قبروں سے نکلینگے، کسی کا رُخ بھی قبلہ کی طرف نہیں ہوگا۔ البتہ اہلِ دیدار رُو بقبلہ ہونگے۔ کیونکہ اہلِ دنیا فقیر اور سائل سے جو منہ پھیرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن رو بقبلہ نہیں ہونے پائیں گے ؎

قبلہ را از قبلہ قبل از یافتم   قبلہ را با سجدہ قبلہ یافتم
دو خدا را گشتہ یا یک یک شود   معرفت توحید از یا سے شود
بند نقش بند آنچہ زین قائم مقام   سُہروردی را نباشد زین مقام
ہر کہ دُنیا دوست دار د دُور تر   خواہ باشد غوث و قطب با نظر
قادری را قرب قدرت با خدا   قادری امید باشد از لقا

جو شخص یہ کہے۔ کہ مجھے دین اور دُنیا دونوں عطا ہوئی ہیں۔ وہ فرعونی گروہ سے ہے۔ اور اُس کا یہ حیلہ شیطانی ہے ؎

دوست دار دنیا را زاں سگ سرشت   ترک دادہ دنیا را اہلِ بہشت

دُنیا ہمیشہ ہمارے پیچھے مارے مارے پھرتی ہے۔ قادری ہرگز ہرگز دنیا پر نگاہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اُس کی نظر دیدار پر ہوتی ہے۔ وہ دائمی طور پر تارک الدنیا ہوتا ہے۔ وہ لوگ سخت بے وقوف ہیں۔ جو دن رات دُنیا مُردار کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور پھر اُس کو فخر و عزت خیال کرتے ہیں۔ اور معرفت الہٰی کی طرف رُخ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مومن مسلمان کہلانے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھور ڈانگر سے بھی بدتر ہیں ؎

گر بگویم شرح دیدار از خدا   با استماع زندہ شود عالم بقا

دیدہ دیدار کے سبق پر علم دیدار منحصر ہے۔ اور تلقین دیدار یقین دیدار پر علم و حلم دیدار حکمت دیدار میں ہے۔ اور علم ارشاد دیدار مرشد دیدار سے ہے ؎

در صورتے مخلوق را دیدار نیست   در علم دیدارش بخطرہ خوار نیست
صورتے مخلوق خاک از خاک خاک   در نور دیدارش شود دل پاک پاک

آں گھلے دیگر بود گل با گلاب خوردنی آں گل شوی تو بے باآب

آں گل بود تہی کف نبی المرسلاں خوردنی آں گل شوی عارف عیاں

یہ امداد فقر قدیم کے سبب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کرم سے حاصل ہوتی ہے عطائے تعالٰے سے کبھی تو منہ کے بل گرانے والا فقر حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی محبت کرنے والا اگر وہ پھول کھلائے تو فقہ وحدیث کا علم اس پر منکشف ہوتا ہے۔ اور وہ ابلیس لعین پر غالب آجاتا ہے لیکن جو جاہل واحمق ہے۔ وہ تارک الصلوٰۃ ہو کر خبیث بن جاتا ہے۔ علم ظاہری میں بہت کچھ اندیشہ ہے لیکن علم باطنی بغیر غلطی اور زوال کے ہوتا ہے۔ اس سے نہ رجعت کھاتا ہے۔ نہ ہی یہ سلب ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے قرب ووصال زندگی عقبیٰ اور "وما توفیقی الا باللہ" والی توفیق تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ عالم باللہ اور فقیر ولی اللہ اسے کہتے ہیں جس سے تصرف میں گنج کیمیا ہو۔ اور پھر دنیا میں سے اپنے نفس کو کچھ نہ دے۔ اللہ تعالٰے کا طالب کوئی ہی ہوتا ہے۔ میں نے تو کوئی عالم ایسا نہیں دیکھا جو معرفت قرب۔ اور دیدار کی خاطر علم پڑھتا ہو۔ اور اس کی غرض اس سے روشن ضمیری اور بیداری قلب ہو۔ بلکہ وہ دنیاوی رزق اور روزگار کی خاطر پڑھتے ہیں ؎

خود پسنداں عالم است مغرور تم عالم آں باشد بود دیدحق نظر

بر مطالعہ علم بیراز معرفت بے معرفت عالم بود شیطاں صفت

طلب کن وصلت وسیلہ پیشوا تا ترا حاصل شود وحدت خدا

جو شخص اللہ تعالٰے کا منظور نظر ہے۔ اس کا دل اللہ تعالٰے کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ ایک جلالی جس کے سبب وہ سہو وسکر۔ قبض۔ بسط۔ ذکر۔ فکر۔ مراقبہ۔ کشف وکرامات سے بری ہو جاتا ہے۔ دوسرے جمالی جس سے اسے بالیقین اور باعتبار مشاہدہ اور دیدار حاصل ہوتا ہے ؞

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الفقر فخری والفقر منی" "فقر ہی میرا فخر ہے اور فقر مجھی سے ہے"۔ روشن ضمیر شخص کے قبضے میں جزو وکل ہوتے ہیں۔ وہ نفس پر حکمران اور غالب ہوتا ہے۔ اور وہ فقہ حدیث اور تفسیر وغیرہ تمام علوم بیان کرسکتا ہے۔ برخلاف اس کے مردہ دل شیطان کی دونوں انگلیوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک انگلی طمع اور حرص کی ہوتی ہے۔ جس

کے سبب۔ وہ حلال اور حرام میں تمیز نہیں کر سکتا اور مطلق کافر ہو جاتا ہے۔ دوسری انگلی غرور اور تکبر کی ہوتی ہے ÷

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ومن کان فی قلبہ ذرۃ عن الکبر لا یدخل الجنۃ“ جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہوگا۔ وہ بہشت میں داخل نہیں ہونے پائیگا ÷

کامل مرشد نظر ہی سے طالب کے مُردہ دل کو شیطان کی دونوں انگلیوں سے بری کر دیتا ہے۔ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا کر غرق فی اللہ و توحید کر دیتا ہے اور ظاہر و باطن میں صاحب تصرف گنج تصدیق و تقرب الہٰی سے الہٰی خزانوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ÷

چو از مرشد حاصل شود توحید رب	معرفت توحید از مرشد طلب
ہر کہ بے مرشد بود آں بے نصیب	نفس عالم پیشوائے شد رقیب
گر بخوانی علم تفسیر و حدیث	اندرونش نفس جاہل دیو خبیث
مرشدے باشد سلیمانے مثل	دیو در زندہ شود بعد از وصل
در وجودے تو بود دار الامن	عالماں را بس بود ایں یک سخن
علم گوہر ترک حرص و باہوا	نفس را بگذار و شو عالم خدا
علم حق غیب است با ایماں بود	بر غیب گر عیب کند ایماں رود

قولہ تعالیٰ ” الٓمّٓ۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب “ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اور یہ ان پرہیزگاروں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ سراسر ہدایت ہے۔ زیادہ پڑھنا فرض نہیں۔ مگر صرف فرض واجب۔ سنت مستحب۔ گناہوں سے بچنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور جمعیت اختیار کرنا فرض ہے۔ عنایت۔ ہدایت اور غیب کے بارے میں شکایت کرنا زنا سے زیادہ برا ہے ÷

قولہ تعالیٰ ” والسلام علی من اتبع الھدیٰ “ جو لوگ ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ان پر سلامتی ہو۔ معرفت۔ فقر جمعیت اور ہدایت دیدار رحمان سے اور نفس امارہ اور دنیا شیطان سے متفق ہیں۔ ان میں سے تجھے کونسی بات پسند ہے ؟

علم بہر از سجدہ شد صوم و صلوٰۃ	علم بہر حج و کلمہ با زکوٰۃ
ہر کہ خواند علم از بہر درم	بے نصیب از معرفت جود و کرم
در طلب شہوت بود از سر بپا	ایں علم را کے خدا دار در ّوا

قولہ تعالیٰ ''یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون'' اے ایمان والو! جو تم خود نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو؟ ہر علم کا حاصل کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ لیکن اس پر عمل کرنا ازبس مشکل اور دشوار ہے ؎

علم سہ حرف است عالم سہ طلب	با حیا و با رضا و با ادب
علم ہمچوں شجرہ براہ معرفت	ہر کہ علم از برخورد عارف صفت

علم فال کے تمام منصب و درجات مطالعہ آواز ہیں۔ اور معرفت، مشاہدہ، قرب الہٰی اور حضوری دیدار راز ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ جس طالب اللہ کو محض طلب دیدار ہے۔ اسے بہشت کی امید اور دوزخ کے خوف کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ دیدار کو دیکھنے والا ہوتا ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''من طلب شیئ وجد'' جو جس چیز کی طلب کرتا ہے۔ پالیتا ہے ؎

اولیاء را کیست راہبر پیشوا	با جذب وحدت کشد طالب خدا

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''الجذب جذبات الحق من جذبات اللہ'' ؎

اللہ ہر کہ خواہد کند یا خود حضور	ہر کہ خواہد بماند خود ز دور
رفت کوشش کشش چون بنید لقا	رفت کوشش چوں رسا کشش از خدا
در حقیقت معرفت راحت مجو	ہر یکے را ترک ید نامش بگو
در چہار بگذر دیگت صفاء	زاں ہر چہار بگذر و اصل خدا
ہر مقامے ناتمامے راہ زن	واصلاں را ہمیں بود ایں یک سخن

جس طالب پر مرشد اخلاص سے نگاہ کرے۔ تو اسے مطالعہ معرفت بخش دیتا ہے جس سے ہر ایک علم کا مطالعہ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ موفت جمعیت، معرفت، مشاہدہ، مراقبہ، مکاشفہ، مطالب، معراج۔ دیدار اور لقاء وغیرہ کے علوم ایک دم میں حاصل

ہو جاتے ہیں علم یکدم اسے کہتے ہیں۔ جس سے ایک دم میں ازل، ابد، دنیا، عاقبت، بہشت، حور و قصور، معرفت اور الٰہی دیدار کا مشاہدہ ہو جائے۔ اور غرق فی اللہ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو جائے۔ اور اسی ایک دم میں خدا رسیدہ ہو جائے اسی کو استقامت کہتے ہیں۔ علم موت کا مطالعہ کسی علم سے منکشف ہوتا ہے۔ یہ بات اسم اللہ ذات کے بالترتیب علم تصور، علم تصرف تحقیق، اور علم توجہ دل سے حاصل ہوتی ہے جو شخص علم موت کا مطالعہ کرتا ہے اس سے کوئی کلی و جزوی علم پوشیدہ نہیں رہتا ہے۔

مرتبہ مردود منزل ناتمام	بہ فقر ہر یک مقامے شد حرام
عین نا بالعین ببیند عین بیں	نیست آنجا آسمان و نے زمین
ہر کہ از خود بگذرد آں یافتہ	پیشوائے اسم اللہ ساختہ

اسم سمی تک پہنچا دیتا ہے صرف ایک ہی حرف سے تمام حجابات حل ہو جاتے ہیں یہ بات کاملوں کو تو معلوم ہے لیکن ناقص اس سے محروم ہیں۔ ناقص تو طریقت کا سالک سلوک بنتا ہے لیکن کامل قرب اور حضوری بخشتا ہے۔

ہر کسے بیند بدانند آں کسے	شد بدیدار مرا اللہ بسے

ثواب سراسر حجاب ہے اور بے حجاب سراسر ثواب ہے۔

مجھے بگذار دو دید ار دگر	جز بدیدار سے مرا حیت چہ کار

دوزخ بہشت دونوں مقام اللہ تعالٰے کے اختیار میں ہیں مجھے اپنے اختیار سے کیا واسطہ۔ فقیر دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔ ایک گروہ بہشت میں ہوگا۔ اور ایک دوزخ میں۔ زبان علم تفسیر کا مطالعہ کرتی ہے نظر علم تاثیر کا۔ قلب علم روشن ضمیر اور روح علم لقا کا مطالعہ کرتی ہے۔ اور ہمیشہ حاضر و ناظر رہتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

کامل فقیر کو دعوت سے اہل قبور کی روحانیت کی ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اگر وہ چاہے تو تمام جہان کو فنا کر سکتا ہے۔

واضح رہے۔ کہ نیک عمل نیک سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور بے حجاب اور بے حساب اللہ تعالٰے کی عنایت شرف لقا ہے علم کے پڑھنے سے یہ مقصود ہے کہ پڑھے پر عمل بھی کیا جائے۔ اسم اللہ ذات کا تصور نفس یہود کے لئے قتل کرنے والی تلوار ہے۔

نماز و روزہ و بسیار طاعت　　ازاں بہتر بدم دیدار ساعت

چو مے دیدار را دیدار بردہ　　دلے مردہ دسے خطرات خوردہ

کلید علم از دیدار دارم　　شریعت مصطفیٰ راجاں سپارم

دیدار کے مراتب اور علم دیدار شریعت سے حاصل ہوتے ہیں - اور شریعت ہی ہر علم کی رُوح رواں ہے مبلے شرع زندگی سراسر بے حیائی اور شرمندگی ہے - شریعت کی اصل حدیث اور قرآن شریف ہے - قرآن سے کوئی چیز بھی باہر نہیں - اور نہ ہی ہوگی *

واضح ہے کہ طالب کو خدا و رسول - قرآن شریف اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قسم ہے - جو وہ مرشد کو اسم اللہ ذات کے حاضرات علم الیدل فیض فضل اور تمام علم حکمت اور خزانوں کے بلے میں آزمانہ لے - جب آزما چکے - تو پھر تلقین حاصل کرے - اسی طرح مرشد کو بھی مذکورہ بالا قسم ہے - جو وہ طالب کو قرب و حضور الٰہی - روحانیت قبور کا عمل اور ہر طرح کی جمعیت نہ بخشے ۵

مرشدی نامرد را نامے مگو　　مرشدی نامرد را شیطاں بگو

قولہ تعالیٰ یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین ۔ اے آدم کی اولاد تم شیطان کی عبادت نہ کرو - وہ تو صریحاً تمہارا دشمن ہے - اگر مرشد سپیرے اور مداری کی طرح اور طالب سانپ کی طرح ہے - تو وہ ساری عمر اسی کی قید میں رہیگا - اور وہ ثنالی مشوے میں اسکی ساری عمر برباد کر دیگا - طالب مرد شہباز کے بچے کی طرح ہے جو کبھی چیل وغیرہ کی ہمنشینی اختیار نہیں کرتا - اگر طالب شیر کا بچہ ہے - تو معرفت وصال میں اسے گیدڑ کے ساتھ رہنے سے شرم آتی ہے ۵

ہر کہ طالب نام خواں سلطان بود　　مرشد آں را مرتبہ سُلطان دہد

اگر طالب سلطان ہے - اور مرشد پریشان - یا مرشد پشیمان ہے - اور طالب احمق حیوان تو دونوں کی ہمنشینی کبھی راست نہ آئیگی ۵

باہو منکہ طالب از ہیئم غنی　　ہر دمی حاضر مرا مجلس نبی

احتیاج کس ندارم خام تر　　طالباں را میکنم عارف نظر

وہ لوگ سخت بے وقوف ہیں جو باوجود معرفت اور قرب الٰہی سے محروم ہونے کے طالبی اور مرشدی کرتے ہیں - ایسے مرشد و طالب دونوں دکاندار ہوتے ہیں - ۵

مرشدے مرد است طالب مرد نر | گنج بخشد طالب انرا سیم و زر
یا برو در معرفت وحدت حضور | مرشدی طالب چنیں باید ضرور
خام مرشد زر طلب از طالباں | ایں چنیں گمراہ مرشد در جہاں
ہر کہ گیرد سے دہد بروے روا | مرشدے باشد چنیں راہبر خدا
با ہموے شناسد طالبانرا با نظر | ہمچو زرگرمے شناسد سیم و زر

طالب کو قوت مرشد کی قوت کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ اگر طالب باطن کو ظاہری تحقیق حاصل ہے۔ تو کامل مرشد ایسے طالب کے حقوق اپنی گردن پر سے ادا کر دیتا ہے یعنی اسے ہر تصرف عمل عنایت کرتا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے طالب کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کم حوصلہ کسی کام نہیں آتا ہے ٥

ہم طالبم ہم مرشدم ہم راز بیں | مرشد طالباں راہے شناسم در چنیں

جو رستے کا واقف نہیں ۔ اس کی راہ واقعی دراز ہے۔ وہ ساری عمر اسی میں مشغول رکھتا ہے لیکن کامل مرشد طالب کو مرتبہ عنایت کر کے دیدار الہٰی سے مشرف کرا دیتا ہے ❖

قولہٗ تعالیٰ ۔ واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین ۔ " تو اپنے پروردگار کی عبادت مرنے دم تک کرتا رہ ۔ ہے ٥

عبادتِ دیدار راہ بار بدہ بر | بالیقین دیا ایمان او در قبر
ایں عبادت رحمۃ اللعالمین | معرفت توحید ایں است بالیقین
شد عبادت از فضل عفو و کرم | ہر کہ منکر از لقا اہل صنم
ہر عبادت از برائے دیدار حق | از برائے دیدار شد پیدا خلق
مرشدے تلقین بخشد از لقا | از علم حاضر رساند با خدا
ایں عبادت دائمی طاعت طلب | طاعتے باشد حضوری راز رب

قولہٗ تعالےٰ ۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون ۔" میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس خاطر پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میری عبادت کریں یعنی مجھے پہچانیں ہے ٥

دل مرا بیدار از دیدار شد | دیدہ بیدار از دیدنی نظار شد

جو شخص اسم اللہ ذات کا عین العلم تصور جانتا ہے۔ وہ ایک لحظہ بھی دیدار پروردگار سے باز نہیں رہتا۔ گو ظاہر میں خلقت میں رہتا ہے۔ اسرار سبحانی اور قدرت یزدانی سے یہ آنکھیں اور ہی ہوتی ہیں۔ جو طالب طلب دیدار میں مرنے کو تیار ہے۔ اس کو ایکدم اور ایک قدم میں دیدار سے مشرف کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں ؎

کس بنایم طالبے تشنہ طلب　　معرفت دیدار چشم راز رب
طالباں با خود مطالب خود نما　　احمقاں بے ادب با تند بے حیا
طالبی گر مثل موسیٰؑ یا خضرؑ　　نیک بید را با تفکر در نظر
در نظر موسیٰؑ ہر تواب شد گناہ　　کار حضرت خضر بود ند خاص راہ
یہ خضرؑ موسیٰؑ غالب امت رسول　　عارفاں دیدار واز اہل الوصول

چنانچہ جناب رسالتمآب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ العلماء اُمتی افضل من انبیاء بنی اسرائیل ۔ بنی اسرائیل کے نبیوں سے میری اُمت کے علماء افضل ہیں لیکن وہ علماء وہ ہیں۔ جو فقیر عارف اور عالم باللہ ولی ہیں ؎

عالم شدم از علم وحدت با خدا　　علم بہر از وحدت است باطن صفا

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں ۔ العلماء وارث الانبیاء ۔ علما انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیا تمام مجلس کبر اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتی ہے ؎

عالم خدا فاضل خدا با خود نماند　　ہر کہ با خود ماند علم از حق نخواند
نفس سودی را بکش با تیغ قال　　نفس اہل قال را کشد تیغ از زوال
ہر کہ خواہد کثرت کشتن نفس را　　با تصور تیغ بکشد از ہوا

قولہ تعالیٰ ۔ ونہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ ۔ جس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا۔ بیشک بہشت اس کا ٹھکانا ہے۔ جب تک نفس علم دیدار سے مشرف حضوری کا سبق نہیں پڑھتا۔ ہرگز ہرگز گناہ اور بُری خواہشات سے باز نہیں رہتا۔ خواہ ساری عمر بھی ریاضت و محنت کیوں نہ کرتا رہے۔ بے سود اور لاحاصل ہوتی ہے ؎

قولہ تعالیٰ ۔ وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء ۔ میں بھی بندہ بشر ہوں۔ اپنی صفت نہیں رکھتا۔ کہ میں فرشتوں کی طرح پاک صاف ہوں۔ کیونکہ

نفس امارہ بری خواہشات کے لئے اُبھارتا رہتا ہے ؎

این نفس را قید آوردن چہ غم / کے شناسد نفس را اہل از صنم
نفس را بشناختن قرب از خدا / نفس شرمندہ بماند وز ہوا
نیست نفس نے بروح نے قلب / غرق فی التوحید عارف با ادب
وز حقیقت اندام بود اعتقاد نور / باز گردد یک شود باشد حضور
طالبی دیدار می باید خدا / طالبی مردار با نفس و ہوا
طالبانرا چیست آخر حق طلب / جان خود را کن فدا بر راز رب
دم مزن گر عاشقی سر پیش نہ / سر ز گردن شد جدا این راہ بہ
باہو کہ شد گمنام آں نامور تر / نام با نام اند ہو صاحب نظر
باہو کہتر و مہتر ہمہ دارد طلب / طلب قلبیا از قلب طلب اے باکلب

واضح رہے۔ کہ شاعروں کے لئے علم بلاغت و فصاحت وغیرہ کا جاننا ضروری ہے۔ اور فقرا کو قرب اور حضوری الہٰی کا علم درکار ہے۔ اگر شاعر کا کلام ناقص یا خام ہو۔ تو اُس کے لئے باعث ذلت ہے لیکن اگر فقیر کا کلام خام ہو۔ تو بھی شہد کی طرح میٹھا اور سونا چاندی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے ؎

سخن من سر بیت خوانند آں بے سر / عارفے بے سر بود صاحب نظر

اہل علم تصوف کے لئے تقویٰ ضروری ہے۔ صاحب تقویٰ کی دو علامتیں ہیں۔ ایک حلال کھانا۔ دوسرے ذات و صفات کے تمام مقامات تصور اور توفیق سے طے کرنے کی طاقت اور نظری تصرف سے ہر مُردہ کو زندہ کرنا۔ متقی وہ شخص ہے کہ جب کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کنہ سے پڑھے۔ تو اُس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے +

قولہ تعالےٰ ’’ وما یذکرون الا ان یشاء اللہ ھو اھل التقویٰ و اھل المغفرۃ ‘‘ جو لوگ یاد الہٰی کرتے ہیں۔ وہی انشاء اللہ متقی اور اہل مغفرت ہیں +

علم تقویٰ بھی علم تصوف کی طرح معرفت، مشاہدہ اور دیدار کا تصرف اور چابی ہے تقویٰ مجاہدہ نہیں۔ بلکہ حضوری میں مشاہدہ اور وصال لازوال ہے +

واضح رہے۔ کہ تجلیات نور کے تصور کے غلبات اور تصور حضور کے شوق اور اشتیاق

کی خواہش سے فیض فضلی۔ توفیق کل اور تصدیق توحید حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات عزت کے ساتھ لیتا ہے۔ اس کا نفس بسبب عظمت وہیبت اسم اللہ نفس بالکل مر جاتا ہے۔ اور سر سے لیکر پاؤں تک ساتوں اعضاء میں نور اللہ سرایت کر جاتا ہے۔ اور وجود میں جو کچھ کدورت۔ زنگار۔ اور حجاب کی تاریکی ہوتی ہے۔ سب دور ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں قلب اور روح متفق ہو جاتے ہیں۔ اور روح ذوق وشوق کے ساتھ اسم اللہ ذات پڑھتا ہے۔ اسم الٰہی سنتے ہی بہ سبب قہر اور قدرت اسم اللہ نفس زندہ نہیں رہتا فقیر کامل معرفت عیانی اور دیدار ربانی سے مشرف ہوتا ہے ✤

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ ؛ من عرف نفسهٗ بالفناء فقد عرف ربهٗ بالبقاء" جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے گویا اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا؛ نفس جب مر جاتا ہے۔ تو انسان مرتے دم تک اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔" ؎

از ازل تا ابد بودم بے حجاب	در چشم من ہرگز نیاید ہیچ خواب
دیدہ را دیدار پردہ خواب نیست	از میان خود رفتہ را عذاب نیست
خواب ما را ہر مذکور و جواب	اہل حاضر را نیاشد ہیچ خواب
خواب ما را خلوت و باشد حضور	چشم را پوشند بر از صد ضرور
ہر کہ پوشد چشم را آں کور تر	کے بہ بیند کور مثل گاؤ خر
با عیاں بینم لقا ہم حق لقا	چشم پوشیدن بود مکر و ریا

جو شخص تحصیل علم میں عالم باللہ ہے۔ اُسے دائمی طور پہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ جو فقیر معرفت میں مشرف بدیدار ہے۔ اسے بھی دائمی طور پہ مجلس نبوی ہے۔ جو متقی علم تقوے میں کامل ہے۔ اُسے بھی مجلس نبوی دائمی طور پہ نصیب ہوتی ہے۔ ؎

ایں مراتب از علم توفیق تم	اولیاء اللہ بخشد بانظر
ہر کہ مرشد نہ مردود داں	بے خبر از معرفت وحدت عیاں

خود مرشد ہی عیاں کے مراتب ہے کیونکہ وہ توجہ ہی سے دونوں جہان کو اس

طرح دکھا دیتا ہے جیسے آئینے میں رُخ ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”العقل نیام فی الانسان، الانسان مرآۃ الانسان، الانسان مرآۃ الرب“ عقل انسان میں سوتی ہے انسان انسان کا آئینہ ہے، انسان پروردگار کا آئینہ ہے ؎

خوش ہمیں دیدار را گوید حدیث	ہر کہ با ور نیست او کاذب خبیث
ہر کہ عالم علم شد بہر لقاء	نہ از برائے عارف شناسد اولیاء
ایں قدر قدرت بود قرب از خدا	علم باطن غیبی وحدت لقاء

علم وحدت، علم فردانیت لاریبی۔ علم دیدار، علم قلب بیدار، علم بقا، علم نفس فنا۔ علم زندہ قلب۔ روح بقا علم ادب، علم حیا۔ علم جمعیت، علم روشن ضمیر با صفا اور علم لقاء سب کچھ علم موت کے مطالعہ سے منکشف ہوتا ہے ”کل نفس ذائقۃ الموت“ ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، سبق یاد رکھنا ہے، دنیاوی متاع کو چھوڑ، تاکہ تو مطالعہ علم کے لائق ہو جائے۔ موت کے مطالعہ سے انسان دیدار پروردگار کے لائق ہو جاتا ہے ۔

موت بھی تین طرح کی ہے۔ مطالعہ موت سے مبتدی کے دل میں اسی طرح نور پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح مطالعہ موت سے منتہی کے دل میں مشاہدہ دیدار، حضور اور قرب الٰہی کا نور جلوہ گر ہوتا ہے ۔

مرشد کامل پر فرض ہے۔ کہ طالب کو پہلے تینوں سبق پڑھائے۔ تاکہ طالب علم سے محروم اور جاہل نہ رہ جائے۔ اور دن رات تحصیل علم میں مشغول رہے۔ کیونکہ سارے علوم کا حاصل کرنا صرف اس ایک بات میں ہے ”فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ“ پس جو ذرہ بھر نیکی کریگا اسے اس کا نیک بدلہ ملیگا۔ اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا۔ اسے اس کا برا عوض مل رہیگا ؎

ہر ذرہ مثل زراعت خرمنے است	نیک و بد را نظر کن در جان تن است
نیست ورقے ہیچ بیرونی کہ ہست	آنچہ شد مخلوق زاں روزش الست

طالب اللہ وہی علم پڑھتا ہے۔ جو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اپنے پڑھنے والے سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ علم کیا ہے؟ مشرف بدیدار ہونا ہے۔ علم وہی ہے جو قبر میں

بھی نگہبان، رفیق اور شفیع رہے۔ اور جسم کو پاک کر دے۔ اور محاسبہ قبر اور قیامت سے بری کر دے۔ سو وہ علم اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ یہی نجات دلواتا ہے ۔

آنچہ خوانی از علم اللہ بخواں　　اسم اللہ با تو ماند جاوداں

قرآن شریف۔ توریت۔ زبور اور انجیل اور فقہ کے مسائل کی تمام کتابیں اسم اللہ کی تفسیر ہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات معہ کنہ پڑھتا ہے اس پر سارے ظاہری علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اسے علم پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی یہ مطالعہ استغراق مطالعہ اوراق سے بڑھ کر ہوتا ہے ۔

ذکر از لقا فکر از بقاء　　ایں چنیں عالم بود علم از خدا

جس شخص کی یہ کیفیت ہو۔ اُسے فضل خدا سے درس لقا۔ صفائی قلب اور بقا نصیب ہوتی ہے جسے علم کی واقفیت نہیں وہ مردہ دل، جاہل اور بے حیا ہے۔

قولہ تعالےٰ "بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسنٌ فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون " جس نے اللہ تعالےٰ کا رُخ کیا اور وہ نیکی کرتا ہے۔ اور اس نیکی کا بدلہ اپنے پروردگار سے پاتا ہے' ایسے لوگوں کو نہ کوئی ڈر ہے، اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے"۔

قولہ تعالےٰ "ومن اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسنٌ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ " جو اللہ تعالیٰ کا ہو رہتا ہے۔ وہ نیکی کرتا ہے۔ اور اس نے ٹھیک مضبوط رسی کو پکڑ لیا ہے"۔

واضح رہے۔ کہ علم معاملات اور علم عبادات محض درجات ہیں۔ علم حضوری اور قرب الٰہی سے بے خبر ہیں۔ اگرچہ مسائل فقہ کا علم پڑھنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن علم باطنی سے بے خبر رہتا ہے۔ علم باطنی علم لقا باللہ کا وسیلہ ہے۔ علم تصور۔ علم تصرف، علم تفکر۔ علم تصوف، علم سلک سلوک۔ علم توجہ اور علم توحید یہ سارے عین العلم حق ہیں۔ کیونکہ یہ حق کی طرف سے ہیں۔ اور علم باطل سے بیزار کرنے والے ہیں وہ شخص سخت احمق ہے۔ جو علم حق کو چھوڑ کر علم باطل، رشوت، ریا، خود پسندی اور حرص و ہوا کو اختیار کرتا ہے ۔

ہر عبادت ہر ثواب بہر از لقا　　علم اللقا من سبق خواندم از خدا

واضح رہے کہ علم کے بیس حصے علم کے ایک حصہ میں اور علم کے بیس حصے حکمت کے ایک حصہ میں شامل ہیں۔ عالم حکیم عارف قدیم ہے ؎

چنانچہ جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لا تکلم کلام الحکمۃ عند الجاھل" حکمت کی باتیں جاہلوں سے بیان نہ کرو، اگرچہ ان لوگوں کی زبان زندہ ہوتی ہے لیکن دل مردہ ہوتا ہے۔ جس کا دِل دنیا کی طرف سے نہیں مرا۔ اُسے معرفت حاصل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ افسردہ خاطر ہے ؎

قولہٗ تعالےٰ "منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ" "اسی سے تمہیں پیدا کیا پھر اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائینگے۔ اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے" ؎

قولہٗ تعالےٰ "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" "اے محمدؐ! تو نے (مٹی) دشمنوں کی طرف نہیں پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکی تھی" ؎

دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہے۔ جو ارواح۔ اولیاء، جن، انسان۔ فرشتہ اور مؤکل پر غالب ہو۔ جسے نہ رجعت ہو نہ زوال۔ ظاہری خزانوں کا تصرّف حاصل ہو۔ دِل کا غنی ہو۔ باطن میں مجلس نبوی کی حضوری حاصل ہو۔ اور فقیر لایحتاج ہو۔ کامل عامل اہلِ دعوت دنیا کے لئے دعوت نہیں پڑھتا۔ جو دنیاوی امور کیلئے پڑھتا ہے۔ اور دعوت پڑھنے کا عمل ہی نہیں جانتا وہ محتاج اور رجعت اور استدراج کے مراتب میں ہے۔ ؎

بر زبان اللہ در دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر
دعوتے خواند ز لطف و حق کرم	دعوتے از قرب خواند نیست غم
دعوتے خواند ز بہر از خدائے	بر دیا دعوت حضوری مصطفےٰ
دعوتے منصب مراتب با حضور	شد وسیلہ مصطفےٰ با ذات نور
دعوتے منصب مراتب از خدا	ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیاء
ابتدائے دعوت گنج سبق	در تصرف قید آمد ہر طبق
ہر مؤکل در حکم مثل غلام	گشت واضح زیر زبرش ہر مقام
ہر کہ خواہد دولتِ دنیا نعیم	ہم صحبت شیطان بود ملعون لئیم
ہر کہ خواہد معرفت قرب از الٰہ	وقت خواندن با تصوّر کن نگاہ

ہر کہ کن را یافت کنہ از کُن کشا — جملہ او الہام یابد از خدا

قالِ من بر حالِ من احوالِ من — ہر کہ عامل نیست دعوت لا فزن

ہر کہ پوشد حق بود کافر تمام — گفتن حق حاسداں دشمن مدام

کاملم اکسیر تکسیرے نما — احتیاج کس ندارم جز خدا

یا ہو کس بیاید طالب لائق طلب — حاضرکنم با مصطفٰےؐ توحید رب

دعوت کے پڑھنے سے کامل کو تو گنج نصیب ہوتا ہے لیکن ناقص کو رنج حاصل ہوتا ہے۔ دعوت پڑھنا آسان کام نہیں ماسے وہی پڑھ سکتا ہے۔ جو مرشد کامل عارف کامل۔ عامل۔ باخبر و ہوشیار۔ ولی اللہ اور صاحب قرب پروردگار ہو۔ نہ کہ احمق اور تیلی کے بیل کی طرح ہو۔ یہ سخت مشکل اور بڑا دشوار کام ہے کیونکہ اس میں الٰہی خزانوں کے پوشیدہ راز ہیں۔ یہ محض عنایت حق ہے۔ جو اہل دعوت کامل اور عامل ہے۔ اسے فال اور نماز استخارہ سے تحقیق کرنے کی کیا ضرورت ہے مقام اور ناقص ہمیشہ ناسوت اور نفس امّارہ کی قید میں رہتا ہے۔ دعوت پڑھنے کے لائق وہی شخص ہے۔ جس کا جسم۔ دل۔ اور رُوح اسم اللہ ذات کے تصور سے منور ہو رہا ہو۔ اور مجلس نبویؐ کی حضوری اسے حاصل ہو +

کامل عامل دعوت کے شروع میں طالب کو پانچ مراتب عطا کرتا ہے۔ یعنی حاضرات ناظرات تصوّر اسم اللہ ذات۔ دلیل سے واقف ہونا۔ اور قرب رب جلیل پر نگاہ رکھنا۔ جو مرشد کامل عاقل ہے۔ وہ یہ پانچوں خزانے صادق طالب کو پانچ روز میں بخش دیتا ہے۔ اگر اولیاء اللہ اور اہل دعوت کو قرب حق سے ہدایت اور توفیق حاصل نہ ہوتی۔ تو تمام طالب مرتد اور خلقت ہلاک ہو جاتی۔ اہل دعوت کا ظاہر باطن باجمعیت ہوتا ہے۔ اور وہ مشاہدہ ربوبیت اور جمال وصال کرتے ہیں۔ جو قیل و قال اور کہنے سُننے کے متعلق نہیں۔ ہ

عارفان را روز و شب بر حق نظر — بانظر ہرگز نہ بینم سیم و زر

وہ لوگ بڑے ہی بے وقوف ہیں۔ جو دُنیاوی محبت۔ حرص۔ حسد۔ کبر۔ ریا۔ اور خواہشات شیطانی کا بیج دل میں بوتے ہیں۔ اور پروردگار کی محبت دل سے نکال دیتے ہیں۔ ایسے لوگ مومن۔ مسلمان۔ فقیر۔ درویش عالم، فاضل، ذاکر، اہل مراقبہ۔

اہل فکر اور اہل تقوے کس طرح ہو سکتے ہیں یہ تو تھوڑے خانگیوں سے بھی ہوئے ہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں از روئے حسد نہیں کہتا۔ بلکہ واقعی حالت ہی ایسی ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الساکتہ عن الکلمتہ الحق فھو شیطان۔ سچی بات سے خاموش رہنے والا بمنزلہ شیطان ہے۔ آخر غفلت کی روئی کانوں سے نکال اور موت کو یاد کر۔ موت تیرے وجود میں ہے اور تیرا وجود موت کی غار ہے۔

قولہ تعالےٰ۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر ذی روح فانی ہے۔

نفس را گردن بزن بہر از خدا　　تا شوی دائم بحاضر مصطفےٰ
این مراتب عارفان و اولیاء　　ہر کہ این راہ بے نداند سر ہوا

شرح دعوت

اس کامل اور عامل کے لئے دعوت پڑھنا مناسب ہے۔ جو دوام میں علم دعوت کو ختم کر سکتا ہو۔ جو شخص باترتیب دعوت جانتا ہے۔ اور اسم اعظم اور اسم اللہ ذات کے تصرف و تصور سے پڑھتا ہے۔ قیامت تک وہ اسکی آل اور اولاد لا یحتاج اور بے غم ہو جاتی ہے۔ ایسے عامل کامل مکمل اور اکمل جہان میں بہت کم ہوتے ہیں۔

دم ازل دم ابد دم دنیا تمام　　ہر کہ این یکدم نداند آں مرد خام

اہل دعوت کامل مرشد دعوت کے شروع ہی میں صادق طالب اور مرید لا یرید کو فیض و فضل الٰہی سے چار منصب عطا کرتا ہے۔ اول اسم اللہ ذات کا تصور۔ دوسرے اسم اعظم کا تصرف۔ تیسرے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توجہ اور چوتھے قرآنی آیات۔ جو طالب ان چاروں کے مجموعے کی دعوت پڑھتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی۔ غیبی و لاریبی الٰہی خزانے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد چاروں میں یہ چاروں منصب طالب کے نصیب نہ کرے۔ وہ طالب احمق ہے۔ جو کہ ناقص کے حکم سے پڑھتا ہے۔ اہل بدعت۔ بد مذہب۔ غلیظ۔ طالب دنیا اور بد اندیش پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ اسے وہی شخص پڑھ سکتا ہے۔ جو درویش غنی۔ فقیر۔ عارف۔ صاحب قرب الٰہی۔ اہل معرفت اور عیسے صفت ہو۔

وہ اگر اس قسم کی دعوت پڑھے تو وہ حکم الٰہی سے "قم باذن اللہ" کہکر روحانی کو قبر سے باہر نکال کر حاضر کر لیتا ہے۔ دعوت پڑھتے وقت نور کے حضور کیوجہ سے پڑھنے والے سے فرشتہ بھاگ جاتا ہے کیونکہ نامحرم محروم رہتا ہے ؎

حق پسنداں را نباشد ہیچ باک — بعد مردن زندہ گردد زیر خاک
عارفان با نظر بیند در قبر — ایں مراتب عیسےٰ گو ثانی خضر
ہم سخن باہم جلیس واولیاء — غرق فی التوحید و قرب و با خدا
با تصور قتل کن تو نفس را — تا شوی واصل خدا لائق خدا

دعوت پڑھتے وقت توفیق الٰہی سے ایک صورت تحقیق پیدا ہوتی ہے جس سے قدرت خدا اور رویت نور پڑھنے والے کو حضور خدا میں لے جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا منظور نظر بنا دیتی ہے۔ اس قسم کی دعوت کو قرب ربانی اور تقویت انبیاءؑ اور اولیاء روحانی کہتے ہیں۔ پانچوں معرفتوں۔ علم ہدایت اور قرب جمعیت کے ہر عمل کی بنیاد شوق ہے جس طالب حق کا دستگیر شوق ہو۔ وہ دونوں جہان میں ناکام نہیں رہتا۔ فقیر روشن ضمیر نفس پر حکمران ہوتا ہے ؎

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ — نگنجد در مقام لی مع اللہ

کیونکہ فرشتے کو آسمان کے مناصب و مراتب کی توفیق اور زمین کے ہوائی طبقات کی توفیق ہوتی ہے۔ لیکن انسان کو معرفت۔ توحید و قرب اور حضوری الٰہی کے مناصب و مراتب حاصل ہوتے ہیں ؎

دعوتے در دم کشد عالم تمام — با تو گو ہم یادگیر اے نیکنام
ایں دمے یکدم بود قرب از الٰہ — یکدمے دو راہ دارد دو گواہ
دم ازل دم ابد دم دنیا ہوا — با یکدمے یکتا شود مرد خدا
دم کہ از دم یافتہ دم معرفت — مردہ را زندہ کند عیسےٰ صفت
دعوتے با دم بخواند بر قبور — اہل دعوت با روحانی شد حضور

دعوت وجود کے اربعہ عناصر مٹی، ہوا، آگ اور پانی کے لحاظ سے چار طرح پر پڑھی جاتی ہے جس سے یہ چاروں حروف نظری تصور سے کشتہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کی دعوت پڑھے کہ "اقتلوا الموذیات قبل الایذاء" موذی کو تکلیف پہنچانے سے پہلے ہی قتل کر دو۔ اس طرح کرنے سے فتنہ و فساد اور کوئی راہزن

باقی نہیں رہتا۔ دعوت یکدم اہل یکدم ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ مرد حقانی خاقانی" فرماتے ہیں ؎

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی　　که یکدم باخدا بودن به از ملک سلیمانی

یکدم کا رتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ دوام حضور کا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے۔ جیسے دم کے سوا اور کچھ یاد ہی نہیں۔ احد تیسرا فی النور کا مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے جیسے نہ دم کی خبر ہوتی ہے نہ حضور کی۔ بلکہ وہ عین بعین دیکھتا ہے۔ اور اُسے فنا فی النور توحید کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے ؎

بہ بحر غرق فی اللہ شو کہ خود را خود نمیدانی　　ولے نامحرم است آنجا کہ باشد راز ربانی

نہ آنجا دم نہ دل نہ حید و جان است　　کہ عین از عین باشد لامکان است

کسے از خود فنا شد آنچہ بیند　　حق کہ با حق حق نشیند

سہ حق را حق بگوئی حق کدام است　　بنام حق ز حق با حق تمام است

ثالث ثلاثہ کو اُٹھا دو۔ کہ صرف وحدہٗ لاشریک رہ جائے۔ جو لوگ یہ نہیں کرتے۔ وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ تو ڈھور ڈانگروں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اولٰئک کالانعام بل ھم اضل" یہ لوگ ڈھور ڈانگر بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں"۔

قولہٗ تعالیٰ "افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ" کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود قرار دیا ہے۔ جو شخص فنا فی الشیخ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ فنا فی الشیطان میں ہے۔ جو فنا فی الرسول کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ مرتبہ مردود میں ہے۔ جو فنا فی اللہ کا دعوےٰ کرتا ہے نفس و ہوا کے مرتبے میں ہے۔ جو فنا فی الشیخ کے مرتبے میں کامل ہوتا ہے۔ وہ شر نفسانی سے نجات پا جاتا ہے۔ اور نیز تمام دنیاوی خطرات سے جو مایہ فساد ہوتے ہیں بَری ہو جاتا ہے۔ عرش سے لیکر فرش تک کی سیر کرتا ہے۔ اور تمام باطل چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور حق چیز کو پکڑ لیتا ہے۔ جو فنا فی الرسول میں کامل ہوتا ہے۔ وہ ایک دم بھی مجلس محمدی سے جُدا نہیں ہوتا۔ اور جو فنا فی اللہ کے مرتبے میں کامل ہوتا ہے اُس کے سارے کام سنور جاتے ہیں۔ یعنی اس کا نفس فانی، قلب زندہ اور روح

باقی ہو جاتی ہے۔ نور ذات کے مشاہدہ میں مشرف بہ لقا ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ تینوں مراتب نہیں جانتا۔ وہ احمق اور خود نما ہے۔ بعض مرشد اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جو خود تو دور رہتے ہیں۔ لیکن طالب کو مجلس محمدیؐ کے حضور میں پہنچا دیتے ہیں۔ مگر حضور خدا میں نہیں پہنچا سکتے۔ بعض خود طالب حضور ہیں۔ لیکن خلقت کی نگاہوں میں دور ہیں۔ جو شخص باطن کے تینوں مراتب نہیں جانتا۔ اور پڑھتا ہے۔ وہ بھی احمق ہے۔ دعوت خواں جس وقت دعوت پڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور ورد رسبانی کرتا ہے۔ تو جواب سوال میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ جو شخص دعوت کو کما حقہٗ نہیں پڑھتا۔ دعوت اسے خراب کرتی ہے ٭

شرح دعوتِ عظیم

حسب ذیل چار دں کو جمع کر کے دعوت پڑھے۔ اول قرآن دوسرے قبر تیغ برہنہ انبیاء اور اولیاء جیسے درویش غوث قطب اور شہید تیسرے قرب الحق چوتھے مجلس نبویؐ کے حضور کی قوت۔ اس قسم کی دعوت غضب و قہر سے بڑھ کر سخت ہوتی ہے اس کا پڑھنا اسی شخص کے لئے زیبا ہے۔ جس کے پڑھنے سے چودہ طبق۔ مدینہ منورہ مکہ معظمہ۔ عرش اکبر اور عرش سے فرش تک سب کچھ جنبش کرنے لگے۔ اور انبیاء اصفیاء مرسل اور زندہ وصال یافتہ اولیاء فقیر۔ درویش عارف باللہ غوث قطب ابدال اور افراد اور اٹھارہ ہزار عوالم کی کل مخلوقات لرزہ کھا کر حسرت میں ہو۔ اور فرشتے عبرت پکڑیں۔ اور تمام مخلوقات کھڑی ہو کر درگاہ الٰہی میں دعا کرے جب تک کہ اس دعوت کا پڑھنے والا مطلب کو حل نہ کرے۔ اہل دعوت کے قابو میں انبیاء اصفیاء۔ مرسل۔ اصحاب۔ مجتہد۔ علماء باللہ۔ اولیاء اللہ۔ اور مومن مسلمان کی روحیں ہوتی ہیں۔ اور کبھی اس سے خلاصی نہیں پا سکتیں۔ اس دعوت سے بڑھ کر کوئی دعوت سخت اور غالب نہیں۔ منصب قبر پہ کوئی شے بھی غالب نہیں آتی۔ اگر پہاڑ پر یہ دعوت پڑھی جائے۔ تو پگھل کر موم ہو جائے۔ اگر لوہے کا کوئی قلعہ سر بفلک ہو۔ جس پر صرف پرندہ ہی اڑ کر پہنچ سکے۔ اس دعوت کے پڑھنے سے اہل قلعہ حوصلہ چھوڑ کر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں۔ اور تابعدار بن جاتے

ہیں یا اس قلعہ میں ناگہانی دبا (پھیل) جاتی ہے۔ حتی کہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہتا۔ یا اس (دعوت) کے پڑھنے سے فرشتہ مؤکل قلعہ والوں کو قلعہ پر سے نیچے گرا دیتے ہیں۔ جس سے قلعے کا فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ دعوت باعظمت پڑھتا ہے۔ تمام ملک مشرق سے لیکر مغرب تک سارے اس کے قبضے میں ایک ہفتہ کے اندر اندر آجاتے ہیں +

اس دعوت کا پڑھنے والا عامل اور کامل خواہ جلالی و جمالی حیوانات سے شکم پُری کرے۔ اس پر اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ جس کا وجود پختہ اور پاک ہے۔ ایسے فرشتہ مؤکل۔ روحانی اور جنونیت کا کیا ڈر ہے کیونکہ کامل اسم اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے۔ سو اس کے ذریعے وہ روحانیت قبور پر غالب آجاتا ہے +

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور"۔ اگر تمہیں کسی کام میں حیرت واقع ہو۔ تو اہل قبور سے مدد لو' +

عارف اور کامل مرشد اور اہل دعوت وہ ہے۔ جو صرف تین شخصوں کو طالب اور مرید کر کے مطلب تک پہنچا دے۔ اول عالم باللہ جسے مجلس نبوی ؐ کی دائمی حضوری سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے بادشاہ ظل اللہ جس کی جمعیت اس بات میں ہوتی ہے۔ کہ مشرق سے مغرب تک کے سارے ملکوں پر قبضہ کر لے۔ اور تمام چھوٹے بڑے آدمی اس کے تابعدار ہوں تیسرے وہ شیخ جس کا باطن معرفت سے بے خبر ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ توحید کے مقام میں ہو جاتا ہے۔ وہ تقلیدی رسم و رسومات سے بری ہو جاتا ہے۔ ہاں ویسے نفس پرست تو عام طور پر سارے ہی ہوتے ہیں۔ خدا پرست شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس +

اگر تو آئے۔ تو دروازہ کھلا ہے۔ اور میں تجھے معرفت الٰہی تک پہنچا سکتا ہوں۔ اگر نہ آئے۔ تو اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے +

دعوت پڑھنے کے چار طریقے ہیں۔ اول اسم اللہ ذات کے تصور سے

دعوت پڑھ کر قرب ۔ معرفت اور توحید الٰہی حاصل کرنا ۔ دوسرے اسم اللہ ذات کے تصرف کے حاضرات سے پڑھ کر مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا ۔ تیسرے دعوت پڑھ کر موکل ۔ فرشتے اور جنونیت کو قید میں لانا ۔ چوتھے اس طرح پڑھنا ۔ جس طرح سے تمام جہان کے ممالک قبضہ وتصرف میں آجائیں ۔ دعوت تیغ برہنہ ہے ۔ جو ان مذکورہ بالا چاروں عملوں کو پڑھ سکتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے کافی ووافی ہے ۔ متوکل کے پاس جابی نہیں ہوتی ۔ اور نہ وہ کسی موکل کو بلاتا ہے ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس زمانے میں کوئی فقیر یا ولی اللہ کامل اہل دعوت نہیں ۔ صرف علم فقہ اور کتب مسائل کو وسیلہ بنانا چاہیئے ۔ تو سمجھ لو کہ وہ حیلہ شیطانی کر رہا ہے ۔ اور نفس امارہ اسے وسیلہ مرشد سے باز رکھتا ہے ۔ مرشد ہمیشہ معرفت ۔ توحید اور قرب الٰہی کو پسند کرتا ہے ۔ مرشد مخلوق پسند نہیں ہوتا ۔ بلکہ خالق پسند ہوتا ہے ؎

ہر کہ باشد پسندِ خالقِ پاک ورنباشد پسند خلق چہ باک

علماء پر فرض عین ہے ۔ کہ اولیاء اللہ مرشد سے تلقین حاصل کرکے اور دست بیعت کرے ۔

قولہ تعالیٰ ”یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ“
اے ایمان والو ! اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ ”

”الٰہی ذکر تمام فرضوں سے پہلا فرض ہے ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ سنو ! جس طرح خواب کی تعبیر ہوا کرتی ہے ۔ اس طرح علم کی تفسیر اور کیمیا اکسیر کی غنایت ہوا کرتی ہے ۔ علم دعوت تکبیر سے تمام جہان قبضے میں لا سکتے ہیں ۔ ذکر باتاثیر ہوتا ہے ۔ اور مرشد عارف اور آگاہ ۔ قرب الٰہی والا روشن ضمیر ہوتا ہے ۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے ۔ جو کچھ اسم اللہ ذات کے تصور سے دکھائی دیتا ہے وہ سب کچھ مجلس نبویؐ اور قرب معرفت الٰہی سے مخصوص ہے ۔ اور جو ان کے علاوہ دیسے وہ مراقبہ اور خواب خیال ہے کیونکہ ولایت میں زوال کے مراتب ہیں ۔ ان تمام مراتب سے بڑھ کر پسندیدہ اور فرحت بخش

فنافی اللہ ہوتا ہے۔ جس سے فقیر نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ اور اسکی لوح ضمیر سے تمام غل وغش مٹ جاتا ہے +

واضح رہے۔ کہ اس راہ محمدی کا اصول وصل کا نعم البدل ہے +

شرح نعم البدل

کامل مرشد راہ اور مشکل کو با توفیق حل کر سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ "وما توفیقی اِلّا باللہ" نہیں ہے مجھے توفیق لیکن اللہ تعالےٰ سے۔ توفیق محض عطائے الٰہی اور فیضِ خدا ہے جسے اللہ چاہے بے ریاضت عنایت کر دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے علم حکمت کے ان دیکھے اور اُن سنے تمام مراتب اور ناسوت سے لاہوت ولامکان تک کے ستر کروڑ تنیس لاکھ مقام اور حجاب سب حاصل و رفع ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد ایک قدم میں ایک لحظہ کے اندر باطنی حجابوں کے تمام مقامات سے نکال کر لاہوت میں پہنچا کر اسم اللہ ذات کے تصور سے دست بیعت کرے۔ وہ فقیر دونوں جہان کا امیر اور مالک الملکی ہے۔ یہ مراتب لازوال معرفت۔ قرب اور وصل الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ اس فقر کے مراتب نہیں۔ جو نفس کا قیدی ہو۔ اور معرفت معراج سے بے خبر ہو ۵

فتح دعوت در تصور با خدا — ایں چنیں دعوت عمل در اولیاء

با تصور سر بسر جان نور شد — بشروع دعوت جسد مغفور شد

اس طرح پر اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھنے سے زبان۔ نظر۔ کان ہاتھ۔ پاؤں۔ نفس مطمئنہ۔ قلب۔ قالب۔ روح مقدسہ۔ اور ہفت اندام نورانی ہو جائے۔ ایسا شخص ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ جو روحانیت قبور کا عامل شہسوار ہو۔ وجود کے ساتوں اعضاء دائمی ذکر، فنائے نفس اور حضوری سے منور ہو جاتے ہیں +

عشق وجود بہ چو بیس ہیں۔ تصور۔ توجہ اور تفکر۔ مشاہدہ۔ قرب۔ نور اور حضور سے عشق کرنا معشوق کے مراتب ہیں۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔ "واصبر نفسک تابع ہواہ وکان امرہٗ فرطاً" جو شخص حضور سے سوال

جواب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اپنے تئیں باتوفیق مجلس نبویؐ میں پہنچا سکتا ہے۔
جسے اس قسم کی توفیق حاصل ہے۔ پھر اسے اسم بدوح کی دعوت پڑھنے کی کیا حاجت
ہے۔ جس شخص میں یہ طاقت ہے۔ کہ اپنے آپ کو تصور سے ہی حضوری میں پہنچا
سکتا ہے اسے کیا ضرورت ہے کہ یا بدوح کے مثلث نقش اور دائرے کھینچتا
پھرے۔ اور بیت دربیت پر کرے۔ یہ تمام کام اس کے ہیں۔ جو بے قرب اور بے حضور
ہو۔ اور معرفت توحید الٰہی سے دور ہو

بیت

در در ابگذار وحدت را طلب　　وز وحدت عارف شوی قرب رب

بیس مشقیں دماغ سے مقام خلاف نفس تک اور چار مشقیں ناف سے محاسبہ نفس
کی ہیں۔ اسم اللہ ذات لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اسم للہ لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ
اسم الہ لا الہ الا اللہ محمد رسول۔ اسم ہو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسم محمد۔ اسم فقر۔
اسم اعظم اور حاضرات سی حرفی۔ جو شخص پہلے حاضرات کرتا ہے۔ اور حاضرات کا
علم جانتا ہے۔ اس کا علم دعوت قیامت باز نہیں رہتا

بیت

دم رواں دل زندہ روح دعوت بخوان　　لائق خواندن بود عارف عیاں

بیت

مرد مرشد گنج بخشد بے نیاز　　مرشد نامرد را باز آر د آواز

اسم اللہ ذات کے تصور کی دعوت سے جسم میں سے محبت خبیث وغیرہ دور ہو
کر پاک محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور خورد و نوش مجاہدہ اور خواب سب کچھ مشاہدہ
باطنی اور حضور مجلس نبویؐ ہوتا ہے۔ مستی ہوشیاری اور خواب اور بیداری میں غرق
فی اللہ ہوتا ہے۔ اور باشعور سوال و جواب حاصل کرتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں
جس کا باطن معمور ہو جب دعوت کے ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو انبیاء اولیاء
غوث قطب، ابدال اور اوتاد کی روحوں کے ہزار ہا لشکر اور مؤکل آجاتے ہیں۔
ان سے واقفیت ہوتی ہے۔ لیکن کسی اور کو اس امر کی اطلاع تک نہیں ہوتی
تمام ذی روح اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں بوقت ضرورت
پکارتا ہے۔ یا اس مقام میں ہزار ہا انوار کی تجلیات ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک عضو
رگ۔ پوست۔ بلکہ ہڈیوں کے مغز تک ان تجلیات سے منور ہو جاتے ہیں۔

یہ سب مراتب "ہمہ اوست" کے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے غیبی "قلبی" وحی اور سری تجلیات وجود میں اثر کرتی ہیں۔ اور غیر مخلوق ایمان آفتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے۔ اور نفس شیطان اور دنیا کی تمام ناشائستگیوں کی تاریکیاں اور حواس خمسہ ظاہر و باطنی کی تمام غلاظتیں وجود سے بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ اور اوصاف ذمیمہ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جو عارف و واصل شریعت کا پابند۔ شریعت میں کوشش کرنے والا۔ اور باطن میں دریائے معرفت کا پینے والا ہو +

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "النھایتہ ھوالرجوع الی البدایتہ" ابتدا کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کا اندر آنا اور ظلمات نار کا باہر نکلنا +

قولہ تعالیٰ "اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور" اللہ ایمان والوں کا والی ہے۔ انہیں تاریکی سے نکال نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے یہ مراتب معرفت قرب اور حضوریٔ الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں بعض تو علم دعوت میں عامل اور کامل ہوتے ہیں۔ اور بعضوں سے یہ علم دعوت رواں ہی نہیں ہوتا۔ اگر عامل دعوت بانیت ناراض ہو کر کسی ملک یا ولایت کی تباہی کے لیے دوگانہ میں سورۂ مزمل پڑھے۔ تو قیامت تک ملک اور ولایت ویران ہی رہے۔ اور اگر آبادی کی نیت سے پڑھے۔ تو اس ملک کا چپہ چپہ ظلم و شر اور آفات سماوی و ارضی سے قیامت سے آباد اور سلامت رہے +

واضح رہے۔ کہ مومن ازلی۔ فرحت الروح اور فیض فضلی کے مراتب یہ ہیں۔ کہ زندگی میں اس کا بدن نور ہو جاتا ہے۔ اور حالت ممات میں اسکی قبر میں سے نور ذات کے شعلے نکلتے ہیں۔ اس کا وجود ظاہر و باطن میں مغفور ہوتا ہے۔ اور نہ وہ ڈرتا ہے۔ اور نہ اسے غم لاحق ہوتا ہے +

واضح رہے کہ بعض علماء، فقراء اور مومن مسلمان کو نفس خبیث اور ابلیس شیطان علیہ اللعنتہ عبادت کے پیشے میں ڈال کر ثواب کے لالچ میں لا کر اس سے گمراہ کرواتے ہیں۔ جس سے الٹا عذاب میں پڑ جاتا ہے۔ اور بعض کو ... کی کا لالچ دے کر

ریا میں ڈال کر اس کی رسوائی کرتے ہیں۔ وہ بندگی اس کے لیے سراسر گندگی اور حق کے نزدیک باطل و ناپسندگی ہو جاتی ہے +

اے احمق! تو مرشد عارف کو طلب کر۔ کیونکہ سالک راستے کے رسم و رسوم سے بے خبر نہیں ہوتا۔ وہ منزل و مقام سے باخبر ہوتا ہے۔ صاحب نظر ہی اللہ کی طرح ظاہری و باطنی سیر کرتا ہے۔ وہ زندگی میں بھی نفس و شیطان سے نجات یافتہ ہوتا ہے۔ اور حالت موت میں بھی حضوری کے مراتب اور روحانیت قبور کے درجے اسے حاصل ہوتے ہیں ؎

خلق داند زیر خاکش در قبر	در قبر شد قرب اللہ سر بسر
بے خلل خلوت قبر یا رب حبیب	در میان کس نگنجد حق انیس
نیست آنجائے فرشتہ جز بذات	در ممات یافتند دائم حیات
در قبر فتنہ است وحدت حق بنور	در قبر حق یافت حق با حق حضور

جس طرح قبلہ گاہ کا ہر ایک پتھر لائق سجدہ نہیں اور نہ ہر ایک پتھر کسوٹی بننے کے لائق۔ نہ ہی ہر ایک پتھر پارس ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ہر ایک پتھر لعل ہوتا ہے۔ اسی طرح نہ ہر انسان کا وجود معرفت اور وصال الٰہی کے لائق ہوتا ہے۔ نہ ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے۔ اور نہ ہر دل الٰہی خزانہ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ نہ ہر ایک پتھر کوہ طور ہے۔ اور نہ ہر ایک انسان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کلیم اللہ ہے۔ نہ ہر ایک پتھر سنگ مرمر ہے۔ اور نہ ہر دل مجلس پر وہ ہے +

فقیر کا وجود کامل ہے۔ کیونکہ وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور حکمت کے تمام معمات اس میں پائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مذکورہ بالا تمام مطالب دعوت عیانی کے پڑھنے قرب الٰہی۔ فنا فی اللہ ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے تزکیہ نفس و قلب اور تصفیہ روح تجلی روح۔ تجلی سر اور تمام مخلوقات۔ اور جن و انس۔ پرند۔ چرند۔ اٹھارہ ہزار عالم حاصل کرنا۔ اور ہر ایک روحانی سے ہمکلام ہونا۔ اور تمام ربانی پوشیدہ خزانوں کا معلوم کرنا حاصل ہوتا ہے۔ عارف باللہ وہ شخص ہے جو شخص اس قسم کی دعوت پڑھے۔ اور دنیا و آخرت میں لا یحتاج ہو جائے تاکہ ابتداء سے انتہا تک پہنچا دے۔ اور ابتدا اور انتہا دونوں کو ایک ہی سبق میں پڑھا دے۔

ابتدا نور اللہ ہے۔ اور انتہا فنا فی الرسول کے مراتب ہیں بعض آدمیوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ ماضی حال و مستقبل کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ یا انہیں موکل فرشتہ آواز دیتا ہے۔ یا جنونیت یا علم فال سے یا بذریعہ رمل یا علم و دانش اور عقل شعور سے یا ہر ایک برج سے خاص خاص کاموں کا کرنا مثلاً سال مہینے اور دنوں میں سعد و نحس اور نیک و بد کا معلوم کرنا۔ لیکن فقیر اہل حضور اور صاحب قرب وہ ہے۔ جو بے نصیب کو نصیبہ ور بنا دے۔ اللہ تعالےٰ سے اس کے سارے مطالب حل کرا دے۔ اور نحس ایام کو سعد کر دے۔ اور مردہ دل بے شعور طالب کو توجہ سے حضور میں پہنچا دے۔ اس قسم کا فقیر صاحب قوت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رہتا ہے۔ لوح محفوظ پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا ؎

ہر کرا باشد حضوری بر دوام	ہم سخن شد با مع اللہ ہر کلام
نظر آنرا بر نظر ناظر خدا	راہ ناظر ایں بود اہل از بقا

یہ فقر کے ابتدائی مراتب ہیں ؎

کاملم ہم عالم باطن نظر	لائق تلقین تعلیم و خضر
ایں شرافت شرف امت مصطفےٰ	واقفِ اسرار گردد ازالہ

پہلے علم واردات وجود میں بے واسطہ پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر غلبات رقم رقوم جو رسم رسوم کے تمام علوم پر غالب ہوتے ہیں۔ بعد ازاں علم حی قیوم سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ سارے مراتب شریعت محمدی سے حاصل ہو سکتے ہیں ؎

رفت ذکر و رفت فکر رفت مذکور و حضور	نور را از نور یا بم غرق فی التوحید نور

امیدوار کی انتہا ہدایت ہے۔ کیونکہ یہ مطلق ہدایت کے مراتب ہیں +

قولہ تعالیٰ:- والسلام علی من اتبع الھدیٰ:- جس نے ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو ؎

غرق فی النور شو آخر چہ سود	چوں حباب در آب شد وحدت بود
ہر کہ از خود گشت فانی با نظر	درمیانِ مرد ماں باشد خضر

اگر طالب صادق استقامت میں جان قربان کرنے کے لئے آمادہ ہے تو مرشد

کامل کے لئے بھی ایسے طالب کو حضور میں پہنچا دینا مشکل نہیں۔ کامل انسان اس سے ایک قدم بھی باہر نہیں جاتا۔ اور یہی جمعیت کے مراتب ہیں ؎

ذکر فکر و یگذار و در ہر مقام
دیدہ با دیدار گشائیہ تمام

دیدہ با دیدار تو بیدار تو
با نظر ہرگز نہ بیند سیم و زر

لذت دیدار بہ دیدار دہ
روشنی دیدار در چشم بنہ

وادۂ دیدار مارا بر دوام
دیدہ با دیدار بیند بر دوام

باھو خبر بدیدار ی نماند ہیچ راہ
دیدہ با دیدار شد وحدت الٰہ

واضح رہے۔ کہ جب تک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبانی اقرار اور قلبی تصدیق نہ کی جائے نفس مسلمان نہیں ہوتا۔ پس زبانی اقرار تو ہر شخص کرتا ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس کی دلی تصدیق کون کرتا ہے۔ اور اس کی پہچان کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت اور تقویٰ میں بسر کرے۔ اور علم فقہ و مسائل پڑھتا ہے۔ اور نماز روزے اور نفلوں میں گذار دے۔ اور دن رات تلاوت قرآنی میں مشغول رہے۔ اور ذکر۔ فکر اور مراقبہ سے جاں بلب ہو جائے۔ تو بھی جب تک مشرف بدیدار نہ ہو۔ کبھی اسے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نفس کے الٹتر ہزار زنار کفر کے زنار سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور یہ اسی وقت ٹوٹتے ہیں جب انسان مشرف بدیدار پروردگار ہو جاتا ہے بعض کو یہ بات بے واسطہ نصیب ہوتی ہے۔ بعض اس بات کو جانتے ہیں۔ اور بعض نہیں جانتے۔ فقیر لوگ پہلے ہی روز علم تصدیق اور علم دیدار کا سبق پڑھتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ اور وہی حقیقی مومن مسلمان ہیں ؎

نہ آنجا نفس و قلب و روح دانی
فنائی الذات وحدت لامکانی

علم دیدار کا مطالعہ افسانہ و قصہ خوانی سے ہاتھ نہیں آتا۔ یگانگت عین بعین ہے۔ علم فی اللہ کے مراتب غیب دانی اور با عین عیانی ہیں ؎

معرفت توحید این است ہم از ہم اواز کن
بے سرے منم خدا ارلیے زبانم ہم سخن

علم دیدار تعلیم و تلقین پر ہی موقوف نہیں۔ بلکہ توفیق ہے۔ اس وقت انسان حق شناس ہونا چاہیئے۔ میں اس حق کو لے لیتا ہوں۔ اور باطل بدعت کو چھوڑ دینا

ہوں۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس ؂
مرشد کامل اور مرشد ناقص کس عمل۔ کس مرتبے۔ کس علم۔ کس حکمت۔ کس توفیق اور کس طریق سے پہچانے جاتے ہیں؟ اُن کی پہچان یہ ہے۔ کہ کامل مرشد۔ معرفت اور توحید الٰہی کے سمندر کے سمندر پی جاتا ہے۔ اور ناقص مرشد خود فروش ہوتا ہے کامل مرشد یکبارگی دیدار سے مشرف کر دیتا ہے۔ اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اسے فکر۔ مراقبہ۔ اور تسبیح پھرانا آتا ہی نہیں۔ برخلاف اس کے ناقص مرشد طالب سے ذکر۔ فکر اور مراقبہ کراتا رہتا ہے۔ جس سے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اِس قسم کا مرشد ابلیس کا مصاحب ہوتا ہے۔ کامل مرشد صادق طالب کو تصوّر بخش دیتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ حضور میں لقا سے مشرف ہو جاتا ہے ؂

طالب صادق کو کامل مرشد تصوّر عنایت کرتا ہے۔ جس سے نور دیدار میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور فنا فی اللہ ہو کر حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ طالب پر فرض عین ہے۔ کہ دیدار پروردگار سے مشرف ہو۔ طالب کو یہی قسم ہے۔ جو مرشد سے پہلے روز معرفت الٰہی لقا اور لاہوت و لامکان طلب نہ کرے۔ اور مرشد کو بھی جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ کہ طالب کو جیب تلقین کرے۔ تو اُسے حضرت بی بی رابعہؒ اور سلطان بایزیدؒ کے سے مراتب بخشدے اور طالب اولیاء اللہ کا خطاب پا جائے۔ اور ہمیشہ کے لئے لقائے الٰہی سے مشرف ہو جائے۔ اور دُنیا و آخرت میں اسے وجودی لقا واصل ہو جائے۔ جو مرشد ان صفات سے متصّف نہیں۔ اور باطنی توفیق سے تحقیق تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ناقص۔ بے مروّت۔ بے شرم۔ بے قوت۔ بے حیا۔ اہل ناسوت اور ناکمل ہے۔ ایسے شخص سے طالب کے لئے تلقین حاصل کرنا ہی حرام ہے ؂

نامرد مرشدے نماید ذکر راہ مردِ مرشد ہیر ساند با الٰہ

نیز مرشد کامل صاحب تصرف خزانہ ہوتا ہے۔ جو ہر روز ایک کروڑ مہر بی راہِ خدا میں صرف کرتا ہے۔ جس مرشد کے مراتب اس قسم کے ہوں۔ اور روزینہ اس کے عمل تصرف میں ہو۔ وہ ابھی ناقص ہے۔ مرشد وہی ہے۔ جو ہمیشہ دیدار پروردگار کے مشاہدے میں رہے۔ اور اس کے تصرف میں بے شمار الٰہی خزانے

ہوں۔ ایسے شخص کو کیا ضرورت ہے کہ اہل دنیا سے التجا کرے۔ اور جھوٹے مرید کو تلقین کرے ؛

کامل مرشد پہلے صادق طالب کو عنایت اور تصرف گنج عنایت کرتا ہے۔ جس سے طالب بے جمعیت اور پریشان نہیں ہونے پاتا۔ صادق طالب کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرشد سے یک وجود اور یک جان ہوتا ہے ؛

صادق طالب کو مرشد کی خدمت میں دن مہینے اور سال نہیں گنتے چاہئیں۔ اسے مرشد کی رضامندی درکار ہونی چاہیئے۔ جو طالب اپنی خدمت پر مغرور ہے۔ وہ معرفت اور حضور الٰہی سے دن بدن دور ہوتا جاتا ہے ؛

واضح ہے۔ کہ باطن دو قسم کا ہے۔ ایک باطن صورت۔ وہ وہم و خیال ہی ہوتا ہے۔ اہل وہم و خیال جواب و ثواب حاصل کرتا ہے جسے احمق طالب باطن صحیح خیال کرتا ہے۔ اسے اصلی کیفیت معلوم ہی نہیں ہوتی۔ وہی صورت اُسکے لئے راہزن اور زوال کا باعث ہوتی ہے۔ دوسرا باطن قرب الٰہی سے بے حجاب جواب با ثواب حاصل کرنا۔ نیز مجلس نبوی سے جو کچھ حاصل کرے۔ قرب اللہ سے وصال ہے کیونکہ اسے حضوری کا خیال رہتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جس کا وجود نور ہوا اور جو قرب الٰہی سے حضور میں سوال جواب کرے۔ نہ کہ مراقبہ اور آنکھ بند کرے۔ اہل راز ظاہری آنکھوں سے لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن باطن میں وہ لاہوت اور لامکان کی سیر کرتے ہیں۔ اگر خواب میں جہان کی آنکھ کو بیدار کر دیں۔ تو توفیق، تصور اور تصرف سے نور ذات سے مشرف کر دیں۔ اور فیض و فضل خدا تک پہنچا دیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور اور روحانیت قبور کا تصرف۔ کامل تصور۔ اور مکمل تصرف کے مراتب ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس ؛

واضح رہے۔ کہ سوال معرفت اور وصال الٰہی سے باز رکھتا ہے۔ خواہ چھ سو سال کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد کیوں نہ کیا جائے۔ ہاں اگر وہ سوال قرب اللہ سے ہو۔ یعنی الہام ہو۔ تو کوئی ڈر نہیں ؎

مکن عاجزی بر در کس سوال وصال تو بہتر بود از زر و مال

قولہ تعالیٰ "واما السائل فلا تنہر" سائل کو نہ جھڑکو ؛

بعض کا سوال ثواب اور تحقیق کی رو ہوتا ہے۔ اور بعض کا گناہ اور بیدینی کے متعلق سوال چار قسم کا ہوتا ہے۔ نفسی، زبانی، روحی اور سری۔ اسی واسطے فقیر پہلے عنایت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور پھر فقیر اختیاری جس فقیر کو الٰہی خزانوں کی عنایت ظاہر و باطن میں حاصل نہیں۔ وہ مراتب فقر اور مراتب قرب الٰہی نہیں جانتا۔

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "نعوذ باللہ من فقر المکب" میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ فقیر وہی ہے جسے ظاہر و باطن میں خزائن الٰہی کے تصرف کی توفیق حاصل ہو۔ اور قرب الٰہی سے باجمعیت فقر مراتب حاصل کر سکے۔

جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "الفقر فخری والفقر منی" فقر میرا فخر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔

ہر کہ از خود گم شود یابد خدا	نیست آنجا ذکر فکر و عقل و حیا
بے عقل را عقل بستہ کے شود	ہر کہ بیند عقل آں کافر شود

قولہ تعالیٰ "واذکر ربک اذا نسیت" اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب تو اور سب کچھ بھول جائے۔

مرشد طالب اللہ کو پہلے روز تلقین کے ساتھ ہی چار مرتبے عنایت کرتا ہے۔ اول حضور سے پیغام لانا۔ دوسرے صاحب عیان اور عارف نظر ہونا۔ تیسرے ظاہری و باطنی مراتب اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا۔ اور چوتھے اولی الامر کے مراتب بخشنا۔ جو مرشد ان صفات سے موصوف نہیں۔ وہ معرفت فقر اور توحید الٰہی سے دور ہے۔ اس کا طالب گلے اور گدھے کی طرح ہے۔ جس شخص کو نعم البدل کا علم ہے۔ اسے فیض و فضل ازلی اور معرفت قرب اور توحید الٰہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ نعم البدل کل پانچ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جسے پانچوں حاصل ہیں وہ لازوال۔ لارجعت لاسلب ہے۔ اور اسے عرفان۔ قرب اور وصال ذات حق حاصل ہے۔ وہ نعم البدل یہ ہیں۔ نعم البدل ازل۔ نعم البدل عقبیٰ نعم البدل فنا۔ نعم البدل لقاء۔ ان پانچوں نعم البدل کے خزانوں کے طلسمات کو عارف نعم البدل ذات صاف صاف منکشف کر دیتا ہے۔ اور دکھا دیتا ہے۔ نعم البدل معما کو عارف معما ہی منکشف کر سکتا ہے۔ اور وہ حسب ذیل علوم کا عالم ہوتا ہے۔ یعنی "علم

الانسان مالم یعلم" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو پہلے نہیں جانتا تھا۔ علم انسان
اشرف و کامل بشر "انی جاعل فی الارض خلیفہ" بے شک میں روئے زمین پر خلیفہ
بنانے کو ہوں۔ علم لدنی علماء "ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب" ان
پرہیزگاروں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں" +

طالب مرید پہلے ہی روز حضرت رابعہؒ اور سلطان بایزیدؒ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔
کیونکہ اسم اللہ ذات سے ساتوں تصرف، ساتوں توجہ۔ ساتوں تفکر، ساتوں محبت کی
آگ اور ساتوں گرمی نور۔ قرب حضوری الٰہی۔ جمعیت کے ساتوں خزانے اور ساتوں علم
جس میں سے ہر ایک میں ستر ہزار علوم ہیں۔ حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے نور الٰہی
میں غرق ہوتا ہے۔ اور اسے قبور کے روحانیوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ اسے
مشاہدہ بلا مجاہدہ۔ محبت بلا محنت۔ راز بلا ریاضت۔ سراسر ثواب بے حجاب حاصل
ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی روح کو فرحت
حاصل ہوتی ہے اور بے رنج و غم خزانہ حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب ان تمام مطالب کو
پانچ دن میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں حاصل کر لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے
حاضرات کے قاعدہ کا سبق پڑھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسم اللہ ذات کے پہلے سبق سے تماشائے ازل کی سیر کرتا ہے
دوسرے سے تماشائے ابد کی۔ اور خوف و رجا کے مراتب میں نفس کو رجعت بہ سبب حرص۔
حسد، خود پسندی اور خواہشات کے لاحق ہوتی ہے۔ تیسرے سبق سے دنیا دوں کے
خزانوں اور کل و جز کے تماشا کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ جس سے طالب کا دل دنیا کی طرف
سے بالکل سرد ہو جاتا ہے۔ چوتھے سبق سے حور و قصور اور عقبیٰ کا تماشا دیکھتا ہے۔ پانچویں
سبق سے معرفت فی اللہ۔ قرب اور توحید الٰہی کی سیر کرتا ہے۔ اور تمام ناسوتی اور تقلیدی مراتب
کو ترک کر دیتا ہے۔ بعد ازاں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ قرآنی آیات۔ اسماء الحسنیٰ
اور تیس حروف کے حاضرات سے انبیاء اولیاء اللہ کی روحوں اور فرشتوں سے ملاقات کرتا ہے۔

فقط

(حکیم محمد امین کاتب نقشبندی فاروقی از سلہوکے ضلع گوجرانوالہ)
(پاکستان)

۱۳۷۵ھ　۱۹۵۵ء

تصوف کی سرمایۂ رحمت اور بےنظیر کتابوں کا سلسلہ

حیاتِ جاودانی

(یعنی مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزبان اردو)

یہ کتاب نایاب جو حضرتِ غوثِ صمدانی قطب ربانی محی الدین سید شیخ عبدالقادر گیلانی کے حالات کرامات و مناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قلائد الجواھر فی مناقب شیخ عبدالقادر مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اِس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخیر تک کے کل حالات مع کراماتِ عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپ کے علم و فضل کے حالات۔ آپ کے مدرسہ کی کیفیت۔ آپ کے یارانِ صحبت کے سوانح۔ اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور اُن بزرگواروں کا ذکر جن کو جناب عالی مقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپ کے فرزندانِ عالیمقام کے حالات اور شجرۂ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں چھپی۔ لہٰذا بپاسِ خاطر عاشقان جناب غوث الاعظم و طالبانِ جمال محبوب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرفِ زرِ کثیر ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت صرف دو روپے ... (عہ)

اردو ترجمہ کتاب تحفۂ قادریہ

اس رسالۂ بابرکت میں حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ لاہوریؒ نے جو عاشق جناب سید عبدالقادر جیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب اور کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پُراثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے۔ اور تحریر عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا نہایت پُردرد الفاظ میں ثبوت دیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اِس کتاب کو طالبانِ مولا کی خاطر اُردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے۔ اور بہت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت بارہ آنے .. .. .. (۱۲ر)

اردو ترجمہ کتاب مقصد الاقصےٰ

یہ کتاب حضرت خواجہ عزیز الدین نسفی کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے۔ اس میں حضرت نے اہل تصوّف کے لئے بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ قیمت چھ آنے .. .. .. (۶؍)

اردو ترجمہ کتاب مجمع الاسرار

جناب پیر بہادر شاہ نے طریقہ قادریہ کے ذکر اذکار اوراد کے علاوہ سلسلۂ نقشبندیہ و سلسلہ کے ذکر اذکار بھی بہ تفصیل بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ بعض عملیات بھی بوضاحت لکھے ہیں۔ اور اسکے ساتھ طریقہ اویسیہ کے حالات پر نہایت عمدہ بحث فرما کر طالب کی تسلی فرمائی ہے۔ قیمت ایکروپیہ (عہ؍)

اردو ترجمہ کتاب ہدایت الطالبین

اس متبرک کتاب میں حضرت برہان العاشقین قدوۃ السالکین فخر خاندان حضرات نقشبندیہ حضرت قبلہ عالم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ کے تمام معمولات اور عملیات درج ہیں۔ جو ہر ایک عاشق الٰہی کی جان ہے۔ قیمت پانچ آنے .. .. (۵؍)

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوّف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو۔ طالبانِ مولا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیانِ صفاکیش اس کو حرز جان بنائیں۔ اور سعادت دارین حاصل کریں۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت .. (۶؍)

اردو ترجمہ کتاب آداب الطالبین

یہ کتاب بھی حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتی مصنف رسالہ جبل وود نبیرہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی تصنیفات میں سے ہے اس رسالہ کو حضرت نے طالبانِ مولا کے لئے نہایت عمدگی سے دستور العمل ترتیب دیا ہے۔ اہل اللہ کے چلنے والوں کو جو جو ہدایت تلقین فرمائی ہیں۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قیمت (۵؍)

اُردو ترجمہ کتاب جنات العارفین

تصنیف لطیف شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب میں شہزادہ موصوف نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر جتنے بزرگان دین اور اولیاء اللہ گذرے ہیں سب کے ارشادات میں سے ایک ایک بات اقتباس کر کے اس عجیب و غریب طریق سے بیان فرمائی ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیز بہ وضاحت معلوم ہو جاتا ہے کہ بزرگان بلند پایہ نے توحید کے متعلق کیا کیا ارشادات فرمائے ہیں۔ بس بے نظیر و قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

اردو ترجمہ چہل مکتوبات حضرت خواجہ عثمان جالندھری نقشبندی

ان چالیس مکتوبات میں حضرت نے اکثر مسائل توحید کو جس خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے اس کے علاوہ یاد الٰہی کے متعلق جو پر اثر نفائح لکھے گئے ہیں۔ وہ نہایت موثر اور بابرکت ہونے کے علاوہ مسائل تصوف کا آئینہ ہیں۔ اکثر شعار حضرت نے موقع بموقع ایسے دلکش لکھے ہیں۔ کہ جس کے پڑھتے ہی ایک قوی وجد طاری ہو جاتا ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ لکھائی اور چھپائی اعلےٰ۔ قیمت ۶ر

اُردو ترجمہ رسالہ گلدستۂ باغ اِرم

یہ کتاب حضرت شاہ ابو المعالی قادری علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف میں سے ہے اور اس میں چار طراز ہیں۔ طراز اوّل در حالات خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ طراز دوم در لطائف اولیاء اللہ۔ طراز سوم در سخنان حکما جو بے زبانوں کی تمثیل میں ہے طراز چہارم در نصیحت۔ قیمت۔ ۴ر

اردو ترجمہ مونس جان

یہ کتاب حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف میں سے ہے اس میں پانچ مقالے ہیں مقالہ اول میں حقائق مقالہ دوم میں احادیث اور کلمات مشائخ مقالہ سوم محبت میں مقالہ چہارم مطالبات اور ہزلیات میں مقالہ پنجم ذکر شعر۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور رموزات تصوف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر